اہلِ کتاب صحابہؓ و تابعینؒ

www.KitaboSunnat.com

نجیب اللہ ندوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- **کتاب و سنت ڈاٹ کام** پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- **مجلس التحقیق الاسلامی** کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- **دعوتی مقاصد** کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اہلِ کتاب صحابہؓ و تابعینؒ

مجیب اللہ ندوی

الفیصل
ناشران و تاجرانِ کتب
غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

AI-FAISAL NASHRAN

Ghazni Street,Urdu Bazar,Lahore.Pakistan
Phone : 7230777 Fax :092-42-7231387
http:www.alfaisalpublishers.com
e.mail:alfaisal_pk@hotmail.com

المکتبۃ الرحمانیۃ
۹۹۔ جے ماڈل ٹاؤن۔ لاہور
نمبر 16055

اگست 2004ء

محمد فیصل نے

تعریف پرنٹرز سے چھپوا کر شائع کی۔

قیمت -/120 روپے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست

پیش لفظ	9	بحرین	39
دیباچہ	11	مکہ و طائف	41
مقدمہ	17	تبالہ و جرش	42
یہودیت	18	اسلام سے پہلے عربوں اور یہودیوں کے تعلقات اور ان کی نوعیت	43
یمن میں یہودیت	25	ظہور اسلام سے پہلے یہود اور عرب کے ایک دوسرے پر تمدنی اور معاشرتی اثرات	45
کیا عرب کے یہود دنیا سے منقطع ہو چکے تھے؟	28	یہود کے پیشے	47
یہود کے مرکزی مقامات اور ان کے مشہور قبائل	31	زراعت	47
یثرب	31	تجارت	48
بنو قریظہ	31	تجارتی بازار	49
بنو نضیر	32	سامان تجارت	50
بنو قینقاع	32	صنعت و حرفت	51
بنو ہدل	33	عربی ادب میں یہود کا حصہ	52
بنو زنباع	33	تحریر کا رواج	54
یثرب کے دوسرے یہودی قبائل	33	شعر و شاعری	56
خیبر	34	اجتماعی ادارے	57
فدک	35	مذہبی اثرات	58
وادی القریٰ	36	قبائلی نظام	60
تیماء	37	یہود کی دینی اور اخلاقی حالت	60
نجران	38	دینی گمراہیاں	60
اذرح اور جرباء	39	اخلاق اور معاملات	66
مقنا	39		

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نفاق	66
حرام خوری	67
حرص وطمع	68
خیانت	68
بغض وحسد	69
دروغ گوئی اور بدعہدی	69
بعثت نبویؐ کے بعد یہود اور مسلمانوں کے اجتماعی اور سیاسی تعلقات کی نوعیت	72
ہجرت کے بعد	77
یہود سے معاہدہ	87
یہود مدینہ کا نقض معاہدہ جنگ اور ان کا خاتمہ	89
یہود خیبر سے جنگ	92
نصاریٰ	96
رومیوں اور عربوں کے قدیم تعلقات	96
رومی عیسائیوں سے تعلقات	97
اہل حبشہ اور عربوں کے تعلقات	100
اصحاب الفیل	102
نجران	106
قبیلہ غسان	108
بنو تغلب	108
بنو کلب	110
قضاعہ	110
ربیعہ	111
قبیلہ عبدالقیس	111
حیرہ	112
عیسائیوں اور عربوں کے سیاسی تعلقات اور مذہبی اثرات کے نتائج	113
ثقافتی وتمدنی اثرات	113
علمی اثرات	114
ادب وشعر	114
(الف)	
حضرت ابرہہؓ	119
حضرت ادریسؑ	122
حضرت اسید بن سعیدؓ	123
حضرت اسد بن عبیدؓ	125
حضرت اسد بن کعبؓ القرظی	126
حضرت اسید بن لعبؓ القرظی	127
حضرت اشرف حبشیؓ	128
(ب)	
حضرت بحیرا الحبشیؓ	129
حضرت بشیر بن معاویہؓ	130
(ت)	
حضرت تمامؓ	131
حضرت تمیم الحبشیؓ	132
حضرت تمیم داریؓ	133
(ث)	
حضرت ثعلبہ بن سعیۃ الہدلیؓ	139

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت ثعلبہ بن سلامؓ 140

حضرت ثعلبہ بن قیسؓ 141

حضرت ثعلبہؓ بن ابی مالک 142

(ج)

حضرت جارودؓ بن عمرو 145

حضرت جبرؓ 148

حضرت جبلؓ 150

(ح)

حضرت حیر نجرہؓ 152

(د)

حضرت دید الراہبؓ 153

(ذ)

حضرت ذو دجنؓ 153

حضرت ذوالخمرؓ 154

حضرت ذو مناحبؓ 156

حضرت ذوم مہدمؓ 157

(ر)

حضرت رافع القرظیؓ 158

حضرت رفاعہ بنؓ السموال 158

حضرت رفاعہ القرظیؓ 161

(ز)

حضرت زیدؓ بن سعنہ 162

(س)

حضرت سعدؓ بن وہب 164

حضرت سعنہؓ 165

حضرت سعیدؓ بن عامر 167

حضرت سلامؓ 167

حضرت سلمہؓ بن سلام 168

حضرت سلمان فارسیؓ 168

حضرت سمعانؓ بن خالد 187

حضرت سیمونہ بلقاویؓ 187

(ش)

حضرت شمعونؓ 189

(ص)

حضرت صالح القرظیؓ 192

(ع)

حضرت عامر الشامیؓ 192

حضرت عبدالحاثؓ بن الفسی 193

حضرت عبداللہ بن سلامؓ 194

حضرت عبدالرحمٰنؓ بن زبیر 200

حضرت عداسؓ 201

حضرت عدیؓ بن حاتم 202

حضرت عطیہ القرظیؓ 210

حضرت علی بن رفاعہؓ 211

حضرت عمروؓ بن سعدی 212

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت عمیرؓ بن امیہ 213

(ک)

حضرت کثیر بن السائبؓ 214

حضرت کرز بن حاتمہؓ 214

حضرت کعبؓ بن سلیم 215

(م)

حضرت مخربؓ 216

حضرت محمد بن عبداللہ بن سلامؓ 216

حضرت مخریقؓ 217

حضرت میمون بن یامینؓ 218

حضرت مابورؓ 220

(ن)

حضرت نافعؓ 220

(ی)

حضرت یامینؓ بن عمیر 221

حضرت یوسفؓ بن عبداللہ بن سلام 224

حضرت ابوسعیدؓ بن وہب 225

حضرت ابو مالکؓ 226

آنحضرتؐ کے ایک یہودی خادم 227

تابعین

ادیم التغلبی 229

ارمی بن النجاشیؓ 230

اصبغ بن عمروؓ 231

اصحمہ نجاشیؓ شاہ حبشہ 232

بکا ، الراہب 236

تمام بن یہودا 237

تمی بن معید 237

ضغاطر الاسقف الشہید 238

نمیر بن حسین 239

کعب الاحبار 240

محمد بن کعب القرظی 244

نعیم اشیم 248

وہب بن منبہ 250

صحابیات

حضرت تمیمہؓ 256

حضرت خالدہؓ 257

حضرت ریحانہؓ 258

حضرت سفانہؓ 261

حضرت سیرینؓ 262

حضرت صفیہؓ 264

حضرت ماریہ قبطیہؓ 269

حضرت ابوہریرہؓ کی والدہ 277

تابعات

تماضر 279

امام محمد القرظی 280

ضمیمہ 281

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیش لفظ

از مولانا عبدالماجد دریا بادیؒ

موضوع کی ندرت یقین ہے کہ ہر پڑھنے والے کے لیے دلکش ثابت ہوگی' کس کو خیال تھا کہ یہ بھی موضوع کسی مستقل کتاب کا باب بن سکتا ہے؟

فاطر کائنات کے انعامات اور نوازشیں کسی خاص عہد و زمانہ تک محدود نہیں' صدیوں پر صدیاں گذر گئیں' صحابیوںؓ پر بہتر سے بہتر اور کیسی کیسی جامع کتابیں مرتب ہوگئیں' اس پہلو کی طرف کسی کا ذہن بھی منتقل نہ ہوا کہ جو اہل کتاب میں سے صحابہؓ ہوئے ہیں مخصوص ان کا تذکرہ یکجا کردیا جائے' یہ سعادت چودھویں صدی ہجری کے وسط کے عہد کے ایک ''فرزند دہ'' کیلئے اُٹھ رہی تھی' ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَآءُ (یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے)

خیال کو عمل میں لانا آسان نہ تھا' کتنی ہی کتابیں غور و استیعاب کے ساتھ پڑھنی پڑیں' اور پھر بھی حالات و تفصیلات خاطر خواہ بہم نہ پہنچ سکے سمندر کے کھنگالنے پر جتنے بھی موتی ہاتھ آگئے یہی بہت غنیمت ہیں'

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

63 صحابیؓ صحابیاتؓ 13 تابعیؒ 2 تابعاتؒ کے نام اور کم و بیش حالات فراہم ہو جانا کچھ تھوڑی بات نہ ہوئی' فرط احتیاط سے مؤلف سلمہٗ خود ہی کچھ رک گئے ورنہ چند نام تو اور اس فہرست میں پڑھ سکتے تھے۔

دنیا کس طرف جا رہی ہے' روشن خیال دنیا' قلم ہاتھ میں لیے ہوئے' نفس پرستی کے لیے کیسے نئے عنوانوں کی طرف ہر روز لپک رہی ہے' اور کچھ اللہ کے بندے' اللہ اور رسول کے نام کے دیوانے' اب بھی ایسے پڑے ہوئے ہیں کہ دن رات' اللہ والوں' اور اللہ والیوں ہی کے حالات کی اُدھیڑ بن میں لگے ہوئے ہیں' نفع خوری اور صلہ عاجل حاصل ہو یا نہ ہو' ''اَجْرٌ غَیْرُ مَمْنُوْنٍ'' کی توقع نہیں ...... بنائے رکھنے کے لیے کافی ہے۔

شروع کتاب میں عرب میں یہودیت و نصرانیت کی اجمالی تاریخ اور جغرافی نقشے بڑے کام کی چیزیں ہیں .... رسالہ بحیثیت مجموعی ''بہ قامت کہتر'' ہونے کے ساتھ صحیح معنی میں ''بہ قیمت بہتر'' ہے اور بڑی خوشی کی بات ہے کہ اس کی طبع و اشاعت کا سامان بھی اسی ادارہ کی طرف سے ہو رہا ہے' جو سیرت صحابہ کے سلسلہ میں خدمات خصوصی کا امتیاز حاصل کیے ہوئے ہے۔

20 اپریل 1951ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

دیباچہ

وجہ تصنیف:

''ندوہ'' کی تعلیم کا آخری سال تھا' علامہ زمخشری کی کشاف میں تفسیر سورۂ آل عمران' درس میں تھی' مؤمنین اہل کتاب کے متعلق جب کوئی آیت سامنے آتی تو اس کے شان نزول اور مصداق کے سلسلہ میں بار بار حضرت عبداللہ بن سلامؓ یا ایک دو اور صحابی کا نام آتا' جب سورہ کی آخری آیت:

وَاِنَّ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَمَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ . (الآیۃ)

اہل کتاب میں سے بعض ہیں جو اللہ پر ایمان لاتے ہیں اور جو کتاب تمہاری طرف نازل کی گئی (قرآن) اور جو کتاب اُن کی طرف نازل کی گئی اس پر یقین رکھتے ہیں۔

کی تفسیر شروع ہوئی تو حضرت عبداللہ بن سلامؓ کے ساتھ اصحمۃ النجاشیؓ اور حبشہ اور نجران کے وفود کا ذکر بھی آیا' اس وقت میرے دل میں یہ سوال پیدا ہوا کہ تفسیر کی جتنی کتابیں اب تک نظر سے گزر چکی ہیں۔ ان سب میں یہ چیز مشترک ہے کہ جب مؤمنین اہل کتاب کا ذکر آتا ہے' تو ارباب تفسیر دو چار مخصوص اہل کتاب صحابہؓ کے علاوہ کسی اور کے نام کا ذکر نہیں کرتے' تو آخر اس کی وجہ کیا ہے؟ میں نے اپنی اس خلش کا اظہار حضرت الاستاد جناب مولانا شاہ حلیم عطا صاحبؒ سے کیا' انھوں نے مذکورہ ناموں کے علاوہ دو چار اور نام بتائے' اس وقت میں خاموش ہوگیا' اتفاق سے اسی روز یا اس کے

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرے روز بخاری شریف کے درس میں یہ حدیث:

لَوْ اٰمَنَ بِیْ عَشْرَۃٌ مِّنَ الْیَھُوْدِ لَاٰمَنَ الیھود. اگر دس یہود بھی مجھ پر ایمان لاتے تو ان کی کافی تعداد ایمان لے آتی۔

سامنے آئی۔ (حضرت شاہ صاحبؒ ہی کے یہاں بخاری کا درس بھی تھا) میں نے ان سے پھر دریافت کیا کہ کیا دس یہود بھی اسلام نہیں لائے تھے؟ یہ تو اسلام کی بڑی ناکامیابی اور بے اثری کی دلیل ہے۔ کہ اس نے اہل کتاب میں کوئی مقبولیت حاصل نہیں کی۔ جبکہ وہ اس سے بڑی حد تک قریب بھی تھے۔1 شاہ صاحبؒ نے ارشاد فرمایا کہ اس سے بہت زیادہ اہل کتاب یعنی یہود و نصاریٰ ایمان لائے تھے' اس حدیث میں عام یہود نہیں' بلکہ علماء اور خواص مراد ہیں2' اس جواب سے گوتھوڑی سی تسکین ضرور ہوگئی' لیکن پورے طور پر میری خلش رفع نہیں ہوئی' اور بالآخر عہد طالب علمی کی یہی خلش اس کتاب کی تصنیف کا باعث ہوئی۔

ندوہ کی تعلیم کے ختم کرنے کے بعد جب میں دارالمصنفین آیا' تو رہ رہ کر خلش مجھے بے چین کرتی تھی' اتفاق سے ایک دن ابن ہشام دیکھ رہا تھا کہ غزوہ بنی قریظہ اور غزوۂ بنی نضیر کے سلسلہ میں دو چار اہل کتاب صحابہ کے ناموں پر نظر پڑی' اس سے مجھے مزید تسکین ہوئی' میں نے استاد الاساتذہ حضرت سید صاحب قبلہ سے دریافت کیا۔ کہ کیا اہل کتاب صحابہؓ کے حالات کہیں یک جا مل سکتے ہیں؟ انھوں نے فرمایا کہ یکجا تو نہیں ملیں گے' ہاں ابن ہشام سہیلی اور دوسری سیر کی کتابوں کا مطالعہ کرو تو متفرق طور پر ان کے نام اور حالات مل جائیں گے' میں نے تلاش و جستجو شروع کردی بہت

1۔ بعد میں یہ علم ہوا کہ اسی حدیث کے پیش نظر بعض مستشرقین خصوصیت سے تاریخ الیہود کے مصنف اسرائیل ولفنسون نے یہ ثابت کیا ہے کہ یہود میں اسلام بہت زیادہ غیر مقبول رہا۔ (ص 37)

2۔ یہی جواب عام شراح حدیث حافظ ابن حجر وغیرہ نے دیا' واقعات سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے کہ چند سرداران یہود ہی عام یہود کے حلقہ بگوش اسلام ہونے میں سدراہ بنے رہیں حافظ ابن حجرؒ نے ان کے نام بھی لکھے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دنوں تک مغازی و سیر کی کتابوں کی ورق گردانی کرتا رہا' لیکن میں نے اپنے ذہن میں جو طویل خاکہ بنایا تھا' اس میں رنگ بھرنے کا خاطر خواہ سامان ان کتابوں سے بہم نہ پہنچ سکا' پھر یہ خیال پیدا ہوا کہ طبقات و رجال کی کتابیں دیکھی جائیں پہلے تو اس بحر ذخار میں گوہر مقصود کی تلاش پر طبیعت آمادہ نہیں ہوئی' لیکن پھر اللہ تعالی نے ہمت عطا فرمائی' اور تحقیق و تلاش شروع کردی' برسوں کی محنت و جانفشانی کے بعد جو کچھ حاصل ہوسکا وہ پیش ناظرین ہے۔

مآخذ:

سیر کی کتابوں کے بعد رجال کی کتابوں میں سب سے پہلے حافظ ذہبیؒ کی "تجرید اسماء الصحابہ" شروع سے آخر تک پڑھی' پھر استیعاب اور اسدالغابہ اور ان سب کے بعد اصابہ کی ورق گردانی کی' اس سلسلہ میں قبائل اور مقامات کی تحقیق کی ضرورت پڑی' تو اس کے لیے کتاب الانساب سمعانی اور معجم البلدان کی طرف رجوع کیا گیا۔

شروع میں تو یہ کتاب اہل کتاب صحابہؓ کے حالات تک محدود تھی' لیکن جب میں نے اصابہ کا بالاستیعاب مطالعہ شروع کیا تو اس میں بعض اہل کتاب تابعینؒ کے ناموں پر بھی نظر پڑی' جن کو میں جمع کرتا گیا' چونکہ یہ تھوڑے تھے' اس لیے ان کو بھی اس کتاب کے آخر میں شامل کردیا گیا۔

جن بزرگوں کے اہل کتاب ہونے میں شبہ ہے:

بعض قبائل کے متعلق تصریح ہے کہ وہ یہودی یا نصرانی تھے۔ لیکن جب تک اس قبیلہ کے کسی بزرگ کے متعلق مخصوص طور پر معلوم نہیں ہوگیا کہ وہ اہل کتاب میں سے تھے۔ اس وقت تک ان کو اس فہرست میں نہیں لیا گیا۔ مثلاً بنو تغلب کے متعلق اسدالغابہ میں تصریح ہے کہ:

لان بنی تغلب کانوا نصاریٰ — اس لیے کہ بنو تغلب نصاریٰ تھے۔

(ص 57 ج 1)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسد الغابہ ہی میں دوسری جگہ ہے:

ان کثیرا من العرب قد تنصر کتغلب (ص 222 ج 5)	بہت سے عربی قبائل عیسائی ہو گئے تھے۔ مثلاً تغلب۔

لیکن بہت سے تغلبوں کو اس فہرست میں اس لیے نہیں لیا گیا ہے کہ خاص طور پر ان کے عیسائی ہونے کی کوئی تصریح نہیں مل سکی۔

اسی طرح حضرت تمیمؓ داری شام کے رہنے والے تھے' اور شام میں عموماً عیسائی ہی آباد تھے۔ حضرت تمیمؓ جب خدمت نبویؐ میں آئے تو ان کے اہل خاندان کا ایک وفد بھی ان کے ساتھ تھا' لیکن ان سب میں صرف حضرت تمیمؓ اور ان کی ایک عزیزہ کو اس فہرست میں لیا گیا' اس لیے کہ دوسروں کے عیسائی ہونے کی کوئی تصریح نہیں مل سکی۔

اسی طرح مصر کے قبطی عام طور پر عیسائی تھے۔ لیکن بہت سے قبطی صحابہؓ کو اس لیے چھوڑ دیا گیا کہ ان کی قومی نسبت کے علاوہ اور کوئی ثبوت ان کے عیسائی ہونے کا نہیں مل سکا۔

جن بزرگوں کے اہل کتاب ہونے میں شبہ ہے ان کے نام ذیل میں درج کیے جاتے ہیں:

(1) ابو ہند الداری	یہ حضرت تمیم داریؓ کے چچا زاد بھائی تھے' معلوم نہیں انھوں نے عیسائیت قبول کی تھی یا نہیں؟
(2) احمد بن عبداللہ بن سلام	ان کا تذکرہ ابن ندیم نے کیا ہے[1] لیکن رجال کی کتابوں میں حضرت عبداللہ بنؓ سلام کے دو صاحبزادوں حضرت یوسفؓ اور حضرت محمدؓ کا نام تو مذکور ہے جو شرف صحابیت سے بھی بہرہ ور تھے' لیکن احمد نام کے کسی صاحبزادہ کا تذکرہ نہیں مل سکا۔ ہوسکتا ہے کہ یہ محمد کی تصحیف ہو' واللہ اعلم'

---

1. ابن ندیم ص 33

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(3) تبع بن امرأۃ کعب الاحبار۔ یہ کعب احبار کے ربیب تھے۔

(4) ذکوان بن یامین۔ ان کے اسلام میں اختلاف ہے۔

(5) سلمہ بن سعد۔ اصابہ میں ہے کہ یہ حضرت شعیبؑ کی قوم سے تھے۔

(6) سلمہ بن عیاض ان کے اشعار سے پتہ چلتا ہے کہ اہل کتاب میں تھے' لیکن تصریح نہیں ملتی۔

(7) فیروز الدیلمی۔ کسریٰ کے اسیر تھے' ممکن ہے کہ رومی عیسائی ہوں۔

(8) ابن التیہان۔ ابن ندیم نے ان کو اہل کتاب میں شمار کیا ہے۔[1] اگر اس سے مراد ابوالہیثم بن التیہان ہیں تو وہ اہل کتاب میں نہیں بلکہ انصاری تھے' اور اگر کوئی اور ابن التیہان ہیں تو کتب رجال میں اس کا تذکرہ نہیں ملتا۔

(9) ام المہاجر الرومیۃ۔ رومیہ کی نسبت کی وجہ سے ان کے عیسائی ہونے کا امکان ہے۔

(10) ابن جریج تابعی۔ تذکرۃ الحفاظ وغیرہ میں ان کو رومی بتایا گیا ہے' چنانچہ اسی بنا پر صاحب فجر السلام نے ان کو نصرانی لکھا ہے[2]' لیکن اس قومی نسبت کے علاوہ ان کے عیسائی ہونے کا اور کوئی ثبوت رجال کی کتابوں میں نہیں مل سکا' اس لیے ان کا نام اس فہرست میں نیا گیا ہے۔

(11) ابنۃ عم صفیہ ابن سعد نے طبقات میں اور امام محمدؒ نے سیر الکبیر میں ان کا تذکرہ کیا ہے' امام محمدؒ نے لکھا ہے کہ غزوۂ خیبر میں حضرت صفیہؓ اور ان کی ایک چچا زاد بہن گرفتار ہوئیں' حضرت صفیہؓ حضرت دحیہؓ کلبی کے حصہ میں آئی تھیں' مگر بعض اہم مصالح کے ماتحت آپ نے ان کو ان سے واپس لے لیا' اور ان کے بجائے ان کی چچا زاد بہن کو انھیں دیدیا' چونکہ ان کے اسلام لانے کا کوئی تذکرہ موجود نہیں ہے۔ اس لیے ہم نے ان کا ذکر اس فہرست میں نہیں کیا ہے۔

(السیر الکبیر ص 187 ج 1)

---

1. ابن ندیم ص 33
2. ج 1 ص 246

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حبشہ کے وفد میں عیسائیوں کی ایک بڑی تعداد خدمت نبوی میں حاضر ہوئی اور مشرف باسلام ہوئی' اس کے علاوہ نعیم اجبر کے ہاتھ پر جن کا تذکرہ آ چکا ہے چالیس علماء یہود نے اسلام قبول کیا تھا' لیکن افسوس ہے کہ ان کے حالات کیا پورے نام بھی سیر ورجال کی کتابوں میں نہیں ملتے۔

ترتیب اور ناموں کی تعداد:

کتاب میں پہلے صحابہؓ کے حالات حروف تہجی کے اعتبار سے درج ہیں' پھر اسی ترتیب سے تابعین اور ان کے بعد صحابیاتؓ اور پھر تابعاتؒ کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

پوری کتاب میں 63 تریسٹھ صحابہؓ سات 7 صحابیاتؓ اور 13 تیرہ تابعینؒ اور 2 دو تابعات کے حالات درج ہیں جن میں سے صحابہؓ میں 39 یہودی اور 23 عیسائی' اور تابعین میں 4 یہودی اور 9 نصرانی' ارو صحابیاتؓ میں 3 یہودیہ اور 3 نصرانیہ اور تابعات میں ایک عیسائی اور ایک یہودی ہیں۔

کتاب کے شروع میں ایک مقدمہ ہے جس میں جزیرۂ عرب کے یہود و نصاریٰ کی تاریخ اور ان کے سیاسی' تمدنی اور اخلاقی حالات پر تفصیل سے بحث کی گئی ہے' آخر میں ایک نقشہ بھی ہے جس میں ان کے مرکزی مقامات اور قبائل کا جائے وقوع دکھایا گیا ہے۔

خادم

مجیب اللہ ندوی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مقدمہ

کتاب میں بہت سے مقامات اور قبائل کے نام اور یہود و نصاریٰ کی تمدنی اور اخلاقی حالت اور ان کے قبول اور عدم قبول اسلام کے سلسلہ میں متعدد واقعات ایسے سامنے آئینگے۔ جن کے سمجھنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ جزیرۂ عرب کے یہود و نصاریٰ کی تاریخ پر ایک نظر ڈالی جائے تاکہ موضوع کا پورا پس منظر سامنے آ جائے' اور کتاب کے بعض گوشے جو اس کے بغیر تشنہ' بیان رہ گئے وہ واضح ہو جائیں' اسی ضرورت کے ماتحت یہاں یہود و نصاریٰ کی تمدنی' مذہبی اور اخلاقی حالت کا ایک مختصر خاکہ پیش کیا جاتا ہے' لیکن چونکہ اس میں قصداً استقصاء اور احتواء کے بجائے اختصار سے کام لیا گیا ہے' اس لیے ممکن ہے کہ موضوع کے بعض پہلو پورے طور پر سامنے نہ آ سکیں۔ اس سلسلہ میں اگر کوئی فرد گذاشت ہوئی ہو تو اہل علم سے درخواست ہے کہ وہ مجھے اس پر تنبیہ فرما کر ممنون کرم فرمائیں' وفوق کل ذی علم علیم۔

عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ اسلام سے پہلے جزیرہ عرب کے باشندوں کا دنیا کے دوسرے ملکوں اور قوموں سے کوئی خاص تعلق نہیں تھا' اور نہ انھوں نے کسی ملک یا کسی قوم کا کوئی اثر قبول کیا تھا' لیکن جزیرۂ عرب کی تاریخ کے مطالعہ سے یہ بات صحیح نہیں معلوم ہوتی۔ بلکہ اس کے برعکس یہ پتہ چلتا ہے کہ عربوں کے سیاسی' تمدنی اور تجارتی ہر قسم کے تعلقات ان کے پڑوسی ملکوں اور قوموں سے تھے' اور قوموں کے آپس کے اختلاط و ارتباط اور ان کے باہمی سیاسی اور تمدنی تعلقات کے جو اثرات ایک دوسرے پر پڑتے ہیں وہ سب اہل عرب پر بھی پڑے تھے۔

عربوں اور دوسرے ملکوں اور قوموں میں باہم اختلاط اور تعلقات کے تین

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بڑے ذریعے یہ تھے۔

(1) تجارت (2) ایران و روم کے ماتحت عربوں کی سرحدی حکومتیں یعنی غسان اور حیرہ وغیرہ (3) یہودیت اور نصرانیت' پہلی دونوں شقیں ہمارے موضوع سے خارج ہیں۔

اس لیے صرف تیسری شق کے متعلق کچھ تفصیل ہم پیش کرتے ہیں اس میں دکھانا ہے کہ جزیرۂ عرب میں ان مذاہب کی ابتدا کب سے ہوئی' اور ان کو یہاں کیا کامیابی حاصل ہوئی' کن قبائل نے انھیں قبول کیا' اور ان کے مرکزی مقامات کون کون سے تھے' اور عہد جاہلیت میں عربوں کی مذہبی اور تمدنی زندگی پر ان قبائل کا کیا اثر پڑا' اور پھر اسلام کے بعد مسلمانوں پر ان کے کیا اثرات پڑے' اور انھوں نے مسلمانوں سے کیا اثرات قبول کیے؟ پھر مجملاً یہ بھی ذکر آئے گا کہ ظہور اسلام سے پہلے اور اس کے بعد ان کی اخلاقی حالت اور ذہنی سطح کیا تھی اور قرآن مجید نے اس کے متعلق کیا اشارات کیے ہیں؟

مؤخر الذکر شق میں سے بھی پہلے ہم یہودیت' اس کے بعد نصرانیت کی تاریخ بیان کریں گے۔

یہودیت:

جزیرۂ عرب میں یہود1 کی تاریخ دو دوروں پر منقسم ہے' پہلا دور 500

1۔ اس وقت حضرت موسیٰؑ کے ماننے والوں کو یہود کہا جاتا ہے' لیکن ان کا قدیم اور اصلی نام بنی اسرائیل تھا (یعنی حضرت یعقوبؑ جن کا عبرانی نام اسرائیل تھا ان کی اولاد بنی اسرائیل کے بجائے ان کا نام یہود حضرت موسیٰؑ کے بہت بعد غالباً حضرت سلیمانؑ کے عہد کے بعد پڑا' حضرت سلیمانؑ کے بعد یہود دو حصوں میں بٹ گئے تھے' ایک گروہ موحد تھا' یہ گروہ حضرت سلمانؑ کے فرزند ولی عہد کے ماتحت تھا' اصل میں یہود ان ہی کا لقب تھا' اس لیے کہ یہود کا لفظ ہود سے مشتق ہے جس کے معنی رجوع کے ہیں' چونکہ یہ لوگ اللہ کی طرف رجوع ہوئے اس لیے ان کا نام یہود پڑ گیا' واللہ اعلم۔

دوسرا گروہ مشرک تھا جو ربعام کے تحت تھا' یہ حضرت سلیمانؑ کا سزا یافتہ اور دشمن تھا' لیکن ہمیں حضرت موسیٰؑ کے پہلے کے بنی اسرائیل سے نہیں بلکہ ان کے امتی اور ماننے والے جو اس وقت یہود کے نام سے مشہور ہیں ان سے بحث کرنی ہے' اس لیے ہم نے ہر جگہ یہود ہی کا لفظ استعمال کیا ہے' اس لیے غلط فہمی نہ ہونی چاہیے۔

قرآن پاک میں ان کا تذکرہ ان کے قدیم اور جدید دونوں ناموں سے کیا گیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ق۔م جسے یہود بائدہ کا دور کہا جاتا ہے' اور دوسرا دور 500 ق م سے ظہور اسلام تک' پہلے دور میں جو یہود جزیرۂ عرب میں آئے۔ ان کے متعلق قدیم صحیفوں اور عربی تاریخوں میں متعدد روائتیں ملتی ہیں' لیکن یہ صحیح طور سے نہیں بتایا جاسکتا کہ کب سے ان کا وجود یہاں ملتا ہے' بعض عربی تاریخوں کی روایتوں سے تو پتہ چلتا ہے کہ حجاز میں اُن کی آمد حضرت موسیٰ ؑ کے زمانہ یعنی 500ء ق۔م سے ہی شروع ہوگئی تھی۔ یاقوت نے معجم البلدان میں مدینہ کے باشندوں کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

حین اظهره الله تعالیٰ (موسیٰؑ) علیٰ فرعون فوطی الشام واهلک من کان بها منهم ثم بعث بعثاآخرالی الحجاز الی العمالیق وامرهم ان لا یستبقوا احداً بلغ الحلواهٗ من دخل فی دینه فقد مواعلیهم فقاتلو هم فاظهرهم الله علیهمّ تقتلو هم وقتلو املکهم الارقم واسروا وابناله شاباً جمیله کاحسن من رای فی زمانه فضنوابه عن القتل وقالوا نستیحیه حتی نقدم به علی موسیٰ فیری فیه رایه فاقبلوا وهو معهم وقبض الله موسی قبل قدومهم فلما قربوا وسبع بنواسرائیل بذالک تلقوهم

جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کو فرعون پر غالب کیا تو انھوں نے فرعون کے اعوان و انصار کو ختم کرنے کے بعد ایک فوج حجاز عمالیق 1 کی سرکوبی کے لیے بھیجی اور فوج کو حکم دیا کہ ان میں سے جو لوگ دین میں داخل ہوجائیں ان کے علاوہ ہر بالغ کو ختم کردیا جائے' چنانچہ وہ فوج حجاز گئی اور اس کو عمالقہ پر غلبہ حاصل ہوگیا۔ وہاں کا بادشاہ ارقم قتل کیا گیا' اس کا ایک لڑکا گرفتار ہوا' چونکہ وہ بہت خوبصورت اور معصوم تھا اس لیے فوج اس کو اپنے ساتھ شام لیتی آئی۔ اس لڑکے کے بارے میں وہ غور کررہی تھی کہ حضرت موسیٰؑ کے پاس اسے لیجایا جائے یا نہیں؟ آخر کار اسے وہ لیکر شام واپس آئے اس وقت حضرت موسیٰؑ کی وفات ہوچکی تھی' بنو اسرائیل نے فوج

1۔ حجاز میں اس وقت عمالقہ کی حکومت تھی جن کا ظلم وستم فرعون سے کچھ کم نہ تھا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وسئلوهم عن اخبارهم فاخبروهم بما فتح الله عليهم قلوا فما هذا الفتى الذى معكم فاخبروهم بقصته فقالوا ان هذه معصية منكم لمخالفتكم امرنبيكم والله لا دخلتم علينا بلا دنا ابدا فحالو ابينهم وبين الشام نقال ذالك الجيش مابلد اذمتعتم بلدكم خير لكم من البلد الذى فتحبوه وقتلتم اهله فارجعو اليه فعاد واليها فاقاموا بها فهذا كان اول سكنى اليهود الحجاز و المدينة ....

(ج 7 ص 427)

سے حجاز کے حالات دریافت کیے انھوں نے اپنی فتح کا واقعہ ان کے سامنے سنایا پھر اس نوجوان کے بارے میں دریافت کیا تو انھوں نے صورت حال بتائی' اس پر بنو اسرائیلی فوج پر خفا ہوئے کہ تم نے حضرت موسیٰ کے قول کی خلاف ورزی کی' اس لیے تم شام میں نہیں رہ سکتے' چنانچہ وہ شام میں داخل نہیں ہوسکے' یہ صورت حال دیکھ کر فوج کے سردار نے کہا کہ فوجیو! شام کے بعد تمہارے لیے حجاز ہی کی سرزمین بہتر ہے تو وہیں واپس چلو' چانچہ وہ حجاز واپس آئے' اور حجاز میں یہود کی یہ پہلی آبادی تھی جو یہاں آباد ہوئی۔1

اس روایت کے متعلق تاریخ الیہود کے مصنف اسرائیل ونفسون نے لکھا ہے کہ یہ روایت قابل اعتبار نہیں ہے۔ اس لیے کہ صحف قدیم میں اس کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ لیکن ظاہر ہے کہ اس کی تردید کے لیے صرف اتنا ثبوت کافی نہیں ہے کہ "صحف قدیم میں اس کا تذکرہ نہیں ہے۔" بہت سے ایسے قدیم تاریخی واقعات ملیں گے جو مسلمات کی حیثیت اختیار کرچکے ہیں' مگر صحف قدیم ان کے تذکرہ سے خالی ہیں' تو کیا یہ سب ناقابل اعتبار ہیں؟ اور پھر مصنف کو بھی یہ تسلیم ہو کہ 1200 ق۔م سے پہلے حجاز میں یہود کی آمد شروع ہوگئی تھی' تو پھر اس روایت کے عدم قبولیت کا سبب اس کے علاوہ کچھ نہیں کہ وہ اپنی یہودی عصبیت کی بنا پر عربی مآخذ کی روایات کو کمزور کرنا چاہتا

1 اس روایت کو اغانیؒ نے (ج 11 ص 51) میں اور سمہودیؒ نے وفاء ابو خاص الامین اور ابن خلدون نے اپنی تاریخ ج 2 ص 287 میں نقل کیا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے جیسا کہ اس نے کتاب میں متعدد جگہ اس کا اظہار کیا ہے۔1

اس کے بعد جزیرۂ عرب میں یہود کی دوسری آمد بنی شمعون کی ہجرت قرار پاسکتی ہے۔ اس کے متعلق صحف قدیم کا بیان ہے کہ وہ چراگاہ کی تلاش کے لیے طور سینا تک گئے اور وہاں ان سے اور قبائل معان سے جو وہاں کے قدیم باشندے تھے۔ جنگ ہوئی جس میں بنوشمعون غالب رہے۔ وہ پورا بیان یہ ہے:

(38) یہ جن کے نام مذکور ہوئے۔ اپنے اپنے گھرانے کے سردار تھے' اور ان کا آبائی گھرانا بہت بڑھ گیا (39) اور وہ جدور کی درآمد تلک اس وادی کے پورب تک اپنے گلوں کے لیے چراگاہ ڈھونڈھنے گئے' (40) وہاں انھوں نے ستھری اور اچھی چراگاہ پائی کہ وہ زمین وسیع اور چکنی اور سکھ کی جگہ تھی' آحام کے لوگ قدیم سے اس میں رہتے تھے (41) اور وہ جن کے نام لکھے گئے ہیں' شاہ یہود اور حزقیاہ کے دنوں میں چڑھ آئے اور انھوں نے ان کا پڑاؤ مارا اور معونیم2 کو جو وہاں ملے قتل کیا ایسا کہ وہ آج کے دن تک نابود ہیں' اور ان کے گھروں میں آپ رہے' کیونکہ ان کے گلے کے لیے وہاں چرائی تھے (42) اور ان میں سے یعنی بنی شمعون کے بیٹوں میں سے پانچ سومرد شعیر کے پہاڑ پر گئے اور یسعی کے خلطیاہ اور نعرماہ اور دفایاہ اور عزیئیل ان کے سردار تھے (43) اور ان باقی عمالیقوں کو جو بھاگ نکلے تھے قتل کیا اور آج کے دن تک وہاں بستے ہیں۔" (تواریخ باب 4)

---

1 اس روایت کو ناقابل اعتبار ٹھہرانے میں مصنف کی غلط فہمی کا سبب شاید یہ ہو کہ اس روایت کا ماخذ اس نے صرف اغانی کو سمجھا ہے' حالانکہ دوسری مستند کتابوں جن کا تذکرہ اوپر آچکا ہے ان میں بھی یہ روایت موجود ہے۔

2 معونیم یعنی قبائل معان یا معین جو مکہ اور یثرب کے اطراف میں آباد تھے' تاریخ الیہود ص 5 'اس بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل سے اور قبائل معان میں جو جنگ ہوئی اس میں بنی اسرائیل غالب رہے' اور انھوں نے معان کو قتل کر کے اس سرزمین پر قبضہ کرلیا' یہ قبائل عرب کے بہت قدیم قبائل ہیں' انھوں نے کئی سو برس تک جزیرۂ عرب میں حکومت کی ہے' تفصیل کے لیے دیکھیے ارض القرآن' جلد اول۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس ہجرت کے سنہ کی تعیین میں اختلاف ہے ڈوزی (Doziy) نے اپنی کتاب "بنی اسرائیل مکہ میں" میں یہ ثابت کیا ہے کہ یہ ہجرت حضرت داؤدؑ کے زمانہ سے کچھ پہلے یعنی 1000 ق-م کے قریب ہوئی۔ لیکن مارگولیتھ (Morgolouth) نے ڈوزی سے اختلاف کیا ہے' اور اپنی کتاب "عربون اور بنی اسرائیل کے تعلقات" میں یہ ثابت کیا ہے کہ یہ ہجرت حزقیل کے وقت میں ہوئی۔ جنہوں نے 691ء سے 717ء ق-م تک بلاد یہود پر حکومت کی ہے۔

خود بائبل کے مترجمین نے اس ہجرت کے سنہ کی جو تعیین کی ہے اس سے بھی مارگولیتھ کے خیال کی تائید ہوتی ہے یعنی انھوں نے اس کو 715ء ق-م کا واقعہ قرار دیا ہے۔

تاریخ الیہود کے مصنف کا خیال ہے کہ کم از کم اس ہجرت کا زمانہ 1200 ق-م ہے۔ لیکن اس نے کوئی ثبوت پیش نہیں کیا' غالباً اس نے یہ رائے اس لیے قائم کی ہے کہ بائبل میں اس واقعہ کا سنہ تو 715 ق-م درج ہے' لیکن اس واقعہ سے پہلے اور بعد کے جتنے واقعات ہیں' وہ سب 1300 ق-م کے تحت درج ہیں۔ صرف اسی واقعہ کے سامنے 715 ق-م درج ہے۔

بہرحال اس سے اتنا تو ثابت ہوتا ہے کہ 500 ق-م سے پہلے بنی شمعون عرب میں آباد ہوچکے تھے اسی اختلاف روایات کی بنا پر بعض مستشرقین نے بنی شمعون کے وجود ہی سے انکار کردیا ہے' لیکن کتاب یوشع بن نون کے دیکھنے سے ان کے اس خیال کی تردید ہوجاتی ہے' اس میں ان قبائل کے نام اور ان کے جائے قیام کے حدود مفصل درج ہیں۔1

اس کے علاوہ صحف قدیم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ عرب تاجر برابر کنعان اور بنی اسرائیل کے دوسرے شہر دن تک سامان تجارت لیکر جایا کرتے تھے' اور یہود تجار سبا تک برابر تجارتی سفر کرتے رہتے تھے۔2 اور یہود اور عمالقہ کی جنگ کا ذکر

---

1 کتاب یوشع بن نون فصل 19 آیت 1 تا 9

2 حزقیاء باب 27 آیت 21

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آچکا ہے۔ اس کے علاوہ متعدد بار عمالقہ اور عربی قبائل میں لڑائیاں ہوئی ہیں [1] جو یہود کے عرب میں متوطن ہونے کا بڑا سبب ہوئیں۔

غرض ان ہی مذکورہ اسباب کی بنا پر حجاز میں یہود کی آمدورفت اور بودوباش شروع ہوئی' لیکن اس دور کے یہود کے تاریخی آثار باقی نہیں رہ گئے ہیں۔ اس لیے ان کو یہود بائدہ (یعنی مٹ جانے والے) کہا جاتا ہے۔

دوسرا دور:

دوسرے دور میں جو یہود حجاز آئے' وہ زیادہ تر شام و فلسطین کے باشندے تھے' وہ کیا اسباب تھے جن کی بنا پر انھوں نے اپنے سرسبز و شاداب وطن کو چھوڑ کر جزیرۂ عرب جیسی بے آب و گیاہ سرزمین کا رخ کیا؟ ان کی تفصیل کا یہ موقع نہیں ہے' مختصر طور پر ان کی ہجرت کے تین قوی سبب یہ تھے۔

(1) فلسطین میں یہود کی آبادی بہت زیادہ بڑھ گئی تھی۔ چنانچہ اس وقت ان کی تعداد چالیس لاکھ تک بتائی جاتی ہے۔ ظاہر ہے کہ فلسطین جیسی چھوٹی جگہ میں اتنی کثیر آبادی کا فراغت اور خوش حالی کے ساتھ رہنا' اور پھر اس کے ذرائع معاش کا مہیا ہونا دشوار ہوگا۔ اس لیے وہ عرب اور عراق کا رخ کرتے تھے' جہاں کی آبادی ان کے رقبہ کے اعتبار سے بہت کم تھی۔ اور پھر جیسا کہ اوپر ذکر آچکا ہے' یہود کی آبادیاں متفرق طور سے پورے جزیرۂ عرب میں پھیلی ہوئی تھیں جو یہاں ان کی آمد کا ایک بڑا سبب بن گئیں۔

(2) پہلی صدی ہجری میں رومیوں نے متعدد بار فلسطین پر حملہ کیا۔ یہاں تک کہ یہود کو زمام حکومت ان کے ہاتھ میں دے دینا پڑی' لیکن ظاہر ہے کہ فلسطین یہود کا صرف وطن ہی نہیں تھا بلکہ وہ ان کی سب سے مقدس عبادت گاہ بھی تھی' اس لیے وہ چین سے نہیں بیٹھے اور بغاوت کے فتنے برابر اٹھاتے رہے' جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ رومیوں نے ان پر ہر قسم کے ظلم توڑنے شروع کر دیئے

---

[1] ملوک ج 1 باب 9 آیت 126

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اب ان کے لیے اس کے سوا کوئی چارہ کار نہیں تھا کہ فلسطین چھوڑ کر کہیں ہجرت کر جاتے جس کیلئے ان کو سب سے قریب آزاد سرزمین جزیرۂ عرب ہی کی مل سکتی تھی۔''1

(3) اس کے بعد پہلی صدی ہجری یعنی 70ء میں رومیوں اور یہودیوں میں ایک زبردست جنگ ہوئی جس میں پورا فلسطین تہ و بالا ہوگیا' یہاں تک کہ بیت المقدس کی مشہور عبادت گاہیں تک برباد کردی گئیں' اس جنگ میں یہودیوں کو شکست اٹھانی پڑی' اور اس شکست کے بعد خاص طور سے ان کے قافلے کے قافلے فلسطین سے نکلنے لگے' اور ان کو جہاں جائے پناہ ملی' وہاں چلے گئے' ان تارکین وطن میں ایک بڑی تعداد نے عرب کا رخ کیا' جہاں ایک کثیر تعداد میں یہود پہلے سے موجود تھی یہود کی اس ہجرت کی پوری تفصیل یہودی مورخ یوسف جو ان جنگوں میں شریک بھی رہا ہے اس کے بیان سے معلوم ہوتی ہے۔2

رومیوں اور یہودیوں کی جنگ اور یہود کی جزیرۂ عرب کی طرف ہجرت کے متعلق بہت سی مفید باتیں عربی مصادر میں بھی مل جاتی ہیں' چنانچہ صاحب اغانی نے بنو قریظہ اور بنو نضیر کی ہجرت کے سلسلہ میں لکھا ہے کہ:

لماظهرت الروم علىٰ بنی اسرائیل جمیعا بالشام فوطئوهم وقتلوهم ونکحوا نساء هم خرج بنو نضیر و بنو قریظة و بنو هدل هاربین منهم الی من بالحجاز من بنی اسرائیل3

جب رومیوں نے شام کے بنو اسرائیل (یہود) پر غلبہ پایا تو ان کو خوب برباد کیا' ان کو قتل کیا' ان کی عورتوں کو اپنے حبالہ عقد میں لے آئے اس ظلم و ستم سے بچنے کے لیے بنو نضیر' بنو قریظہ اور بنو ہدل وغیرہ حجاز میں اپنے دوسرے یہودی بھائیوں کے یہاں چلے آئے۔

---

1. دیری یوبی بشریئل بحوالہ تاریخ الیہود ص 9
2. دیری یوبی بشیریئل بحوالہ تاریخ الیہود ص 9
3. اغانی ج 19 ص 905

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہر نوع یہی اسباب تھے جن کی بنا پر یہود حجاز میں آئے'

جزیرہ عرب اپنی طبعی تقسیم کی بنا پر تو کئی حصوں پر مشتمل ہے' لیکن تمدنی اور سیاسی اعتبار سے دو حصوں میں منقسم ہے' حجاز اور یمن۔ اب تک زیادہ تر بحث حجاز میں یہود کی آمد اور اس سے ان کے قدیم و جدید تعلقات پر تھی' اب ہم عرب کے دوسرے حصہ یمن میں یہود کے تعلقات پر بھی ایک نظر ڈال لینا چاہتے ہیں۔

یمن میں یہودیت:

یمن گو جزیرہ عرب ہی کا ایک حصہ ہے' لیکن سیاسی اور تجارتی اہمیت کے اعتبار سے ہمیشہ وہ ایک مستقل ملک رہا ہے' اس اہمیت کی بنا پر اس کا تذکرہ ہم علیحدہ کرتے ہیں۔

اہل یمن سے بھی یہود کے تعلقات قدیم زمانہ سے شروع ہو چکے تھے' اوپر آ چکا ہے کہ حضرت سلیمانؑ کے وقت یعنی 1000ء ق۔م میں اہل عرب اور یہود میں تجارت ہوتی تھی' جس کا سب سے بڑا مرکز سبا تھا جو یمن کا دارالسلطنت تھا۔

اس کے علاوہ قرآن پاک میں حضرت سلیمانؑ اور ملکۂ سبا کا جو واقعہ ذکر فرمایا گیا ہے اس سے بھی یہود اور اہل یمن کے تعلقات پر کافی روشنی پڑتی ہے معین جو یمن کے بیچ میں واقع تھا' اس کا تذکرہ تحریری طور پر 800ق۔م میں ملتا ہے۔1

یمن میں یہودیت کو اصل فروغ حمیری حکومت کے بعد ہوا' اس لیے کہ یہودیت حمیری حکومت کا تقریباً سرکاری مذہب ہو گیا تھا' اس کے فرمانرواؤں میں ایک ستارہ پرست ایک دو عیسائی: بقیہ سب یہودی تھے' لیکن حمیری حکومت کی ابتدا کب ہوئی؟ اس بارے میں مورخین کی بہت مختلف اور متضاد رائیں ہیں۔

حضرت الاستاد مولانا سید سلیمان صاحب ندوی نے ارض القرآن میں اس پر مفصل بحث کی ہے۔ ڈاکٹر ہالوے نے اس کی ابتداء 115ء ق۔م قرار دی ہے' لیکن سید صاحب نے اس پر نقد کیا ہے' اور مختلف دلائل سے یہ ثابت کیا ہے کہ حمیری حکومت

---

1. تاریخ دوم آیت 26-8 یہ بڑی ترقی یافتہ حکومت تھی' جدید اثری تحقیقات نے اس کے بارے میں بہت کچھ معلومات فراہم کر دیے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی ابتداء 20 ق۔م سے آگے نہیں بڑھتی' بہر نوع اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ دوسری صدی قبل مسیح یا پہلی صدی کے وسط سے یمن میں یہودیت کو فروغ ہونا شروع ہو گیا تھا' اور 55,50 برس تک وہاں اس کو فروغ حاصل رہا۔ لیکن حمیری حکومت کے آخری فرمانروا ذونو اس کی موت (525ء) کے بعد یمن میں یہودیت کا زور ٹوٹ گیا' اور اس کی جگہ عیسائیت نے لے لی' جس کا تذکرہ آگے آتا ہے۔

جزیرۂ عرب میں یہودیت کا ذکر کرتے ہوئے یعقوبیؒ نے لکھا ہے کہ:

فاما من تهود منهم فاليمن باسرها 1

جزیرہ عرب میں جو لوگ یہودی ہوئے ان میں یمن بھی ہے یمن پورا کا پورا یہودی تھا۔

پھر اس کے بعد یعقوبیؒ نے یمن میں یہودیت کی ابتدا کے سلسلہ میں لکھا ہے کہ:

كان تبع حمل حرين من احبار اليهود الى اليمن فابطل الاوثان وتهود من باليمن 2

(ج 1 ص 298)

ملک تبع نے دو یہودی عالموں کو یمن بھیجا' انھوں نے وہاں سے بت پرستی کو مٹایا اور ان کے اثر سے یمن کے باشندوں نے یہودیت قبول کر لی۔

جدید اثری تحقیقات کے مطابق تبابعہ کا زمانہ تیسری صدی عیسوی سے آگے نہیں بڑھتا' اس لیے یعقوبی کے بیان کے مطابق یمن میں یہودیت کو پورا فروغ تیسری صدی میں ہوا۔

اوپر یمن میں یہودیت کی جو قدامت دکھائی گئی ہے' اس سے یہ بیان کچھ مختلف معلوم ہوتا ہے' مگر اس میں کوئی تضاد نہیں ہے' ممکن ہے کہ وہاں یہودیت بہت قدیم زمانہ سے موجود ہو' مگر اہل یمن کا وہ عام مذہب تیسری صدی میں ہوا۔

کیا عرب کے یہود ہجرت کر کے نہیں آئے تھے؟:

اوپر ذکر آ چکا ہے کہ مختلف اسباب کی بنا پر یہود شام و فلسطین کی سرسبز و

---

1. تاریخ یعقوبی ج 1 ص 298
2. ایضاً

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شاداب سرزمین چھوڑ کر جزیرہ عرب جیسے بے آب و گیاہ مقام کا رخ کرتے تھے' لیکن بعض مورخین کا خیال ہے کہ عرب کے یہود کہیں باہر سے نہیں آئے تھے' بلکہ یہ عرب ہی نسل سے تھے' جنہوں نے یہودیت قبول کرلی تھی' یعقوبی کا رجحان بھی یہی معلوم ہوتا ہے' چنانچہ وہ بنی نضیر کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے:

وهم فخذ من جذام الا انهم يهود ونزلوا ايقال له النضير فسموا به (ج 2 ص 49)

یہ جذام کی ایک شاخ تھی' مگر یہودی ہوگئے تھے' اور جہاں یہ آباد ہوئے' اس مقام کا نام نضیر تھا۔ اسی لیے وہ اس نام سے مشہور ہوگئے۔

پھر بنو قریظہ کے متعلق لکھتا ہے:

وهي فخذ من جذام اخوة النضير ويقال انهم يهود داني ايا معاد يا بن سمئويل ثم نزلو بجبل يقال له قريظة فنسبوا اليه (ج 2 ص 54)

یہ بھی جذام کی ایک شاخ ہے' بنو نضیر کے بھائی بند تھے' کہا جاتا ہے کہ یہ عاد یا بن سموئیل کے زمانہ میں یہودی ہوئے' پھر جبل قریظہ کے پاس آباد ہوئے۔ اور اسی نسبت سے ان کا یہ نام پڑ گیا۔

جو لوگ اس خیال کے موئدین' یعقوبیؒ کے بیان کے علاوہ ان کا قیاسی استدلال یہ ہے کہ دنیا کے دوسرے حصوں کے یہود اپنے عادات و اطوار اور اپنے تمدنی اثرات کے اعتبار سے وہاں کے باشندوں سے ہمیشہ ممتاز ہے' لیکن عرب کے یہود کسی حیثیت سے بھی عربوں سے ممتاز نہیں تھے' اور نہ انھوں نے کوئی تمدنی یا علمی یادگار چھوڑی ہے' اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ عربی جنس ہی سے تھے' صرف انھوں نے کسی وجہ سے اپنا مذہب تبدیل کرلیا تھا۔

لیکن صرف یعقوبیؒ کے بیان ور فرضی قیاسات پر یہ فیصلہ کرلینا کہ عرب کے تمام کے تمام یہود عربی النسل تھے' صحیح نہیں ہے۔

اوپر جن واقعات کا تذکرہ آچکا ہے' ان ہی سے اس کی پوری تردید ہوجاتی ہے' لیکن اس سلسلہ میں دو تین باتیں قابل لحاظ ہیں:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(1) یعقوبیؒ نے بنو قریظہ اور بنو نضیر کے متعلق جو کچھ بیان کیا ہے وہ صحیح نہیں ہے' انشاء اللہ ان قبائل کے تذکرے کے وقت اس کے دلائل ہم پیش کریں گے۔

(2) یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ عرب کے یہود دنیا کے دوسرے حصوں کے یہود سے ممتاز نہیں تھے' یا ان کا کوئی تمدنی امتیاز نہیں تھا' اس گوشہ پر یہود کے تمدنی اثرات کے تحت آئندہ ہم مفصل بحث کریں گے' لیکن یہاں دو ایک باتیں سرسری طور سے کہی جاتی ہیں۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ یہود کو دنیا کے کسی گوشہ میں کوئی امتیاز کبھی بھی حاصل نہیں تھا' اس لیے کہ ان کے پاس وہ اسباب و ذرائع (خصوصیت سے حکومت) موجود ہی نہیں تھے' جن کی بنا پر قومیں امتیاز حاصل کرتی ہیں' اس لیے یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ وہ کہیں بھی ممتاز تھے۔

دوسری بات یہ ہے کہ عرب کے یہود کو شاید سب سے زیادہ امتیازی حیثیت حاصل تھی۔ اس لیے کہ قرآن نے زیادہ تر ان ہی کے عقائد اور اخلاق و معاملات سے بحث کی ہے' اس خیال کی زیادہ تر تائید غالباً یہودی مستشرقین نے بھی کی ہے' اس سے ان کا مقصد یہ ہے کہ قرآن کے ان بیانات کی اہمیت گھٹائی جائے' جن کا تعلق یہود سے ہے۔ لیکن یہ خیال تاریخی حیثیت سے صحیح نہیں ہے۔

یہ بات کہ یہود باہر سے نہیں آئے تھے۔ پورے جزیرہ کے متعلق تو یہ کہنا صحیح نہیں ہے' لیکن یہ ضرور ہے کہ جزیرہ عرب کے باشندوں کی ایک بڑی آبادی نے یہودیت قبول کر لی تھی' خصوصیت کے ساتھ یمن کے یہود تو اکثر و بیشتر عرب ہی تھے' اس لیے اس سلسلہ میں صحیح مسلک یہ ہے کہ یہود باہر سے بھی آئے اور خود عربوں کے بعض قبائل اور افراد نے بھی اسے قبول کیا' جن کا تذکرہ آگے آئے گا' خصوصیات سے شمالی حجاز کے یہود زیادہ تر باہر سے آئے تھے۔

کیا عرب کے یہود دنیا سے منقطع ہو چکے تھے؟:

تاریخ الیہود کے مصنف اسرائیل ولفنسون نے لکھا ہے کہ عراق' مصر' یونان اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے علاوہ جہاں بھی یہودیوں کی آبادی تھی' وہاں کے یہود کی تاریخ کا پتہ چلتا ہے' یہی نہیں بلکہ انھوں نے تاریخ میں اپنے سیاسی و تمدنی آثار کے گہرے نقوش چھوڑے ہیں' اور دنیا کی دوسری قوموں سے ان کے گوناگوں تعلقات تھے۔ لیکن جزیرہ عرب کے یہود دنیا سے بالکل منقطع ہوگئے تھے' اور عربوں میں اس طرح گھل مل گئے تھے کہ دونوں کی تہذیب و معاشرت میں کوئی نمایاں فرق باقی نہیں تھا' اور نہ دوسرے ممالک کے یہود کی طرح ان کے کوئی قابل ذکر تمدنی اور علمی آثار موجود تھے' لیکن واقعات کی روشنی میں یہ خیال صحیح نہیں معلوم ہوتا۔

(1) یہ بات کہ وہ عربوں میں بالکل گھل مل گئے تھے' اور دونوں میں کوئی نمایاں فرق نہیں تھا' بلکہ یہ صحیح نہیں ہے' جزیرہ عرب میں جہاں یہود منتشر طور پر موجود تھے۔ وہاں واقعی ان کی کوئی نمایاں حیثیت نہیں تھی لیکن جو ان کے مرکزی مقامات مثلاً یثرت' خیبر' وادی القریٰ اور تیماء وغیرہ تھے وہاں وہ ہر نقطۂ نظر سے عربوں سے ممتاز تھے' پوری تفصیل آگے آتی ہے۔

(2) دنیا کے دوسرے حصوں سے ان کا تعلق نہیں تھا' یہ غلط فہمی ویسی ہی ہے جیسی کہ خود عربوں کے متعلق یہ خیال کہ وہ دنیا سے بالکل الگ تھلگ تھے۔ لیکن یہ خیال نہ تو عربوں کے متعلق صحیح ہے اور نہ یہود کے متعلق عربوں اور حجاز اور یمن کے یہود کے تجارتی اور معاشرتی تعلقات دوسرے ملکوں سے قدیم زمانہ سے تھے ذکر آچکا ہے کہ یمن کے یہود تجارت کی غرض سے برابر شام کا سفر کرتے رہتے تھے' جزیرۂ عرب کے جتنے تجارتی مرکز تھے وہ سب یہودیوں کے قبضہ میں تھے' یمن کی حمیری حکومت اور حبشہ کی عیسائی حکومت کے درمیان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت تک برابر سیاسی چشمک جاری رہی۔ خصوصیت سے شام کے یہودیوں سے تو ان کے بعض معاشرتی تعلقات بھی تھے' شام کے یہودی مدینہ کے یہودیوں سے آنحضرت ﷺ کے حالات دریافت کیا کرتے تھے' بنو قینقاع جلاوطن کیے گئے تو وہ یہاں سے ازراعات

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو شام کے علاقہ میں ہے' چلے گئے۔ اسی طرح دوسرے یہودی قبائل کا بھی شام کی طرف جانا ثابت ہے' حجاز سے مدینہ کو جو راستہ جاتا ہے اس شاہراہ پر جتنے مرکزی مقامات تھے' ان میں یہودیوں کی آبادیاں ملتی ہیں' اور پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ قریش تو تجارت کے لیے شام تک کا سفر کریں اور یہود جو جزیرۂ عرب کے سب سے زیادہ تاجر اور مالدار باشندے تھے۔ شام کا تجارتی سفر نہ کرتے ہوں' اور پھر مزید براں یہ کہ شام ہی میں ان کا قبلہ اور سب سے مقدس عبادت خانہ تھا' ان وجوہ کی بنا پر یہ خیال کرنا صحیح نہیں معلوم ہوتا کہ یہود دنیا سے منقطع ہو کر بالکل قبائلی زندگی گزار رہے تھے۔

(3) تمدنی اور علمی حیثیت سے بھی عرب کے یہود ممتاز تھے۔ ان کے تمدنی و سیاسی اثرات پر بحث آگے آئے گی' البتہ علمی حیثیت کے متعلق کچھ باتیں یہاں کہی جاتی ہیں۔

جزیرہ عرب کے یہود کے علمی امتیاز کے لیے یہی ثبوت بہت ہے کہ ان میں حضرت عبداللہؓ ابن سلام' حضرت زید بن سعنہؓ حضرت مخیریقؓ حضرت میمونؓ بن یامینؓ کعب احبار' محمد بن کعب القرظی' وہب بن منبہ جیسے علماء اور کعب بن اشرف اور سموئل جیسے شعرا موجود تھے' حضرت عبداللہ بنؓ سلام کے صاحبزادے حضرت یوسف نے اپنی ایک علمی یادگار بھی چھوڑی تھی' ان کے متعدد مدارس قائم تھے' خود مدینہ میں بیت المدارس کے نام سے ان کی ایک مشہور درسگاہ تھی۔

جزیرہ عرب میں سب سے زیادہ لکھے پڑھے یہودی ہوتے تھے۔ مدینہ میں غالباً سب سے پہلے تحریر کا رواج یہود ہی کے ذریعہ ہوا۔ وہ صرف اپنی مذہبی زبان عبرانی ہی نہیں بلکہ عربی سے بھی بخوبی واقف تھے' اور اپنے بچوں کو اس کی تعلیم دیتے تھے۔ اور روزمرہ کی زبان بھی یہی تھی' پوری تفصیل آگے آئے گی۔

غالباً یہ یہود ہی کا اثر تھا کہ ظہور اسلام کے وقت متعدد صحابہؓ لکھنا پڑھنا جانتے تھے' بعض صحابہؓ تو عربی کے ساتھ عبرانی سے بھی واقف تھے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہر نوع یہ کسی طرح صحیح نہیں ہے کہ عرب کے یہود تمدنی اور سیاسی حیثیت سے کوئی ممتاز حیثیت نہیں رکھتے تھے۔ یا وہ علمی حیثیت سے دوسرے مقامات کے یہود سے پست تھے۔

یہود کے مرکزی مقامات اور ان کے مشہور قبائل:

یوں تو جزیرۂ عرب کے ہر حصہ میں یہودیوں کی آبادیاں موجود تھیں' لیکن خصوصیت سے شمالی عرب کے تمام مرکزی مقامات پر یہودی قبائل آباد تھے' اور ان میں اکثریت ان یہودیوں کی تھی جو باہر سے ہجرت کر کے آئے تھے' ان قبائل کے نام ان کی آمد اور مقام ہجرت کے سلسلہ میں جو معلومات مل سکی ہیں وہ درج ذیل ہیں۔

یثرب:

ظہور اسلام کے وقت جزیرۂ عرب میں یہود کی سب سے بڑی آبادی یثرب اور خیبر[1] میں تھی' اس لئے سب سے پہلے ان ہی مقامات کا تذکرہ کیا جاتا ہے' یثرت کی وجہ تسمیہ کے سلسلہ میں صاحب معجم البلدان نے لکھا ہے کہ یہ یثرب بن قانیہ کا آباد کیا ہوا ہے۔ اس لیے اس کا نام یثرب پڑ گیا' یثرب بن قانیہ حضرت نوحؑ کی اولاد کی ساتویں پشت میں تھا' اگر یہ بیان صحیح ہے تو یہ بہت قدیم آبادی ہے' آنحضرت ﷺ کی بعثت کے وقت بھی یہی نام رائج تھا۔ مگر آپ نے اس کا نام طابہ اور طیبہ رکھا' پھر آپؐ کی ہجرت کے بعد وہ مدینۃ النبیؐ کے نام سے پکارا جانے لگا۔ اور آخر میں یہی نام مخفف ہو کر زبان زد خاص و عام ہو گیا ہے۔

مدینہ میں جو یہودی قبیلے آباد تھے ان کی تفصیل یہ ہے۔

بنو قریظہ:

یہ نہایت قدیم قبیلہ تھا جو اپنے وطن شام کو چھوڑ کر یہاں آیا' اور وادی مہر

1۔ بعثت نبوی سے ایک سو سال پہلے یہودیت کا سب سے بڑا مرکز یمن تھا' لیکن حمیری حکومت کی شکست اور ذونو اس کے قتل کے بعد یمن میں یہودیت کی جگہ نصرانیت نے لے لی تھی' تفصیل آگے آئے گی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زور کے قریب جو مدینہ کے مشرق میں واقعہ ہے' آباد ہوگیا[1] یہ وادی بعد میں انہی کے نام سے مشہور ہوگئی۔ اور رفتہ رفتہ ان کی ملک میں آگئی۔

رسول اللہ ﷺ جب مدینہ تشریف لائے تو آپ نے جن قبائل سے معاہدہ کیا تھا ان میں بنو قریظہ کا قبیلہ بھی تھا۔ معاہدہ کی رو سے مسلمان اور یہود ایک دوسرے کے خلاف کسی جنگ میں شریک نہیں ہوسکتے تھے' لیکن 5ھ میں انھوں نے معاہدہ شکنی کی' اس سے پہلے بھی غزوہٴ احزاب وغیرہ میں یہ مسلمانوں کے خلاف سازش کرچکے تھے۔ اس لیے ان کو اس جرم کی سزا بھگتنی پڑی' حضرت ثعلبہؓ حضرت زید بنؓ سعنہ' حضرت سیعہؓ حضرت عطیہؓ حضرت ریحانہؓ وغیرہ اہل کتاب صحابہؓ اسی قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے۔

بنو نضیر:

اس خاندان نے بھی بنو قریظہ کے ساتھ ہی اپنا آبائی وطن چھوڑا اور مدینہ کے جنوب مشرق میں وادی بطحان کے پاس آکر آباد ہوا' یہ مدینہ کی سب سے بڑی وادی تھی' یاقوت نے بطحان کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ بنو نضیر اسی وادی کے قریب آباد ہوئے' لیکن ایک جگہ ایک مقام بویرہ کو ان کی طرف منسوب کیا ہے' اور اس کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ

ھو موضع منازل بنی نضیر بنو نضیر کی آبادی اسی جگہ پر ہے۔

بویرہ ایک کنوئیں کا نام ہے' ہوسکتا ہے کہ یہ کنواں وادی بطحان کے قریب ہی رہا ہو۔ اس بنا پر دونوں روایتوں میں کوئی تضاد نہیں ہے۔[2]

آنحضرت ﷺ نے اس قبیلہ سے بھی معاہدہ کیا تھا' لیکن انھوں نے بھی معاہدہ شکنی کی' اور اس کی پاداش میں 4ھ میں جلاوطن کیے گئے' حضرت مخریقؓ حضرت یامینؓ حضرت ابوسعدؓ وغیرہ اس قبیلہ سے تھے۔

بنو قینقاع:

اس قبیلہ کے متعلق یہ نہیں معلوم ہوسکا کہ یہ باہر سے ہجرت کرکے آیا تھا یا

---

1 معجم البلدان ج 8 'ص 214

2 معجم البلدان ج 2 'ص 224

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہیں کا کوئی عرب قبیلہ تھا' جس نے یہودیت قبول کرلی تھی۔ اس قبیلہ کے لوگ عام طور پر صناع اور زراعت پیشہ تھے' خصوصیت سے آہنگری اور زرگری ان کا خاص پیشہ تھا' خود ان کا نام بھی ان کے پیشوں کی طرف راہ نمائی کرتا ہے' قین عربی میں لوہار کو کہتے ہیں۔ اور قاع اس ہموار اور نرم زمین کو کہتے ہیں' جس میں کھیتی کی جاسکے' جن سے ان کی دونوں خصوصیتیں معلوم ہوتی ہیں' مدینہ کے دوسرے یہودی قبائل کے مقابلہ میں یہ زیادہ مضبوط اور طاقتور تھے' سب سے پہلے اسی قبیلہ نے معاہدہ شکنی کی اور اس کے نتیجہ میں جلاوطن کیے گئے۔ مدینہ سے نکل کر اذرعات میں' جو شام کا ایک ضلع ہے' چلے گئے۔

بنو ہدل:

یہ قبیلہ بھی بنو قریظہ کے ساتھ اپنے وطن سے ہجرت کرکے مدینہ آیا تھا' اور ان ہی کے ساتھ وادی مہر زور میں آباد ہوگیا تھا۔1 یہ قبیلہ اپنی کوئی الگ حیثیت نہیں رکھتا تھا' بلکہ ہر معاملہ میں بنو قریظہ ہی کا شریک تھا' بعض کتابوں میں اس کا نام بنو بہدل لکھا ہوا ہے' سمہودی نے لکھا ہے کہ ان کو بنو ہدل اس لیے کہتے تھے کہ عام طور پر ان کے ہونٹ موٹے اور لٹکے ہوئے ہوتے تھے' عربی میں ایسے آدمی کو ہدل کہتے ہیں'2 حضرت ثعلبہؓ حضرت اسد بن کعبؓ اور حضرت عبداللہ بن سلامؓ اسی قبیلہ سے تھے۔

بنو زنباع:

یہ قبیلہ بھی بنو قریظہ ہی کی ایک شاخ اور اس کے ماتحت تھا' بنو قریظہ سے اس کے تعلق کی بنا پر یہ تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ قبیلہ بھی ہجرت کرکے آیا تھا' مگر اس کی جائے قیام کے بارے میں کوئی تفصیل نہیں ملتی' حضرت رافعؓ کا نسبی تعلق اسی قبیلہ سے تھا۔

یثرب کے دوسرے یہودی قبائل:

مذکورہ قبائل کے علاوہ مدینہ منورہ میں اور بھی متعدد یہودی قبائل تھے۔ جن کو

---

1 معجم البلدان ج 8' ص 296

2 وفاء الوفاء ج' ص 114

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خود کوئی ممتاز حیثیت حاصل نہیں تھی' بلکہ وہ ہر معاملہ میں ان ہی یہودی قبائل کے پابند تھے۔ مثلاً بنو عریض جبل احد کے قریب آباد تھے' بنو ظفر وادی مہر زور کے آخری سرے پر آباد تھے' بنو اشہل اور بنو حارثہ مدینہ کے بالکل مشرق میں آباد تھے' ان کے علاوہ چند اور قبائل کے نام اس معاہدہ میں آئے ہیں' جو آنحضرت ﷺ نے یہود سے کیا تھا۔

(1) یہود بنی عوف (2) یہود بنی نجار (3) یہود بنی ساعدہ (4) یہود بنی عوف (5) یہود بنی الاوس (6) یہود بنی ثعلبہ (7) بنو جفنہ (8) بنو الشطیبہ (9) بنو حارث اس معاہدہ میں ان قبائل کے ذکر کے بعد یہ دفعہ بھی ہے کہ:

وان بطانة یهود کانفسهم . اور یہودیوں (کے قبائل) کی ذیلی شاخوں کو بھی وہی حقوق حاصل ہونگے جو اصل کو حاصل ہیں۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہود کے اور بھی دوسرے ذیلی قبائل تھے' چنانچہ اس کی تائید سمہودی کے بیان سے بھی ہوتی ہے۔ وہ مدینہ کے یہودی قبائل کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ان یهود کانو ینفا وعشرین قبیلة مدینہ میں یہودی قبائل بیس 20 سے زیادہ تھے۔ [1]

ان ذیلی قبائل میں بیشتر ایسے تھے جن کا نسبی تعلق اوس و خزرج سے تھا' مگر انھوں نے یہودیت قبول کرلی تھی' اس لیے وہ یہودی قبائل میں شمار ہوتے تھے' مثلاً بنو اشہل' بنو حارثہ' بنو عوف وغیرہ قبیلہ اوس کی شاخیں تھیں۔ اسی طرح بنو نجار' بنو حارث' بنو ساعدہ وغیرہ خزرج کے تحتی قبائل تھے۔

خیبر:

شمالی حجاز میں یہود کا دوسرا بڑا مرکز خیبر تھا۔ جو شام کے راستہ میں مدینہ منورہ سے تقریباً آٹھ منزل پر واقع ہے' یہ نہیں معلوم ہوسکا کہ یہاں کی یہودی آبادی کہیں سے ہجرت کرکے آئی تھی یا یہیں کی خود عرب آبادی نے یہودیت قبول کرلی تھی' بعض

1۔ وفاء الوفاء ص 116

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرائن سے پتہ چلتا ہے کہ یہ قدیم آبادی ہے' معجم البلدان نے خیبر کی وجہ تسمیہ کے سلسلہ میں لکھا ہے کہ یہ بستی خیبر بن قانیہ کی طرف منسوب ہے' اس لحاظ سے ان کے اور انصار کے جد اعلیٰ ایک ہی ہیں' انصار کے جد اعلیٰ یثرب بن قانیہ کا ذکر اوپر آ چکا ہے۔

اس بیان سے یہ پتہ نہیں چلتا کہ یہاں یہودیت کو فروغ کب سے ہوا۔ اس سلسلہ میں عاجز کی رائے یہ ہے کہ خیبر عبرانی لفظ ہے' جس کے معنی قلعہ کے ہیں۔ یہ لفظ خود اشارہ کر رہا ہے کہ اس بستی کو یہود سے بڑا قدیم تعلق ہے' اور پھر اس سرزمین کو قلعوں کی سرزمین کہا جائے تو صحیح بھی ہے' اس لیے کہ یہاں بہت سے قلعے تھے جن کی یادگار آج تک باقی ہے۔

خیبر حجاز کا بڑا زرخیز علاقہ ہے جس کو تجارتی لحاظ سے بھی بڑی اہمیت حاصل تھی' یہاں کے یہود اقتصادی حیثیت سے بہت ممتاز تھے' انھوں نے متعدد جنگی قلعے بنا رکھے تھے۔ جن میں سات قلعے بہت مشہور تھے۔ ناعم' قموص' حصن الشق' حصن النطاۃ' حصن السالم' حصن الوطیح' حصن الکتیبۃ[1]' یعقوبیؒ کا بیان ہے کہ اس میں بیس ہزار سپاہی رہتے تھے[2]' یعقوبیؒ کے اس بیان سے خیبر کی وسعت اور اس کی آبادی کی کثرت کا اندازہ ہوتا ہے۔

دوسرے یہود کی طرح اسلام کے خلاف ان کی ریشہ دوانیاں جب بہت بڑھ گئیں تو 7ھ میں آنحضرت ﷺ نے ان کے خلاف جارحانہ کارروائی کر کے ان کو شکست دی پوری تفصیل آگے آئے گی' حضرت صفیہؓ کا وطن خیبر ہی تھا۔

فدک:

خیبر اور مدینہ کے درمیان فدک کی بستی تھی' یہاں بھی یہودیوں کی آبادی تھی اور دوسرے مقامات کی طرح یہاں کے یہود بھی نہایت ہی خوش حال تھے' یہ بستی بھی پرانی ہے' مگر یہاں یہود کب آباد ہوئے' اس کی کوئی تصریح نہیں ملتی' آنحضرت ﷺ نے خیبر کے آس پاس کے جن قبائل سے صلح کی تھی ان میں اہل فدک بھی تھے' تاریخوں

1 اس کی تفصیل معجم البلدان وغیرہ میں ملتی ہے۔
2 یعقوبی جلد 2' ص56

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں اس کا تذکرہ اسی حیثیت سے آتا ہے۔

وادی القریٰ:

شام اور مدینہ کے درمیان ایک وادی ہے، جس میں بہت سی بستیاں آباد تھیں۔ اس کو ''وادی القریٰ'' (بستیوں کی وادی) کہتے ہیں۔ یہ نہایت ہی قدیم آبادی ہے۔ قدیم زمانہ میں یہاں عاد و ثمود آباد تھے۔ یہ بستیاں اپنی سرسبزی و شادابی کے لحاظ سے ہمیشہ سے ضرب المثل تھیں، قرآن مجید کی ان آیات میں انہی بستیوں کی طرف اشارہ ہے:

اتتركون فيما ههنا امنين في جنت وعيون وزروع و نخل طلعها هضيم (شعراء)

کیا تم کو ان ہی چیزوں میں بے فکری سے رہنے دیا جائیگا جو یہاں موجود ہیں یعنی باغوں چشموں میں اور کھیتوں میں اور ان کھجوروں میں جن کے گچھے خوب گندھے ہوئے ہیں۔

ارباب تاریخ وجغرافیہ لکھتے ہیں کہ عاد و ثمود کی تباہی کے بعد یہاں آباد ہوئے انھوں نے دوبارہ یہاں کی زراعت اور آب رسانی کو ترقی دی۔ یہود کے بعد دوسرے عربی قبائل بھی یہاں آباد ہوئے۔ مگر وہ سب کے سب یہود کے زیر اثر رہے۔ قضاعہ، جہینہ اور عذرہ وغیرہ قبائل اسی وادی میں آباد تھے۔[1] اس تفصیل سے ہمارا مقصود یہ ہے کہ یہاں کے یہود جزیرہ عرب میں ہجرت کر کے آئے تھے، اور بہت قدیم زمانہ سے یہاں آباد تھے۔

آنحضرت ﷺ خیبر اور فدک سے واپس ہوئے تو یہاں کے باشندوں نے بھی خیبر کی شرائط صلح کے تحت صلح کر لی۔

عہد اسلام کے بعد بھی کئی صدیوں تک یہاں یہودیوں کے وجود کا پتہ چلتا ہے۔ تاریخ الیہود کے مصنف کا بیان ہے کہ گیارہویں صدی عیسوی تک یہاں یہود

1۔ معجم البلدان ج، ص 74 یہود اور مسلمانوں میں جتنی جنگیں ہوئیں ان سب میں یہ قبائل یہود کیساتھ ساتھ نظر آتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موجود تھے (ص186) یاقوت نے اپنے زمانہ یعنی ساتویں صدی ہجری میں اس کا حال ان الفاظ میں لکھا ہے' اس وقت یہ سرزمین بالکل ویران ہے۔ کنوؤں اور چشموں کا پانی ابتک ویسے ہی جاری ہے۔ مگر اس سے فائدہ اٹھانے والا کوئی موجود نہیں ہے۔1

ان دونوں بیانوں سے پتہ چلتا ہے کہ پانچویں اور ساتویں صدی ہجری کے مطابق گیارہویں اور تیرہویں صدی عیسوی کے درمیان یہود نے اس سرزمین کو چھوڑا ہے' لیکن یہ نہیں معلوم ہوسکا کہ ان کے ترک وطن کے اسباب کیا تھے۔ اور وہ یہاں سے کہاں گئے۔

بلاذری کی ایک روایت ہے کہ ''حضرت عمرؓ نے خیبر کے یہودیوں کے ساتھ وادی القریٰ کے یہودیوں کو بھی جلاوطن کردیا تھا2' لیکن یہ بیان محل نظر ہے' دوسرے یہ روایت ''قیل'' کے لفظ سے مروی ہے۔ جو اس کے صعف پر دال ہے' اس کے علاوہ کچھ اور بھی دلائل ہیں جس کی بنا پر بلاذری کی یہ روایت صحیح نہیں معلوم ہوتی۔ واللہ اعلم

تیماء:

وادی القریٰ سے قریب ہی تیماء کی بستی تھی' فدک اور وادی القریٰ کی طرح تیماء بھی مدینہ اور شام کے راستہ پر واقع تھا۔ یہاں بھی یہود کی آبادی تھی' ظہور اسلام سے پہلے یہاں بنو عادیا کا خاندان حکمران تھا3 اس خاندان کا ایک ممتاز فرد سموئل بن عادیا تھا' جو اپنی شاعری اور وفاشعاری میں ضرب المثل تھا' حضرت رفاعہؓ جن کا تذکرہ اس کتاب میں موجود ہے' اسی کے لڑکے تھے' یہ حضرت صفیہؓ کے ماموں ہوتے تھے۔ بلاذری نے لکھا ہے کہ جب رسولؐ وادی القریٰ سے واپس ہوئے تو اہل تیماء نے صلح کی درخواست کی اور آپؐ نے قبول کرلی4 مگر یہ بیان بھی قابل غور ہے تفصیل آگے آئے گی۔

---

1. معجم البلدان ج' ص 73
2. فتوح البلدان' ص 41
3. کتاب الشعر والشعراء' ص 45
4. فتوح البلدان' ص 42

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نجران:

بعض واقعات سے پتہ چلتا ہے کہ نجران میں بھی قدیم زمانہ سے یہود آباد تھے لیکن یمن کی یہودی سلطنت کے زوال کا اثر نجران کے یہودیوں پر بھی پڑا' اور آہستہ آہستہ ان کی آبادی وہاں سے ختم ہوگئی۔ اور ان کی جگہ نصرانیوں نے لے لی۔

ظہور اسلام سے پہلے نجران میں یہود کی موجودگی کے واقعات کے سلسلہ میں یہ واقعہ ارباب تاریخ اور مفسرین عام طور پر لکھتے ہیں کہ عیسائیوں نے نجران کے کسی یہودی کے دو لڑکوں کو کسی وجہ سے قتل کردیا' یہودی نے یمن کے یہودی حکمران ذونواس سے داد رسی کی' اس نے نجران پر حملہ کیا1' اور وہاں کی عیسائی آبادی کا قتل عام کیا' جس کی طرف قرآن کی اس آیت میں اشارہ ہے۔2

قتل اصحاب الاخدود النار ذات الوقود (بروج)	خندق والے یعنی بہت سی ایندھن کی آگ رکھنے والے ملعون ہوئے۔

یہ واقعہ ظہور اسلام سے ایک صدی پہلے کا ہے' اس کے بعد ہی یمن کی یہودی سلطنت ذونو اس کے بعد ختم ہوگئی' اور پھر یہودیوں کو جزیرۂ عرب میں سیاسی غلبہ نہیں ہوا' اس زوال کا اثر یہودیوں کی تمام آبادیوں پر پڑا' ظہور اسلام کے وقت نجران میں

---

1 اس حملہ کے سلسلہ میں یہ بات بھی کہی گئی ہے کہ نجران کے عیسائیوں کا رجحان اور ان کا تعاون دینی رشتہ کی بنا پر حبشہ کی عیسائی حکومت کیساتھ زیادہ تھا' اور یمن کے یہودی حکمرانوں اور حبشہ کے عیسائی حکمرانوں میں برسوں سے سیاسی کشمکش چلی آرہی تھی' اس کشمکش کی موجودگی میں اہل نجران کی یہ روش یہودیوں کے لیے سیاسی حیثیت سے خلش کا سبب بنی ہوئی تھی' حبشہ پر براہ راست حملہ کرنا اس کے بس سے باہر تھا' اس لیے انھوں نے نجران ہی کو اپنی دشمنی کا نشانہ بنایا' ممکن ہے یہودی بچوں کے قتل ہی کو یہودیوں نے نجران پر حملہ کرنے کا ایک سیاسی اور قانونی بہانہ بنایا ہو' جس طرح یمن کے عیسائیوں نے کعبہ پر حملہ کیلئے ایک معمولی بہانہ نکال لیا تھا۔

2 اس آیت کے شان نزول کے سلسلہ میں تفسیروں میں متعدد واقعات مذکور ہیں' ممکن ہے ایک ہی واقعہ نے متعدد جگہ پر مختلف شکلیں اختیار کرلی ہوں' جیسا کہ عام طور پر اس قسم کے واقعات میں ہوتا رہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عیسائیوں کے ساتھ یہود بھی آباد تھے۔ مگر تاریخ کی عام کتابوں میں اس کا ذکر نہیں ملتا' البتہ ابوداؤد کی ایک روایت سے ان کی آبادی کا پتہ چلتا ہے' اور وہ یہ ہے کہ "نجران میں یہود کی آبادی تھی' جو حضرت عمرؓ کے زمانہ تک باقی رہے اور آپ ہی کے زمانہ میں بعض سیاسی مصلحتوں کی بنا پر جلاوطن کر دیئے گئے۔1

آئندہ اوراق میں "جزیرۂ عرب میں عیسائیت" کے عنوان کے تحت اس کی پوری تفصیل آئے گی۔

اذرخ اور جرباء:

جزیرۂ عرب کی سرحد پر یہ بستیاں پاس ہی پاس واقع تھیں' جن میں یہود آباد تھے اور ان ہی کا غلبہ تھا' آنحضرت ﷺ تبوک سے واپس ہوئے تو یہاں کے باشندوں نے صلح کی درخواست کی' اہل اذرح نے سو دنیا رسالانہ اور اہل جرباء نے جزیہ کے طور پر کچھ متعین رقم دینے کی خواہش ظاہر کی' اس پر آپ نے ان سے صلح کر لی۔2

مقنا:

یہ بستی خلیج (ایلہ) کے کنارے آباد تھی' اس کی حیثیت ایک بندرگاہ کی تھی' یاقوت اور بلاذری دونوں نے لکھا ہے کہ یہاں کے باشندے یہودی تھے' مگر یہ کسی نے نہیں لکھا ہے کہ وہ یہاں کب آباد ہوئے۔ آنحضرت ﷺ نے ان سے جو معاہدہ کیا تھا اس سے پتہ چلتا ہے کہ شکار ماہی' کتابی اور زراعت ان کا خاص پیشہ تھا۔3

اہل مقفا کے معاہدہ کے سلسلہ میں کچھ قابل غور باتیں ہیں جن کا تذکرہ آگے آئے گا۔

بحرین:

بحرین فارس اور جزیرہ عرب کی سرحد پر واقع ہے' جو فارس کے ماتحت تھا'

1۔ ابو داؤد ج 2' باب اخراج الیہود

2۔ فتوح البلدان ص 66

3۔ ایضاً ص 67

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہاں کے باشندے نہ خالص عربی تھے اور نہ عجمی، بلکہ یہ مقام مختلف اور متضاد مذہب اور تہذیب و تمدن رکھنے والی قوموں کا سنگم تھا۔ عرب و عجم، یہود و نصاریٰ اور مجوس و آتش پرست سبھی یہاں موجود تھے۔ عربوں کو جن مقامات پر دوسری قوموں سے ملنے اور قریب سے ان کی تہذیب و ثقافت سے واقف ہونے کا موقع ملا ان میں ایک بحرین بھی ہے۔

فتوح البلدان میں ہے کہ:

اهل الارض من المجوس واليهود والصنارىٰ (ص86)	اہل بحرین کی آبادی مجوس، یہود اور نصاریٰ پر مشتمل تھی۔

عرب کے مشہور قبائل عبدالقیس، بکر بن وائل تمیم وغیرہ یہیں آباد تھے۔

افسوس ہے کہ بحرین کی قدیم تاریخ پردۂ خفا میں ہے، ظہور اسلام کے وقت منذر بن ساوی وہاں کا حکم ران تھا، غالباً یہ عرب تھا، آنحضرت ﷺ نے 6ھ میں جب قریب کے ملوک و سلاطین کو دعوتی خطوط لکھے تو ایک خط منذر والی بحرین کو بھی لکھا، اور حضرت علامہؓ ابن عبداللہ کے ہاتھ روانہ فرمایا، منذر پر اس خط کا بہت اچھا اثر پڑا، اور وہ حلقہ بگوش اسلام ہوگیا۔ اس کے ساتھ اہل بحرین کی ایک بڑی تعداد بھی دائرہ اسلام میں داخل ہوگئی، آنحضرت ﷺ نے منذر کو اس عہدہ پر جوں کا توں باقی رکھا۔1

8ھ میں منذر نے تحریری طور پر آنحضرت ﷺ سے دریافت کیا کہ یہاں کے یہود کے ساتھ کیا برتاؤ کیا جائے، آپ نے جواب میں لکھا کہ جو لوگ تبلیغ اسلام کے بعد بھی اسلام نہ قبول کریں۔ ان سے فی کس ایک دینار سالانہ جزیہ لیا جائے۔2

آنحضرت ﷺ کے دور سعادت کے بعد یہاں کے باشندے عام طور پر مرتد ہونے لگے، تو حضرت بشر بن جارودؓ جن کا تذکرہ اس کتاب میں موجود ہے، انھوں نے اہل بحرین کو ارتداد سے باز رکھنے کی پوری کوشش کی۔3

---

1. فتوح البلدان، ص 86
2. ایضاً ص 91 اور سیاسی زندگی ڈاکٹر حمید اللہ، ص 350
3. فتوح البلدان، ص 91

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مکہ و طائف:

مکہ وطائف میں خالص عرب مشرکین کی آبادی تھی' مگر مکہ کی قدیم تاریخوں میں عربوں اور خصوصیت سے قریش اور یہود میں تجارتی وتمدنی تعلقات کے بیان کے سلسلہ میں یہود کا ذکر بھی آتا ہے' جس سے یہ بحث پیدا ہوتی ہے کہ آیا مکہ وطائف میں بھی عرب مشرکین کے ساتھ یہود آباد تھی یا نہیں' بعض مستشرقین نے یہ ثابت کیا ہے کہ اسلام سے پہلے مکہ میں عربوں کے ساتھ یہود بھی آباد تھے۔1 مگر عربی تاریخوں سے اس کا کوئی ثبوت نہیں ملتا' اس لیے اس کی صحت میں ہم کو تامل ہے۔

اس سلسلہ میں قابل غور بات یہ ہے کہ اگر مکہ میں یہود موجود ہوتے تو قریش کا وفد مکہ کے یہودیوں کو چھوڑ کر مدینہ کے یہود کے پاس کیوں جاتا۔ جیسا کہ ابن ہشام اور دوسرے ارباب سیر نے تصریح کی ہے کہ قریش نے نضر بن حارث اور عقبہ بن معیط وغیرہ کو آنحضرتﷺ کی نبوت کے بارے میں کچھ باتیں دریافت کرنے کے لئے مدینہ بھیجا تھا' چنانچہ مفسرین نے لکھا ہے کہ اصحاب کہف' روح اور ذوالقرنین کے سلسلہ میں جو آیات نازل ہوئیں ان کا سبب نزول یہی واقعہ ہے۔

یہ ضرور ہے کہ اہل مکہ اور یہود میں گوناگون تعلقات تھے۔ مکہ کے عکاظ اور مجنہ کے بازاروں میں یہودی تاجر اور کاہن شریک ہوتے تھے' جہاں کہانت کی شعبدہ بازیاں زیادہ تر ان ہی کے دم سے قائم تھیں۔ مکہ میں بعض یہودی غلاموں کا تذکرہ بھی ملتا ہے' پھر مکہ کے قریب ہی بنو کنانہ آباد تھے جن میں یہودیت موجود تھی' میں سمجھتا ہوں کہ ان ہی وجوہ کی بنا پر یہ خیال قائم کرلیا گیا کہ یہاں یہود موجود تھے' حالانکہ یہ صحیح نہیں ہے۔

البتہ طائف کے متعلق یہ کہنا صحیح ہے کہ یہاں قدیم زمانہ سے یہودیوں کی ایک نو آبادی موجود تھی' فتوح البلدان میں ہے:

كان بخلاف الطائف قوم من اليهود طرد من اليمن و يثرب فاقاموا بها للتجارة (ص23)	طائف کے ایک حصہ میں یہودیوں کی آبادی تھی جو یمن و یثرب سے نکال دیئے گئے تھے اور بسلسلہ تجارت یہاں آکر آباد ہوگئے تھے۔

1 تاریخ الیہود ص 94

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب طائف پر مسلمانوں کا قبضہ ہوا تو وہاں کے یہودیوں پر جزیہ لگایا گیا۔

بلاذری کی ایک روایت سے یہ پتا چلتا ہے کہ حضرت معاویہؓ نے یہاں کے بعض یہودیوں کی جائیداد خریدی تھی۔1 اس سے زیادہ یہاں کے یہودیوں کے وجود سے متعلق کچھ معلوم نہیں ہوسکا۔

تبالہ و جرش:

تبالہ و جرش طائف کے جنوب میں واقع ہیں' تاریخوں میں ہے کہ ان بستیوں میں بھی عربوں کے ساتھ اہل کتاب آباد تھے' یہ بصراحت معلوم نہیں ہوسکا کہ اہل کتاب سے یہود و نصاریٰ دونوں مراد ہیں یا صرف یہود' لیکن ہمارا قیاس ہے کہ دونوں مراد ہیں' اور دونوں آباد ہوں گے' اس لیے کہ اکثر مرکزی مقامات میں دونوں کے آباد ہونے کا پتہ چلتا ہے' جیسا کہ مقنا اور بحرین کے سلسلہ میں ذکر آچکا ہے۔

یہ بہت ہی قدیم اور زرخیز بستیاں تھیں' اور خصوصیت سے تبالہ کے بارے میں تو یاقوت نے لکھا ہے'' اس کی زرخیزی ضرب المثل ہے۔''2

10ھ میں یہاں کے عرب باشندوں نے تو اسلام قبول کرلیا۔ لیکن اہل کتاب اپنے دین پر قائم رہے۔ اور انھوں نے جزیہ دینا قبول کیا' آنحضرتﷺ نے یہاں کی امارت پر حضرت سفیانؓ کا تقرر فرمایا تھا۔3

یہودیوں کی ان یکجا آبادیوں کے علاوہ عرب کے مختلف قبائل میں ایک ایک دو دو اشخاص ملتے ہیں جنھوں نے یہودیت قبول کرلی تھی۔ اور بعض ایسے عربی قبائل کا بھی پتہ چلتا ہے جو پورے کے پورے دائرۂ یہودیت میں داخل ہوگئے تھے' مثلاً حمیر' بنو کندہ' بنو کنانہ' بنو الحارث' قضاعہ' غسان اور جذام کے بعض خاندانوں میں بھی یہودیت تھی۔4

---

1. معجم البلدان ج2' ص 256
2. فتوح البلدان' ص 66
3. معارف ابن قتیبہ ص 266
4. یعقوبی ج 1 ص 298

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہودی قبائل اور ان کی آبادیوں کا ذکر اس وسعت کیساتھ اس لیے کیا گیا ہے کہ یہ معلوم ہوجائے کہ جزیرۂ عرب کے اندر جتنے بھی تجارتی' زراعتی' سیاسی' مرکزی مقامات تھے' تقریباً ان سب پر یہودیوں کا قبضہ تھا۔ یا کم ازکم وہاں ان کا اثر و رسوخ تھا' دوسرے آئندہ جو مباحث آنیوالے ہیں ان میں بھی اس تفصیل سے واقعات کے سمجھنے میں بہت کافی مدد ملے گی۔

اسلام سے پہلے عربوں اور یہودیوں کے تعلقات اور اس کی نوعیت:

جزیرۂ عرب میں یہودیوں کی آمد اور ان کی آبادیوں کی جو تفصیل بیان کی گئی ہے' اس سے اجمالاً عربوں اور یہودیوں کے تعلقات پر بھی روشنی پڑتی ہے' مگر پھر بھی اس سلسلہ میں مزید تفصیل کی ضرورت ہے' تاکہ ان کے تعلقات کی تمام جہتیں اور ان کی نوعیتیں پورے طور سے سامنے آجائیں۔

اسلام سے پہلے عربوں اور یہودیوں میں گوناگوں معاشرتی اور تمدنی تعلقات تھے' مگر ان کے باوجود ذہنی طور پر ان میں ایک طرح کی اجنبیت اور مغائرت بھی موجود تھی' مگر وہ وطنی اور معاشرتی نہیں تھی' بلکہ معاشی اور مذہبی تفوق یا افضلیت و مفضولیت کی تھی۔

یہود دین الٰہی کے ماننے والے اور صحف سماوی کے حامل تھے' پھر اسی کے ساتھ ان کو پورے جزیرہ میں معاشی غلبہ بھی حاصل تھا' اس لیے وہ عام عربوں کے مقابلہ میں اپنے کو افضل اور بہتر سمجھتے تھے۔

غالباً اسی تفوق پسندی ہی کا نتیجہ تھا کہ یہود خالص عرب آبادی میں بہت کم آباد تھے۔ اور جہاں عربوں کے ساتھ وہ آباد بھی تھے' تو وہاں انھوں نے اپنا تفوق قائم رکھنے کے لیے کوئی نہ کوئی امتیاز بھی باقی رکھا۔ یہودی آبادیوں کے نقشے پر آپ نظر ڈالیں گے تو عاجز کے اس خیال کی پوری تائید ہوگی۔

مگر چونکہ ان کو پورے جزیرہ میں عددی اکثریت حاصل نہیں تھی' اور دوسرے ان کے تجارتی اسباب و سامان اور زراعتی پیداوار و حاصلات کی منڈی زیادہ تر عرب ہی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آبادیاں تھیں' اس لیے وہ عربوں سے بالکل منقطع اور بے تعلق ہو کر نہیں رہ سکتے تھے' یہی وجہ ہے کہ اس تفوق کے باوجود انھوں نے ہمیشہ عربوں سے اپنے تعلقات استوار رکھنے کی کوشش کی۔ جیسا کہ ہر تجارت پیشہ اور کاروباری قوم کا شیوہ ہوتا ہے' اسی کے مقابلہ میں عام اہل عرب مذہبی اور معاشی دونوں حیثیت سے اپنے آپ کو یہود سے کمتر سمجھتے تھے' اور وہ شاید سمجھنے پر مجبور بھی تھے' اس لیے کہ ان نعمتوں سے جو یہودیوں کو حاصل تھیں' ان کا دامن قریب قریب خالی تھا۔ نہ تو ان کے پاس کوئی کتاب الٰہی تھی اور نہ معاشی حیثیت سے وہ مطمئن تھے' قریش جو تجارت میں معروف و مشہور تھے۔ اور جن کو کعبہ کے کلید بردار اور نگران ہونے کی وجہ سے سارے عرب کی سیادت ہی نہیں بلکہ پورے جزیرۂ عرب کی بے تاج کی بادشاہی بھی حاصل تھی' وہ بھی یہود کی مذہبی افضلیت و تفوق کے معترف اور ان کی معاشی برتری کے ماننے پر مجبور تھے۔

قرآن نے متعدد جگہ اس طرف اشارہ کیا ہے کہ اگر تم (اہل عرب) رسول کی سچائی ارو دین حق میں شبہہ ہو تو اہل کتاب سے پوچھ لو' حدیث و سیر کی کتابوں سے ثابت ہے کہ قریش نے متعدد بار اپنے وفود مدینہ کے یہود کے پاس اس لیے بھیجے کہ وہ آپ کی نبوت اور آپ کے صفات کتب سابقہ کی روشنی میں ان سے دریافت کریں' اسی تفوق و افضلیت ہی کا اثر تھا کہ جب لوگوں کے بچے زندہ نہیں رہتے تھے تو وہ منت مانتے تھے کہ بچہ زندہ رہ جائیگا تو اسے یہودی بنا دیں گے۔ چنانچہ مدینہ میں اس طرح کے بہت سے جدید الیہودیہ افراد موجود تھے۔[1] تفصیل آگے آئے گی۔

معاشی حیثیت سے بھی یہود کو عربوں پر عام طور سے تفوق حاصل تھا' مدینہ کی بیشتر عرب آبادی ان کی مقروض تھی' خیبر کا بھی یہی حال تھا' وہاں وہ عربوں سے مزدوری کراتے تھے' جس وقت خیبر فتح ہوا ہے۔ اس وقت بہت سے عرب خدمت گار ان کے پاس موجود[2] تھے۔ قریش جو پورے عرب میں ممتاز اور صاحب ''رحلۃ الشتاء والصیف'' تھے وہ بھی شادی بیاہ کے موقع پر خیبر کے یہودیوں سے زیوات کرایہ پر

1 ابوداؤد ج 2 'ص 9 کتاب الجہاد۔

2 ابن ہشام وغیرہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیجاتے تھے‘ ایک مرتبہ اسی طرح کے مستعار زیورات گم ہوئے تو قریش نے یہودیوں کو دس ہزار دینار ہرجانہ ادا کیا۔1 .

کہنا یہ ہے کہ اسلام سے پہلے عربوں اور یہودیوں میں باہم معاشی اور معاشرتی تعلقات تھے‘ اور باوجود تفوق و مذہبی مغایرت کے جنگ وغیرہ کے مواقع پر اپنے مصالح کے ماتحت عربی قبائل سے وہ تحلیف و معاہدہ کرتے تھے۔ اوراس میں شریک ہوتے تھے۔

مدینہ کے مشہور عربی قبائل اوس و خزرج میں جتنی لڑائیاں2 ہوئیں‘ ان میں وہاں کے یہودی قبائل کسی نہ کسی کے حلیف تھے‘ اسی طرح خیبر کے یہودیوں سے آس پاس کے تمام قبائل سے معاہدۂ جنگ تھا‘ چنانچہ اسلامی غزوات کے مواقع پر انھوں نے اس حلف و معاہدہ سے پورا فائدہ اٹھایا۔3

یہی نہیں بلکہ بعض عربی قبائل اور یہودیوں میں شادی بیاہ کے رشتے بھی شروع ہوگئے تھے‘ کعب جو یہود مدینہ کا اشعر الشعرء اور سب سے بڑا دشمن اسلام تھا‘ اس کا باپ اشرف قبیلہ طے اور بعض رواتوں میں ہے کہ بنونبہان سے تھا۔ جس نے مدینہ میں آکر اپنا اثر و رسوخ پیدا کیا‘ اور سردار بنونضیر ابورافع کی لڑکی سے شادی کرلی تھی۔4 اس طرح مدینہ کے یہود اور عربی قبائل میں بھی غالبًا اسی قسم کے تعلقات تھے‘ اور خصوصیت سے وہ قبائل جو جدید الیہود5 تھے۔

ظہور اسلام سے پہلے یہود اور عرب کے ایک دوسرے پر تمدنی اور معاشرتی اثرات:

یہ جواب تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ عرب اسلام سے پہلے دنیا سے بالکل منقطع

---

1 السیر اکلیر جلد 1 ص 186 تقریبا 25ہزار روپے ہوئے۔

2 مثلاً جنگ فجار اور جنگ بعاث وغیرہ

3 مثلاً غزوۂ بدر‘ غزوۂ خندق‘ غزوۂ خندق‘ غزوۂ خیبر وغیرہ۔

4 زرقانی ج2‘ ص 9

5 ان قبائل کا ذکر آچکا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں ہوگئے تھے' بلکہ دنیا کے دوسرے ملکوں سے ان کا ہمیشہ واسطہ رہا' اور دنیا کی مختلف قوموں کے تمدنی اور مذہبی اثرات بھی ان پر پڑے تھے' اسی طرح ان ملکوں اور قوموں پر بھی انھوں نے اپنے اثرات ڈالے جن سے ان کا واسطہ رہا یا جو جزیرۂ عرب میں آباد تھیں۔

یہود ایک قدیم قوم تھی' جو دنیا کے ہر خطہ میں آباد تھی۔ خصوصیت سے عراق' ایران' مصر' یونان اور شام کے علاقہ میں ان کی کثیر آبادی تھی' لیکن اس قدامت کے باوجود ان کی قسمت میں زیادہ تر ہجرت ہی مقدر تھی' یا ان کی طبیعت ہی ایسی واقع تھی کہ کسی ایک جگہ جم کر نہیں رہ سکتے تھے' جو بات بھی ہو' بہرحال ایسا ضرور ہوا کہ وہ جہاں بھی آباد ہوئے وہاں سے انھیں ہجرت ضرور کرنی پڑی' اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کو دنیا کی مختلف قوموں اور ان کے تمدنوں اور تہذیبوں سے واسطہ پڑا' کسی کو کچھ دیا اور کسی سے کچھ لیا۔

عرب میں جو یہود آباد تھے' جیسا کہ ہم نے اوپر ذکر کیا ہے کہ ان کی اکثر آبادی باہر سے اور خصوصیت سے شام و فلسطین کے علاقوں سے ہجرت کرکے آئی تھی' ظاہر ہے کہ وہ جب یہاں آئے تو ان ملکوں اور قوموں کے تمدنی اور مذہبی اثرات بھی اپنے ساتھ لائے' جن سے ان کا واسطہ رہ چکا تھا' اور چونکہ یہ جزیرۂ عرب کے ہر خطہ میں آباد تھے' اس لیے انھوں نے پورے جزیرہ کی عرب آبادی کو اس سے کم و بیش متاثر کیا' لیکن یہ اثرات صرف ایک ہی طرف سے نہیں' ہر دو طرف سے پڑے تھے' بلکہ بعض حیثیتوں سے تو عربوں کے اثرات ان پر زیادہ معلوم ہوتے ہیں' اسی بنا پر بعض مستشرقین نے یہ رائے قائم کرلی کہ جزیرۂ عرب کے یہود دنیا سے بالکل منقطع ہوچکے تھے۔ اور ان میں یہودی خصوصیات باقی نہیں رہ گئی تھیں' اور بعض نے یہ خیال قائم کرلیا کہ جزیرہ عرب کے یہود باہر سے ہجرت کرکے سرے سے آئے ہی نہیں تھے۔

اب ہم مختصر طور سے یہود کے اثرات کا ذکر کرتے ہیں جس کے ضمن میں عربوں کے بعض بعض اثرات کا ذکر بھی آئے گا' اوپر ذکر آچکا ہے کہ یہود کو عربوں پر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مختلف حیثیتوں سے تفوق حاصل تھا' جس کا عرب بھی اعتراف کرتے تھے' اور بہت سے معاملات میں انہی کی اقتداء کرتے تھے' ابن عباسؓ کے اثر سے بھی اس پر روشنی پڑتی ہے' وہ فرماتے ہیں:

کان هذا الحی من الانصار و هم اهل وثن مع هذا الحی وهم اهل الکتاب' فکانوا یرون فضلا علیهم فی العلم و کانوا یقتدون فی کثیر من نعلهم (ابو داؤد)

یہ انصار کے قبائل اہل کتاب کے قبائل کے ساتھ آباد تھے' انصار ان کو علم و فضل میں اپنے سے افضل سمجھتے تھے۔ اور اکثر معاملات زندگی میں ان کی اقتداء کرتے تھے۔

یہود کے پیشے:

جزیرۂ عرب میں جہاں بھی یہود آباد تھے۔ عموماً ان کے خاص تین پیشے تھے۔ زراعت' تجارت اور صنعت و حرفت۔

زراعت:

بعض مستشرقین کا خیال ہے کہ زراعت میں یہود عربوں کے استاد تھے[1]۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ عرب یہود کی آمد سے پہلے زراعت کرنا نہیں جانتے تھے' اور یہود نے اگر ان کو سکھایا۔ بلکہ انھوں نے زراعت کے نئے نئے طریقے' اور اس کے لیے جدید قسم کے آلات عربوں کو بتائے۔ اور بعض نئے قسم کے پودوں اور درختوں سے ان کو آگاہ کیا۔[2] جن سے پہلے یہاں کے لوگ واقف نہیں تھے' اسی طرح یہودیوں کو پرندوں اور جانوروں کے پالنے کا بھی شوق تھا۔[3]

حجاز کے یہود عموماً شام و فلسطین سے آئے تھے' جہاں کی زمین زرخیزی اور زراعت کی موزونیت کے لحاظ سے ضرب المثل تھی۔ اس لیے وہاں سے آنے والے یہودیوں نے اگر عربوں کو نئے طریقہ زراعت سے آگاہ کیا تو اس میں تعجب کی کوئی

1. تاریخ الیہود ص 18:17
2. ابن ہشام بحوالہ تاریخ الیہود
3. فتوح البلدان ص 27 اور 28

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بات نہیں ہے' پھر شام کی سرزمین کو صحف قدیم میں تین و زیتون کی [1] زمین کہا گیا ہے' بہت ممکن ہے کہ یہ اور اسی قسم کے اور دوسرے درخت بھی یہودیوں کے ذریعہ جزیرہ میں آئے ہوں۔

لیکن جانوروں کے پالنے کا شوق تو اس میں دونوں شریک ہیں' بلکہ کہنا چاہیے کہ یہودیوں سے کہیں زیادہ عربوں میں تھا' اس لیے کہ جزیرۂ عرب کی بیشتر آبادی کامدار زندگی جانورں کے دودھ ہی پر تھا۔ دوسرے وہاں کی زیادہ تر آبادی خانہ بدوش تھی' جن کو ایک جگہ سے دوسری جگہ جانے اور اسباب لیجانے کے لیے بھی جانوروں کی ضرورت ہوتی تھی' یہ بات ضرور ہے کہ عرب زیادہ تر نقل و حمل اور دودھ اور غذا کے لیے جانوروں کی پرورش کرتے تھے' ہوسکتا ہے کہ زراعت اور اس کی سیرابی وغیرہ کے لیے جانوروں کی پرورش اور ان کا گوناگوں استعمال عربوں نے یہود سے سیکھا ہے۔

تاریخ الیہود کے مصنف نے ابن ہشام کے حوالہ سے لکھا ہے کہ بعض یہود مرغیاں بھی پالتے تھے' مگر مجھے ابن ہشام میں یہ واقعہ نہیں مل سکا' اگر یہ صحیح ہے تو یہ یہود کی خصوصیت تھی۔

تجارت:

ظہور اسلام کے وقت اور اس سے بہت پہلے سے یہود اور عرب دونوں جزیرہ میں اور جزیرہ کے باہر تجارت کرتے نظر آتے ہیں۔ اور خصوصیت سے قریش تو اس حیثیت سے پورے عرب میں ممتاز تھے۔ اس لیے ان میں سے کسی ایک کو مقدم یا مؤخر کرنا بہت دشوار ہے۔ تاہم یہ صحیح ہے کہ یہود کئی سو برس قبل مسیح سے تجارت کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ اور جہاں بھی وہ رہے۔ یہ پیشہ ان کے ساتھ رہا جزیرۂ عرب میں آئے تو یہاں بھی انھوں نے یہی پیشہ اختیار کیا' جیسا کہ ہم اوپر ذکر کرچکے ہیں' دوسرے اپنی سکونت و رہائش کے لیے بھی انھوں نے یہی پیشہ اختیار کیا' جیسا کہ ہم اوپر

---

[1] انجیل اور زیتون قرآن نے بھی سورہ تین میں ان چیزوں کا تذکرہ کیا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذکر کر چکے ہیں' دوسرے اپنی سکونت و رہائش کے لیے بھی انھوں نے خاص طور سے جزیرہ کے ان ہی خطوں اور علاقوں کو پسند کیا' جن میں پہلے سے کچھ زرعی و کاروباری صلاحیت موجود تھی' بخلاف اس کے عربوں کی عام بستیوں اور آبادیوں کو اس طرح کی کوئی خصوصیت حاصل نہیں تھی' ہاں مکہ کو کعبۃ اللہ اور بیت الحرام کی وجہ سے دینی اہمیت و مرکزیت ضرور حاصل تھی' اور اسی کی کشش دور دور سے لوگوں کو یہاں کھینچ لاتی تھی' اور اس طرح وہ سال کے کچھ مہینوں میں تجارتی منڈی بن جاتا تھا' لیکن بذات خود اس میں کوئی زرعی یا تجارتی صلاحیت نہیں تھی' اور اسی لیے رب کعبہ نے اس کو قرآن پاک میں وادی ''غیر ذی زرع'' سے تعبیر کیا ہے۔

پورے حجاز میں طائف اور مدینہ دو ایسے مقامات تھے' جنھیں تجارتی اور زرعی اہمیت بھی حاصل تھی' اور جہاں عربوں کی عددی اکثریت بھی تھی' اور یہود اقلیت میں تھے' مگر وہاں کی تجارت و زراعت پر یہودی ہی چھائے ہوئے تھے۔ ان دونوں مقامات کا تذکرہ اوپر آچکا ہے۔

یہ وجوہ ہیں' جن کی بنا پر ہمارا قیاس ہے کہ یہ پیشہ عربوں میں یہودیوں ہی کے ذریعہ آیا ہوگا۔

تجارتی بازار:

عربوں کی ہر مشہور بستی میں چھوٹے بڑے میلے اور بعض جگہ ہفتہ وار بازار لگتے تھے[1]' ان کے علاوہ سال میں بعض اور بھی بڑے بڑے بازار اور میلے لگتے تھے۔ جہاں یہود کی شرکت کی تصریح کم ملتی ہے' مگر وہ ان میں شریک ضرور ہوتے ہوں گے' اس لیے کہ جزیرہ عرب کے 20 مشہور شہروں میں سے تقریباً دس' گیارہ شہروں میں یہود کا معاشی و اقتصادی غلبہ تھا' محمد بن حبیب نے لکھا ہے کہ بحرین اور دومۃ الجندل میں جہاں یہود آباد تھے۔ دو مشہور میلے لگتے تھے[2]' یقیناً ان میلوں میں ان کی موثر

1. نظام حکمرانی ڈاکٹر حمید اللہ ص 234
2. کتاب المحبر ص 157

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شرکت ہوتی ہوگی' مدینہ میں ایک بازار سوق بنی قینقاع تو یہود کے مشہور قبیلہ قینقاع ہی کے نام سے مشہور تھا جس کا تذکرہ سیر کی کتابوں میں موجود ہے۔

سامان تجارت:

سامان تجارت میں عموماً غلے' کھجوریں' اسلحے اور کپڑے وغیرہ ہوتے تھے' جنہیں یہ بیچنے کے لیے باہر لے جاتے تھے' بعض حصوں کے یہود مچھلی کی بھی تجارت کرتے تھے' مثلاً مقنا کے یہودیوں سے آنحضرت ﷺ نے جو معاہدہ کیا تھا' اس میں جو چیزیں بطور ٹیکس لینا طے پائی تھیں ان میں مچھلیاں بھی تھیں۔1

ظہور اسلام کے وقت جزیرہ سے باہر یہود سے زیادہ عرب اور ان میں بھی خصوصیت سے اہل مکہ ہم کو تجارتی سفر کرتے نظر آتے ہیں' ہم نہیں کہہ سکتے کہ یہود جن کا قدیم زمانہ سے عرب سے باہر بھی کاروبار تھا' اور جن کا ایک فرد ابورافع یہودی آخری دور میں بھی' بہت زیادہ مشہور تھا' یہاں تک کہ اس کا لقب ہی تاجر الحجاز والشام پڑ گیا تھا2' ظہور اسلام کے وقت دفعۃً ان کی برآمدی تجارت کیوں کم ہوگئی' اور ان کا کاروبار اندرون ملک تک کیوں محدود ہو کر رہ گیا۔

اسی کے ساتھ یہ بھی قابل ذکر امر ہے کہ پورے جزیرۂ عرب میں ربوٰ یعنی سود خوری کا بھی رواج تھا جس میں یہود و نصاریٰ' اور مشرکین عرب سب برابر کے شریک تھے۔ خصوصیت سے اہل طائف سودی کاروبار میں زیادہ مشہور تھے۔ معجم البلدان میں ہے:

کانوا اصحاب ربا3 — اہل طائف بڑے سود خوار تھے۔

مشرکین عرب اگر سودی کاروبار کرتے تھے' تو کچھ زیادہ تعجب خیز نہیں ہے' لیکن یہود و نصاریٰ کی سود خواری البتہ حیرت انگیز ہے کہ وہ صاحب شریعت اور اہل

1۔ فتوح البلدان ذکر مقنا

2۔ تاریخ الخمیس ج 2 ' ص 12 ' صحیح بخاری باب قتل النائم والمشرک

3۔ فتوح البلدان ص 48:46

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتاب تھے' اور قرآن کی تصریح ہے کہ ان کو جہاں اور بہت سی باتوں پر ملامت کی گئی تھی' اور ان کو ان سے روکا گیا تھا' ان میں ایک سود بھی تھا' مگر وہ باز نہ آئے۔

واکلهم الربو وقدنهوا عنه — اور ان کے سود لینے کی وجہ سے (ملامت کی گئی) حالانکہ وہ اس سے روکے گئے تھے۔

البتہ عربوں کا خیال تھا کہ ربا بھی ایک قسم کی تجارت ہے۔ قرآن میں ہے۔

قالو انما البيع مثل الربو — ان لوگوں نے کہا کہ بیع مثل ربا کے ہے۔

بہرحال یا تو یہ لعنت یہود کے ذریعہ عربوں میں آئی' یا عربوں کے اثر سے یہود اس میں مبتلا ہوئے' دونوں باتوں کا امکان ہے۔

لیکن سورہ مائدہ میں جہاں یہود کے ان معائب کو جو بہت قدیم زمانہ سے ان میں موجود تھے تذکرہ ہے' ان میں ایک سود خواری بھی ہے' جس سے معلوم ہتا ہے کہ بہت قدیم زمانہ سے وہ اس میں مبتلا تھے' اس کے برخلاف عربوں کی تجارت کی تاریخ بہت زیادہ قدیم نہیں ہے' اس لیے غالب گمان یہ ہے کہ اس طریق تجارت کو یہود ہی نے یہاں فروغ دیا ہوگا' جس کا ایک ثبوت یہ ہے کہ ربوٰ کا جتنا عام رواج یہود میں تھا اور اس کی جتنی سخت سے سخت شرطیں وہ مقرر کرتے تھے' عرب اس میں ان سے پیچھے تھے۔

رہن دارتہان کا طریقہ بھی یہود اور عرب دونوں میں رائج تھا' خصوصیت سے مدینہ اور خیبر کے یہودیوں میں یہ بہت عام تھا' یہ بھی سود خواری ہی ایک ایک شاخ تھی' مگر اس کو بھی وہ ایک قسم کی تجارت سمجھتے تھے۔

صنعت و حرفت:

صنعت و حرفت کا رواج اگرچہ جزیرۂ عرب کے تمام باشندوں میں تھا' مگر یہود اس میں بہت ممتاز تھے' اور وہ عموماً کپڑے' اسلحے اور سونے اور لوہے کا کام کرتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے اور بعض حصوں کے یہودیوں میں لکڑی کی صنعت [1] بھی تھی‘ روئی کی کتائی اور کپڑے کی بنائی میں مردوں کے ساتھ عورتیں بھی حصہ لیتی تھیں‘ یثرب کے یہودیوں میں تو کپڑے کی صنعت بہت کم تھی‘ مگر مقنا‘ دومتہ الجندل اور یمن کے یہودی اس میں بڑی مہارت رکھتے تھے [2]‘ اسلحہ سازی یہود کا خاص پیشہ تھا‘ یہود جس جگہ بھی آباد تھے یہ صنعت ان میں موجود تھی‘ مدینہ میں بنو قینقاع اور خیبر کے یہودی اس میں بہت ممتاز تھے‘ اس زمانہ کے ہر قسم کے مروج اسلحے مثلاً تلوار‘ نیزے‘ ڈھال‘ خود زرہ وہ تیار کرتے تھے‘ خیبر کے یہود تو شاید منجنیق تک جو اس وقت کا سب سے ترقی یافتہ اسلحہ تھا‘ تیار کرتے تھے‘ غزوہ خیبر میں انھوں نے مسلمانوں کے خلاف اسے استعمال بھی کیا تھا‘ کیا عجب ہے کہ مسلمانوں کو منجنیق یہیں سے ہاتھ لگی ہو‘ جس کو انھوں نے بعد میں طائف وغیرہ کی جنگ میں استعمال کیا۔

اس صنعت کی وجہ سے یہود اپنے کو دفاعی حیثیت سے بہت زیادہ مضبوط اور مامون تصور کرتے تھے‘ اور اس کی وجہ سے ان میں ایک قسم کا غرور و تکبر بھی پیدا ہوگیا تھا‘ چنانچہ بنو قینقاع نے آنحضرت ﷺ سے بطور تحدی کے کہا تھا کہ ہم سے مقابلہ ہوگا تو معلوم ہوگا۔

فن تعمیر میں بھی عربوں کے مقابلہ میں یہود زیادہ ترقی یافتہ تھے‘ مدینہ اور خیبر کے یہودیوں کے بعض مکانات اور قلعوں کے نشانات اب بھی باقی ہیں‘ جو ان کے ذوق تعمیر کی شہادت دیتے ہیں۔

عربی ادب میں یہود کا حصہ:

یہود کی مادری زبان عبرانی تھی‘ مگر جزیرۂ عرب میں آکر ان کی زبان رفتہ رفتہ بالکل عربی ہوگئی تھی‘ ان میں عبرانی زبان مذہبی حیثیت سے اب بھی باقی تھی‘ جس کو ان کے علماء و احبار جانتے تھے‘ اس میں ان کی مذہبی کتابیں تھیں‘ اور اسی زبان میں وہ ان کی تلاوت کرتے تھے‘ مگر عوام شاید اس قدر بھی عبرانی نہیں جانتے تھے۔

---

1 ابن سعد ج 2 ‘ ص 28 ‘ فتوح البلدان ص 67و 68

2 فتوح البلدان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لایعلمون الکتاب الا امانی ان میں بعض ہیں جو کتاب کا علم نہیں رکھتے مگر صرف خواہشات۔

بخلاف اس کے ان کی روزمرہ کی زبان اور ان کی شاعری کی زبان عربی تھی' اور اسی میں وہ کاروبار اور معاہدۂ صلح و جنگ کرتے تھے۔ یہ ضرور ہے کہ عبرانی زبان کی سینکڑوں ترکیبیں' مذہبی اصطلاحیں اور تمدنی و معاشرتی الفاظ ان کی زبان پر چڑھے ہوئے تھے۔ جو ان کے ذریعہ عربی زبان میں داخل ہوئے' خود قرآن مجید میں ایسے متعدد الفاظ موجود ہیں' جن کے متعلق مفسرین نے لکھا ہے کہ عبرانی زبان سے عربی میں آئے ہیں۔

مثلاً خبر کا لفظ عربی ادب اور خود قرآن میں مستعمل ہے' عبرانی میں ابتداء اس کے معنی رفیق کے تھے' پھر یہ گروہ اور مذہبی فرقہ کے معنی میں مستعمل ہونے لگا۔ اس سے بعد عالم کے معنی میں استعمال ہوا' اور اس وقت عربی زبان میں اسی معنی میں مستعمل ہے۔ اسی طرح نسیئ کے لفظ کے متعلق بعض مستشرقین نے لکھا ہے کہ عبرانی لفظ ہے عبرانی میں اناسی (دن N) اس شخص کو کہتی ہیں جو مہینوں کو مقدم و موخر کرتا تھا' عربی مورخین لکھتے ہیں کہ عربوں میں نسیئ کا رواج سب سے پہلے بنو کنانہ میں شروع ہوا1۔ اوپر ذکر آچکا ہے کہ بنو کنانہ میں یہودیت موجود تھی' اس لیے ممکن ہے کہ یہ طریقہ انھوں نے یہودیوں سے سیکھا ہو' اور پھر عربوں میں اس کو رواج دیا ہو' اس خیال کی تائید مقریزیؒ اور بیرونیؒ کے بیان سے بھی ہوتی ہے' انھوں نے لکھا ہے کہ عمل کبیسہ اہل عرب نے یہود سے دو سو برس قبل اسلام سیکھا تھا۔2

لفظ آطام کے متعلق بھی بحث ہے کہ یہ خالص عربی لفظ ہے' یا عبرانی' اس لفظ کے جتنے عربی مشتقات ہیں ان سب میں ارتفاع' بلندی' حفاظت اور بند کرنے کے معنی پائے جاتے ہیں3' جو اس بات کی دلیل ہے کہ یہ عبرانی سے عربی میں آیا ہے' اس لیے

1۔ ابن ہشام جلد 1 صفحہ 45

2۔ تاریخ الیہود بحوالہ الآثار الباقیہ

3۔ دیکھئے لفظ اطم لسان العرب ج 14

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ عربی میں اطم تقریباً ان ہی مذکورہ معنوں میں مستعمل ہے' ظہور اسلام کے وقت یہ لفظ عام طور پر قلعون اور اونچے ٹیلوں کے معنی میں بولا جاتا تھا' مگر یہود خصوصیت سے اطم کو قلعہ کے علاوہ ان مقامات کے لیے بھی استعمال کرتے تھے جن میں وہ جمع ہو کر مشورہ کرتے تھے' یہ لفظ زیادہ تر شمالی حجاز میں مستعمل تھا' عرب کے دوسرے حصوں میں اس کا استعمال شاید نہیں تھا' اور اگر تھا تو بہت کم جو اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ یہود کے ذریعہ یہاں آیا' ان وجوہ کی بنا پر اسے عبرانی کہنا زیادہ صحیح ہے۔

امام سیوطیؒ نے قرآن کے ان جملوں کو عبرانی سے ماخوذ بتایا ہے۔

کف عنھم سیاتھم' اس کے معنی عبرانی میں **محاعنھم** ہیں' **اخلد الی الارض** کے معنی عبرانی میں رکن ہیں' **انا ھدنا الیک** کے معنی **شبنا الیک** ہیں۔

ان الفاظ کو بھی عبرانی الاصل بتایا گیا ہے۔

رُمْزَ' مَرْقُوْم' اَوَّاہ' یَم' حِطَّۃ' اَسْبَاط' رَاعِنَا' بَعِیر' لِنیۃ' قِیسیس ابلیس' جھنم' شیطان۔

ان میں بعض لفظ ایسے ہیں جن کے ساتھ ایک دینی اصطلاح اور ایک تاریخ وابستہ ہے' ظاہر ہے کہ ان اصطلاحوں اور ان واقعات کی تفصیل سے زیادہ تر یہود ہی واقف تھے' اس لیے اہل عرب ان کے متعلق سوالات کرتے ہوں گے' اور وہ ان کی تشریح کرتے ہوں گے جس سے کتنے نئے واقعات اور کتنے نئے تصورات' کتنے جدید الفاظ سے عربی زبان کا دامن مالا مال ہوتا ہوگا اسی بنا پر اہل عرب یہود کے بارے میں کہتے تھے۔

لکم علم لیس لنا۔ 1 — تم لوگوں کے پاس علم ہے جس سے ہم بے بہرہ ہیں۔

تحریر کا رواج:

اس سلسلہ میں بحث بھی آتی ہے کہ عربی تحریر کا رواج سب سے پہلے کس کے ذریعہ ہوا؟ صاحب فتوح البلدان نے عربی خط پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے کہ

---

1 ابن ہشام بحوالہ تاریخ' الیہود ص 87

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سب سے پہلے قبیلہ طے کے چند افراد نے عربی خط ایجاد کیا۔ اور اس کے حروف تہجی کی بنیاد انھوں نے سریانی زبان پر رکھی' اس کے بعد ان سے اہل انبار نے اور اہل انبار سے اہل حیرہ نے سیکھا' پھر اہل حیرہ سے دومتہ الجندل کے حکمران بشر بن عبدالملک نصرانی نے سیکھا' اور اسی نے اس کو مکہ میں رواج دیا۔1 پھر آگے لکھا ہے کہ قبیلہ طے کے ان ہی افراد سے بنو کلب اور اہل وادی القریٰ نے بھی عربی تحریر سیکھی2۔

اس بیان سے اتنا تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ عربوں ہی کی ایجاد ہے۔ مگر اس کی ایجاد کا جو زمانہ اس میں بیان کیا گیا ہے وہ ظہور اسلام سے کچھ ہی پہلے کا ہے' حالانکہ عربی خط کی تاریخ اس سے قدیم ہے۔

معجم البلدان کا ایک دوسرا بیان یہ ہے:

كان الكتاب (الكتابة) بالعربية في الاوس واطرزج قليلا وكان بعض اليهود قد علم كتاب العربية وكان تعلمه الصبيان بالمدينة في الزمن الاول3 .

قبیلہ اوس اور خزرج کے لوگ عربی میں لکھنا پڑھنا بہت کم جانتے تھے' مدینہ کے بعض یہود نے بہت قدیم زمانہ سے عربی میں لکھنا پڑھنا سیکھ لیا تھا' اور اپنے بچوں کو بھی اس کی تعلیم دیتے تھے۔

اسی بیان کو سامنے رکھ کر تاریخ الیہود کے مصنف نے لکھا ہے کہ:

ان یهود یثرب کا نوا اساتذة

یثرب کے یہود عربی تحریر میں عربوں کے استاد تھے۔

بلاذریؒ کے بیان سے یہ تو نہیں معلوم ہوتا کہ پورے جزیرۂ عرب میں یہود کے ذریعہ عربی تحریر کا رواج ہوا' مگر اتنی بات ضرور ثابت ہوتی ہے کہ شمالی حجاز میں یہود ہی کے ذریعہ اسے فروغ ہوا' یہ قرین قیاس بھی ہے' اس لیے تحریر کی ترویج و ترقی تمدن و حضارت کے سایہ میں ہوتی ہے' اور وہ اہل عرب میں مفقود تھی' بخلاف یہود کے وہ عربوں کے مقابلہ زیادہ متمدن تھے پھر ان کو تجارتی کاروبار میں بھی اس کی ضرورت

---

1 فتوح البلدان ص 78

2 ایضاً 3 فتوح البلدان 379

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پڑتی رہی ہوگی۔ ظہور اسلام کے وقت مکہ اور مدینہ میں جو چند پڑھے لکھے لوگ ملتے ہیں وہ خود اس بات کا ثبوت ہے کہ تمدنی ضروریات نے انھیں لکھنے پڑھنے پر مجبور کیا۔ ورنہ اس سے پہلے یہ چیز ان میں ناپید تھی۔1

شعر و شاعری:

شعر و شاعری اہل عرب کے خمیر میں تھی، اس کا چرچا ہر محفل اور ہر گھر میں تھا۔ اس کے ذریعہ بڑے بڑے معرکے سر ہوتے تھے، اور اسی کے سہارے قبیلوں اور خاندانوں کی سیادت و قیادت ملتی تھی۔ جزیرہ میں جتنی قومیں آباد تھیں، یہودی، نصرانی یا مجوسی، وہ سب عربوں کے شعر و شاعری سے متاثر ہوئیں اور انھوں نے خود بھی اس میں حصہ لیا، اور اس طرح سے عربوں کے بہت سے اخلاق و عادات اور تصورات غیر محسوس طور پر ان میں درج پا گئے۔

جزیرۂ عرب کے یہود میں متعدد خطباء و شعراء پیدا ہوئے، ابن سلام نے طبقات الشعرا میں ان کا تذکرہ کیا ہے، مگر ان میں کسی قدیم شاعر کا نام نہیں ہے۔ ان میں بیشتر ظہور اسلام کے وقت موجود تھے۔ یا اس سے پہلے کچھ پہلے گزر چکے تھے۔ ان کے نام یہ ہیں۔

(1) سموئل بن عادیا۔ یہ یہود کے صاحب دیوان اور فحول شعراء میں تھا۔ اس کا دیوان الاب شیخو صاحب المنجدؒ نے بڑے اہتمام سے چھپوایا ہے2، اس کا زمانہ ظہور اسلام سے کچھ پہلے ہے۔ اسی کے لڑکے حضرت رفاعہؓ صحابی ہیں، جن کا تذکرہ اس کتاب میں موجود ہے۔

(2) رافع بن الحقیق۔ قبیلہ بنونضیر سے اس کا تعلق تھا، اس نے اسلام کے خلاف اپنے اشعار میں بہت زہر افشانی کی ہے، سیرت اور طبقات کی کتابوں میں اس کے بہت سے اشعار موجود ہیں۔

---

1 اس کی تفصیل کا موقع نہیں، ورنہ اس کے دلائل پیش کیے جاتے۔

2 اس کے یہودی یا نصرانی ہونے کی بحث کتاب میں موجود ہے اس لیے ہم یہاں نظر انداز کرتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(3) کعب بن اشرف۔ یہود مدینہ کا سب سے مشہور شاعر اور ان کا سرکردہ تھا' اس کو شاعری پر پوری قدرت تھی' اسلام سے اس کو طبعی بغض تھا' اس لیے وہ اپنے اشعار کے ذریعہ اسلام کے خلاف خوب زہر اگلتا تھا' مقتولین بدر کا مرثیہ لکھ کر اس نے قریش سے خراج تحسین وصول کیا' ادب و سیرت کی کتابوں میں اس کے مراثی اور دوسرے اشعار کثرت سے ملتے ہیں۔

ان کے علاوہ شریح بن عمران' شعبہ بن غریض' ابو قیس بن رفاعۃ' ابوالذیال' درہم بن زید وغیرہ یہودی شعرا کا تذکرہ بھی ابن اسلام نے کیا ہے' بعض یہودی شعراء کا تذکرہ اس کتاب میں بھی موجود ہے' اغانی میں ایک یہودی شاعر کا تذکرہ موجود ہے' جس نے یہودی مقتولین کا مرثیہ کہا تھا1۔ اسی طرح صاحب تاریخ الخمیس نے ایک خاتون شاعرہ عصماء کا تذکرہ کیا ہے2۔

طوالت کے خیال سے ان شعراء کے اشعار نقل نہیں کیے گئے۔ لیکن ان کے اشعار کے مطالعہ سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ عربی شاعری کی عام خصوصیت ان کی شاعری میں بھی بڑی حد تک پائی جاتی ہیں' خصوصیت سے سموئل اور کعب اس حیثیت سے بہت زیادہ ممتاز ہیں۔

شعراء یہود کی شاعری اس حیثیت سے عام عرب شعرا سے ممتاز ہے کہ ان کے اشعار میں مذہبی اصطلاحین' مذہبی تصورات' انبیاء اور کتب مقدسہ کے نام' خدا و آخرت کے تذکرے کثرت سے ملتے ہیں' جس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ان کے بہت سے تمدنی اور مذہبی تصورات شاعری کے ذریعہ بھی عربوں میں آ گئے ہوں گے۔

اجتماعی ادارے:

عربی تاریخوں سے پتہ چلتا ہے کہ بعض مقامات پر یہود کے اجتماعی ادارے بھی قائم تھے' خود مدینہ میں بیت المدارس کے نام سے ان کا ایک ادارہ تھا' جس میں ان کے احبار اور صاحب امر یکجا ہو کر آپس میں صلاح و مشورہ کرتے تھے' ممکن ہے کہ

---

1 اغانی ج 19 ص 96   2 ج 1 ص 406   3 روض الانف ج 3 ص 38

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مراسم عبادت بھی وہ یہیں ادا کرتے ہوں اور یہیں پر ان کی مذہبی کتابیں بھی محفوظ رہتی ہوں' آنحضرت ﷺ اور صحابہؓ کرام کئی بار بغرض تبلیغ یہاں تشریف لے گئے تھے3' خصوصیت سے حضرت عمرؓ کے بارے میں مذکور ہے کہ وہ اکثر ان کے مدارس میں جاتے رہتے تھے' جس کی بنا پر یہود ان سے کہتے تھے کہ ہم کو آپ سے بہت انس ہے1۔

اس کے علاوہ ان کے قلعے بھی اجتماعی کاموں میں استعمال کیے جاتے تھے' خیبر میں ان کے فوجی اور مالی دونوں الگ الگ ادارے تھے' اور ان کے علیحدہ علیحدہ ذمہ دار تھے۔

مذہبی اثرات:

اوپر ذکر آ چکا ہے کہ اہل عرب یہود کو علمی اور مذہبی حیثیت سے ممتاز سمجھتے تھے' اور بہت سے امور میں ان کی اقتدا بھی کرتے تھے' یہ بھی بیان ہو چکا ہے کہ ادب و شاعری کے ذریعہ ان کی بہت سی مذہبی اصطلاحین' الفاظ اور تصورات عربی زبان میں داخل ہوگئے تھے۔ اس سلسلہ میں حضرت سلمہؓ نے ظہور اسلام سے قبل کا ایک واقعہ جو قابل ذکر ہے۔ بیان کیا ہے فرماتے ہیں:

"میرے پڑوس میں قبیلہ بنو شہل کا ایک یہودی رہتا تھا۔ اس نے ایک دن تمام بنو شہل کو جمع کیا اور ان کے سامنے قیامت۔ بعث بعد الموت۔ حساب کتاب۔ میزان۔ جنت اور دوزخ وغیرہ کے متعلق ایک وعظ کہا۔ اور آخر میں کہا کہ یہ اہل شرک اور بت پرست لوگ موت کے بعد دوبارہ زندہ ہونے کے قائل نہیں ہیں۔ اس پر حاضرین نے کہا کہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ کیا مرنے کے بعد ہم لوگ پھر زندہ کیے جائیں گے۔ اور ہمارے اعمال کا محاسبہ ہوگا' یہودی نے پھر مجمع کو اس کے بارے میں سمجھایا مجمع نے اس سے دوبارہ مطالبہ کیا کہ وہ اس کی کوئی دلیل اور نشانی بتائے۔ اس نے کہا کہ اس سرزمین سے ایک نبی پیدا ہوں گے' اور وہ اس کے بارے میں بتائیں گے2۔

قرآن سے پتہ چلتا ہے کہ اہل عرب عام طور پر آخرت اور بعث بعد الموت

1۔ تفسیر طبری ج 1 ص 326 2۔ ابن ہشام بحوالہ تاریخ اسلام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے قائل نہیں تھے' اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اگرچہ وہ اس کے قائل تو نہیں تھے' لیکن یہود کے ذریعہ ان سے آگاہ ضرور ہوگئے تھے۔

سیر کی کتابوں سے پتہ چلتا ہے کہ یہود تین وقت کی نماز بھی پڑھتے تھے1۔ ابن الہیبان یہودی عالم جس کا تذکرہ اس کتاب میں آیا ہے۔ اس کے متعلق کتابوں میں ہے کہ وہ پانچ وقت کی نماز پڑھتا تھا2۔

نماز کے اعلان کے لیے وہ بوق3 بجاتے تھے۔ وہ روزے بھی رکھتے تھے4۔

ظاہر ہے کہ یہود کے ان مذہبی مراسم کو عرب اپنی آنکھوں سے دیکھتے رہے ہوں گے' ان میں اس کا چرچا رہتا ہوگا' اور اس کا اثر بھی ان پر پڑتا رہا ہوگا۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ جہاں جتنے زیادہ یہود آباد تھے وہاں اسی قدر ان کے اثرات بھی عربوں پر نمایاں تھے۔ مثلاً مدینہ کے عرب یہود کے رسم و رواج اور مذہبی امور سے سب سے زیادہ واقف اور متاثر نظر آتے ہیں' اور غالبًا اسی تاثر کا نتیجہ تھا کہ انصار نے بہت آسانی سے اسلام قبول کرلیا' اس لیے کہ آنحضرت ﷺ کی بعثت اور اسلام کی بنیادی تعلیمات کی حقانیت سے وہ پہلے سے آگاہ ہوچکے تھے۔ سوال یہ ہے کہ عقائد کے لحاظ سے اسلام سے اس درجہ قریب ہونے کے باوجود خود یہودیوں نے اسلام کے قبول کرنے میں کیوں تاخیر کی اور کیوں لیت و لعل سے کام لیا۔ واقعات سے پتہ چلتا ہے کہ یہود کا صالح طبقہ آپ کی نبوت اور اسلام کی حقانیت کا قائل اور اس کی قبولیت کی طرف مائل ضرور تھا۔ لیکن ان کے لیے کچھ موانع تھے' جن کی وجہ سے وہ اس سعادت ابدی سے محروم رہے' پھر بھی ان میں جو صاحب عزم اور صاحب ہمت تھے' اور ان موانع کا مقابلہ ڈٹ کر کرسکتے تھے' وہ قبول حق سے باز بھی نہیں رہے' تفصیل آگے آئے گی۔

---

1 ابن ہشام بحوالہ تاریخ الیہود

2 تاریخ الیہود ص 87'

3 سینگ کی طرح کوئی چیز ہوتی تھی

4 عام کتب حدیث

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قبائلی نظام:

اوپر یہودیوں کے علمی و تمدنی اثرات کی جو تفصیل پیش کی گئی ہے' اس سے یہ اندازہ ہوگیا ہوگا کہ یہود عربوں کے مقابلہ میں زیادہ متمدن اور صاحب علم تھے' مگر اس کے ساتھ جب ہم ان کی معاشرتی زندگی پر غور کرتے ہیں تو وہ عربوں سے کچھ مختلف نظر نہیں آتے' عربوں کی طرح وہ بھی مختلف قبائل میں بٹے ہوئے تھے' ہر قبیلہ کا ایک جدا سردار اور علیحدٰہ نظام تھا' اور صلح و جنگ کے مواقع پر وہ اپنی قبائلی مصلحتوں کے تحت ایک دوسرے سے معاملہ کرتے تھے' اسی کا اثر تھا کہ متعدد جاہلی اور اسلامی لڑائیوں میں وہ ایک دوسرے کے مقابلے میں یا ایک دوسرے کے خلاف مدد کرتے نظر آتے ہیں۔ تفصیل آگے آئے گی' اسی طرح یہود کا رہن سہن' معاشرت اور وضع و لباس وغیرہ بھی تقریباً وہی تھا جو عربوں کا تھا' ان باتوں سے اندازہ ہوتا ہے کہ عربوں کی قبائلی زندگی کا ان پر اچھا خاصا اثر پڑا تھا۔

یہود کی دینی اور اخلاقی حالت:

قرآن نے یہود کی دینی حالت اور اخلاقی معائب کا جو نقشہ کھینچا ہے اس میں دنیا کے تقریباً تمام یہود مبتلا تھے' مگر ہمارا موضوع بحث صرف جزیرۂ عرب کے یہود ہیں۔ اس لیے قرآن نے ان کے جن معائب کی نشاندہی کی ہے۔ ہم اس کی تفصیل پیش کرتے ہیں۔

دینی گمراہیاں:

تمام انبیائے کرام کی تعلیم میں یہ بات مشترک رہی ہے کہ عزت و شرافت اور آخرت کی فلاح و سعادت کا مدار اور خدا کے نزدیک محبوبیت اور مقبولیت کا معیار ایمان و عمل ہے' نہ کہ نسل و ذات۔ مگر یہودیوں کی ایک بنیادی غلطی اور گمراہی یہ تھی کہ انھوں نے شرافت و نجات کا معیار ہی سرے سے بدل دیا' اس کا مدار ایمان و عمل کے بجائے نسل و ذات پر رکھا' ان کے نزدیک یہودی گھرانے میں پیدا ہونا ہی دنیا کا سب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے بڑا شرف اور نجات آخرت کے لیے کافی تھا کہتے تھے کہ:

نحن ابناء اللہ و احباء ہٗ [1] (مائدہ)	ہم اللہ کے لڑکے اور اس کے محبوب ہیں۔

اور سمجھتے تھے کہ:

لن تمسنا النار الا ایاما معدود (بقرہ)	ہم دوزخ میں چند دن کے لیے ڈالے جائیں گے۔

ان کے بارے میں نبی ﷺ کو خطاب کرکے فرمایا گیا:

قل ان کانت لکم الدار الاخرۃ عند اللہ خالصۃ من دون الناس فتمنوا الموت ان کنتم صادقین (بقرہ)	آپ کہہ دیجئے کہ اگر تمہارے لیے (اے یہود) آخرت کی فلاح مخصوص ہے تو پھر موت کی تمنا کرکے دکھلاؤ اگر تم سچے ہو۔

دوسری جگہ قرآن نے ان کو خطاب کرکے فرمایا ہے:

قل یاأیّها الذین هادو ان زعمتم انّکم اولیاء للہ فتَمَنّوا الموت ان کنتم صادقین (جمعہ)	آپ فرمادیجئے کہ اے یہود! اگر تم کو زعم ہے کہ تم اللہ کے محبوب ہو تو موت کی تمنا کرو اگر تم سچے ہو۔

اسی غلط تصور کا نتیجہ تھا کہ ان کے نزدیک کسی بدعقیدگی' بدمعاملگی اور بداخلاقی کی کوئی اہمیت باقی نہیں رہ گئی تھی' یہودیت کی سند مل جانے کے بعد وہ سمجھتے تھے کہ ان کی کوئی برائی برائی نہیں رہ جاتی' یہی وجہ تھی کہ ان میں وہ تمام برائیاں گھس آئیں جن کا کم از کم ایک صاحب شریعت قوم میں تصور تک نہیں کیا جاسکتا' عقائد میں سب سے اہم اور اساسی چیز عقیدۂ توحید ہے' اسی کی صحت اور اسی میں اخلاص کی بنیاد پر سارے دین کی عمارت تعمیر ہوتی ہے' اگر اس میں کہیں سے کوئی نقص اور کمی آ جاتی ہے تو پھر دین کمزور اور اس کے دوسرے اقدار بالکل بے روح ہو کر رہ جاتے ہیں' یہی وجہ ہے کہ تمام انبیاء کی بنیادی تعلیم یہی رہی کہ:

1. حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے اس سلسلہ میں متعدد یہود مدینہ کا نام بھی لیا ہے' طبری میں ان کا قول ہے کہ آنحضرت ﷺ مدینہ تشریف لائے تو یہود میں عام طور پر خیال تھا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لاالہ الا انا فاعبدون — میرے سوا کوئی معبود نہیں تو تم میری ہی عبادت کرو۔

یہود ایک صاحب شریعت قوم تھی جس کو حضرت موسیٰؑ کے ذریعہ پہلے ہی دن یہ سبق دیا گیا تھا کہ:

لا الہ الا انا فاعبدنی واقم الصلوۃ لذکری (طہٰ) — میرے سوا کوئی معبود نہیں تو تم میری ہی عبادت کرو اور میری ہی یاد کے لیے نماز پڑھا کرو۔

مگر یہود کی تاریخ بتاتی ہے کہ انھوں نے ہمیشہ عقیدۂ توحید میں رخنہ اندازی کی اور اس چشمۂ صافی کو کفر و شرک اور فسق و فجور سے گدلا کرنے کی برابر کوشش کی۔ جزیرۂ عرب کے یہود بھی اس جرم میں دنیا کے دوسرے یہود سے پیچھے نہیں تھے' قرآن واضح طور پر ان پر کفر و شرک کے ارتکاب کا الزام عائد کرتا ہے۔

لعنھم اللہ بکفر ھم[1] (نساء) — ان کے کفر کی وجہ سے اللہ نے ان پر لعنت کی۔

سورہ نساء کے آخر میں ان کے بارے میں وبکفر ھم کے الفاظ بار بار دہرائے گئے ہیں۔ گو یہ کفر' کفر باللہ نہ ہو' مگر کفر باحکام اللہ تو ضرور تھا' جیسا کہ ایک جگہ قرآن نے ان کے بارے میں واکثرھم الفاسقون[2]۔ اوران کے اکثر فاسق ہیں' اسی بنا پر قرآن ان سے کہتا ہے کہ:

تعالوا الیٰ کلمۃ سواء م بیننا و بینکم ان لانعبد الا اللہ (آل عمران) — (اے اہل کتاب) آؤ ایک ایسی بات کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے۔ کہ بغیر اللہ کے کسی اور کی عبادت نہ کریں۔

وہ شرک میں بھی مبتلا تھے' جیسا کہ قرآن مجید میں ہے کہ وہ عزیزؑ کو خدا کا

---

1 اس سلسلہ میں بعض یہودیوں مثلاً رفاعہ بن زید وغیرہ کا واقعہ تفسیروں میں درج ہے۔

2 آل عمران۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیٹا کہتے تھے۔1

وقالت الیھود عزیرؑ ابن اللہ — اور یہود نے کہا کہ عزیز خدا کے بیٹے ہیں۔

انھوں نے اپنے علماء احبار کو وہ مرتبہ اور درجہ دیدیا تھا جو صرف اللہ ہی کے لیے مخصوص ہے۔

اتخذو احبارھم ورھبا نھم ارباباً من دون اللہ (توبہ) — انھوں نے خدا کو چھوڑ کر اپنے علماء و مشائخ کو اپنا رب بنا رکھا ہے۔

یہ آیت یہود اور انصاریٰ دونوں کے بارے میں ہے' نصاریٰ کے سوءِ اعتقاد کے بارے میں حضرت عدیؓ بن حاتم کی روایت حدیث کی تمام کتابوں میں مذکور ہے' یہود سے متعلق اس آیت کی تفسیر میں طبری میں یہ روایت ہے کہ:

قال الربیع قلت لا بی العالیہ کیف کانت الربوبیتہ فی بنی اسرائیل قال ما امرونا ائتمرنا مانھونا عنہ انتھینا 2 لقولھم وھم یجدون فی کتاب اللہ ما امروابہ و مانھوا عنہ فاستنصحو الرجال3

(طبری ج۔ص 70)

ربیع نے ابوالعالیہ سے پوچھا کہ بنو اسرائیل نے کس طرح سے اپنے احبار کو ارباب بنالیا تھا۔ انھوں نے فرمایا کہ جس چیز کا وہ احبار حکم دیتے تھے۔ اس کو ہم کرتے تھے۔ اور جس بات سے وہ روکتے تھے ہم رک جاتے تھے' یہ سب ان کے کہنے کی وجہ سے کرتے تھے۔ حالانکہ وہ باتیں کتاب میں موجود ہوتی تھیں۔ چنانچہ اس طرح انھوں نے احبار و علما کے اقوال و افعال کو اختیار کرلیا اور کتاب اللہ کو پس پشت ڈالدیا۔

---

1 بعض مستشرقین نے لکھا ہے کہ صحف قدیم میں اس کا کوئی تذکرہ نہیں ہے' آو نہ اس وقت یہود کا یہ عقیدہ ہے یہ بحث طویل ہے اس لیے ہم نظر انداز کرتے ہیں' مختصراً اتنا لکھ دینا کافی ہے کہ یہودیوں میں یہ خیال عیسائیوں کے اثر اور ان کی ضد سے پیدا ہوا' اور عرب کے یہودیوں میں ظہوراسلام کے وقت یہ عقیدہ تھا' چنانچہ طبری وغیرہ نے متعدد یہود کا نام بھی لیا ہے مثلاً فنماص' سلام بن مشکم وغیرہ ہے اس قول نحن ابناء اللہ واحباء لا اور اتخذوا احبار ھم وغیرہ کو سامنے رکھا جائے تو اس میں کوئی تعجب باقی نہیں رہ جاتا۔

2 اس انداز بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ ابو العالیہ بھی اہل کتاب میں تھے' یہ غلام تھے' اس لیے ان کے اہل کتاب ہونے کا اور بھی قوی امکان ہے۔3 طبری ج 10 ص 70

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کفر و طغیان نے ان کے قلوب کو اتنا سخت اور ان کے ذہن و دماغ کو اسقدر ماؤف کردیا تھا کہ وہ خدا سے قدوس کے بارے میں گستاخانہ اور طنز آمیز الفاظ استعمال کرنے لگے تھے:

وقالت الیھود ید اللہ مغلولة۔	یہود کہتے تھے کہ اللہ کا ہاتھ تنگ ہوگیا ہے۔

یہی نہیں بلکہ وہ کہتے تھے:

ان اللہ فقیر و نحن اغنیاء	اللہ فقیر اور ہم غنی ہیں۔

کتاب الٰہی (توراۃ) کے بارے میں بھی ان کا عقیدہ کچھ اچھا نہیں تھا' وہ کتاب کی تاویل وتفسیر اپنی خواہشات اور دنیاوی اغراض کے تحت کرتے تھے' قرآن میں ہے:

یحرفون من بعد ماعقلوہ یکتبون الکتاب بایدیھم ثم یقولون ھذا من عند اللہ لیشترو بہ ثمنًا قلیلاً (بقرہ)	پھر اس کو بدل ڈالتے تھے۔ اس کے سمجھنے کے بعد اپنے ہاتھوں سے لکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اللہ کی طرف سے ہے۔ اس سے غرض یہ ہوتی ہے کہ کچھ روپے پیسے حاصل کریں۔

جب اس معنوی تحریف سے کام نہ چلتا تو کلام الٰہی کو چھپادیتے (مائدہ) اگر ضرورت پڑتی تو لفظی تحریف بھی کرڈالتے 1۔

یحرفون الکلم من بعد مواضعہ (مائدہ) یحرفون الکلم عن مواضعہ (مائدہ)	کلام الٰہی کو اس کے موقع ومحل سے بدل دیتے ہیں۔ وہ کلام الٰہی کو اس کے موقع سے بدلتے رہتے ہیں۔

یہ تو پڑھے لکھے یہودیوں کا حال تھا' جو اپنی ہر خواہش اور غرض کی تکمیل کے لیے کتاب اللہ کو آلۂ کار بناتے تھے' اور اس کی من مانی تفسیرین کرتے تھے' لیکن ان کی عوام جو ان اسلحہ کا استعمال نہیں جانتے تھے' وہ صرف اپنی خواہشوں اور تمناؤں ہی کو آخری سند سمجھتے تھے۔

---

1 اس سلسلہ میں متعدد واقعات حد بندی میں پیش آئے جن میں بعض کا تذکرہ اوپر آچکا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ومنھم امیون لایعلمون الکتب الا امانی (بقرہ 10) | اور ان میں بہت سے ناخواندہ ہیں جو کتابی علم نہیں رکھتے' لیکن دل خوش کن باتیں

حضرت زید بنؓ سعنہ کے حالات میں تحریف کی ایک مثال آئے گی' جس سے آپ کو اندازہ ہوگا کہ وہ اس میں کس درجہ بے باک تھے۔

ختم رسل صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بارے میں تورات میں جو پیشین گوئیاں اور بشارتیں تھیں' اور جن کو پڑھ کر متعدد صالح الفطرت یہود حلقہ بگوش اسلام ہوئے' ان کو انھوں نے چھپانے کی کوشش کی' اسی طرح احادیث میں آتا ہے کہ رجم سے متعلق' تورات کے حکم کو بھی انھوں نے پوشیدہ رکھنا چاہا۔ مگر بعض حق پرست علما سے یہود نے اسے آپ پر ظاہر کر دیا۔ اور آپ نے اس کے مطابق عمل کیا۔

(بخاری و مسلم)

انبیاء و رسل کے ساتھ بھی انھوں نے ہمیشہ طغیان و سرکشی ہی کی روش اختیار کی یہاں تک کہ ان نفوس قدسیہ میں سے بعض کو انھوں نے قتل تک کر ڈالا۔ اسی وجہ سے حضرت داؤدؑ اور حضرت عیسیٰؑ نے ان پر لعنت کی (معائدہ)

جزیرۂ عرب کے یہود بھی اس بارے میں اپنے پیشروؤں سے کچھ مختلف نہیں تھے' وہ حضرت ابراہیمؑ کے بارے میں کہتے تھے کہ وہ یہودی تھے۔ (آل عمران) قرآن نے ان کے اس خیال کی تردید کی (آل عمران) نبوت و رسالت صرف یہود کے لیے مخصوص سمجھتے تھے (جمعہ) آنحضرت ﷺ کے ساتھ بھی انھوں نے وہ سب کچھ کیا جو ان کے پیش روؤں نے اپنے وقت کے انبیائے کرام علیہم السلام کے ساتھ کیا' تفصیل آگے آتی ہے۔

فرشتوں کے متعلق ان کے خیالات عربوں سے بالکل مختلف تھے' عرب ان کو خدا کا شریک ٹھہراتے تھے۔ اور یہ ان سے دشمنی و عداوت رکھتے تھے' خصوصیت سے حضرت جبرئیلؑ کے بارے میں وہ کہتے تھے کہ یہ ان کا قدیم دشمن ہے۔ قرآن نے ان کے اس خیال کی شدت سے تردید کی [1]۔

1. اس سلسلہ میں طبری نے آنحضرت ﷺ اور حضرت عمرؓ سے یہود کی گفتگو کو نقل کیا ہے' ص 327' ج 1

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشرکانہ اوہام و خرافات' جادو' گنڈا اور عملیات وغیرہ پر ان کا اعتقاد تھا۔ لبید' عاصم وغیرہ بہت سے یہودی عامل تھے' جو کنگھیوں اور بالوں میں منتر پڑھ کر پھونکتے تھے1' یہ ان کے دینی معائب کا ایک مختصر خاکہ ہے' جن میں وہ دور رسالت ﷺ تک مبتلا تھے۔ اب ان کے اخلاق و معاملات پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔

اخلاق و معاملات:

اخلاق و معاملات کے اعتبار سے جزیرہ عرب کے یہود نہایت ہی گرے ہوئے تھے' یہ اخلاقی گراوٹ ان ہی تک محدود نہیں تھی بلکہ اس میں ہر جگہ کے یہود برابر کے شریک تھے۔ ان کے اخلاق و اعمال حد درجہ مبتذل' رکیک اور قابل نفرت تھے' جن کا انسانیت' شرافت اور فضائل اخلاق سے کوئی دور کا بھی تعلق باقی نہیں رہ گیا تھا' سورہ بقرہ اور آل عمران میں خاص طور سے ان کے ایک ایک عیب کی نشاندہی کی گئی ہے ذیل کی سطروں میں ان کے چند بنیادی عیوب کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

نفاق:

یہود حجاز جن اخلاقی کمزوریوں کا شکار تھے۔ ان میں سب سے اہم منافقت ہے یہ روح انسانی کے لیے ایسا روگ ہے جو انسان کی تمام اخلاقی خوبیوں اور فطری صلاحیتوں کو ختم کر دیتا ہے' جس فرد یا جماعت میں یہ مرض پیدا ہو جائے اس سے کسی خیر کی امید نہیں کی جا سکتی۔ چنانچہ یہود حجاز کی تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ ان میں بھی نفاق نے اچھی طرح گھر کر لیا تھا' انھوں نے اسلام کے بارے میں مسلسل نفاق کا ثبوت دیا' اور ان کی وجہ سے مدینہ منورہ میں ایک ایسا گروہ تیار ہو گیا تھا۔ جو مرتے دم تک اس روگ میں مبتلا رہا' اور اسلام اور مسلمانوں کو نقصان اور اذیت پہنچاتا رہا۔ قرآن کہتا ہے۔

واذا لقوكم قالوا امنا واذ اخلو عضوا عليكم الانامل من الغيظ قل موتوا بغيظكم (ال عمران)	ایمان لائے۔ اور جب تم سے جدا ہوتے ہیں تو تم پر اپنی انگلیاں کاٹ کاٹ کھاتے ہیں مارے غصہ کے۔ آپ کہہ دیجئے کہ مر رہو اپنے غصہ میں۔

---

1 صحیح بخاری ج 2 کتاب الطب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سورہ بقرہ (ع-8) میں اسی طرح کی ایک آیت موجود ہے۔

دوسروں کو بھی اس نفاق پر ابھارتے تھے:

وقالت طائفة من اهل الكتاب امنو بالذی انزل علی الذین امنوا وجه النهار واكفروا اخره لعلهم یرجعون (آل عمران)

بعض اہل کتاب نے کہا کہ ایمان لے آؤ اس پر جو مسلمانوں پر نازل ہوا (یعنی قرآن) اور صبح کے وقت اور شام تک اس سے انکار کردو۔ شاید کہ وہ پھر جائیں۔

آنحضرت ﷺ کے ساتھ انھوں نے مستقلاً جو منافقانہ طرزِ عمل اختیار کر رکھا تھا' اس کی پوری تصویر ان آیتوں میں آ گئی ہے۔ وہ مسلمانوں ہی کے ساتھ نفاق نہیں برتتے تھے۔ بلکہ اس عادت بد کی وجہ سے اپنوں تک سے منافقانہ پیش آتے تھے۔ اور ایک دوسرے کو دھوکا اور فریب دیتے تھے' غزوات کے سلسلہ میں متعدد مواقع پر انھوں نے خود ایک دوسرے کو دھوکا دیا[1]۔

حرام خوری:

حرام خوری بھی ان کا شاید قومی خاصہ ہوگیا تھا' قرآن میں ہے۔

اکلون للسحت (مائدہ)

یہ بڑے حرام کھانے والے ہیں۔

سورہ مائدہ میں ان کی حرام خوری کو متعدد بار دہرایا گیا ہے۔

ان کے سودی کاروبار کا ذکر آچکا ہے۔ رشوت ستانی اور ناجائز طریقہ پر شکم پری کے بھی یہ عادی ہوگئے تھے۔

واکلھم اموال الناس بالباطل (نساء)

اور ان کے ناحق طریقہ سے مال کھانے کی وجہ سے۔

دوسروں کا حق مارنے کے لیے جھوٹی قسمیں کھا جاتے تھے۔

ان الذین یشترون بعهد الله وایمانهم ثمناً قلیلاً

یقیناً جو لوگ حقیر رقم لے لیتے ہیں بمقابلہ اس عہد کے جو انھوں نے اللہ سے کیا ہے' اور بمقابلہ اپنی قسموں کے۔

---

1. مثلاً غزوۂ نضیر غزوۂ خندق وغیرہ کے مواقع پر۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس سلسلہ میں حضرت اشعثؓ اور ایک یہودی کا واقعہ تفسیروں میں ملتا ہے۔

ان کے علماء و احبار بھی دوسروں کا مال ہڑپ کر لیتے تھے۔ (توبہ)

حرص و طمع:

یہ مالدار اور خوش حال تھے' مگر ان کی حرص و طمع کا یہ حال تھا کہ دو دو چار چار روپے کے لیے معصوم بچوں کو ہلاک کر ڈالتے تھے۔1 سودی قرضوں میں بچوں اور عورتوں کو رہن رکھ لیتے تھے2' ان کے پاس سونے چاندی کا ڈھیر تھا' مگر راہ حق میں ایک پیسہ بھی نہیں خرج کر سکتے تھے۔

والذین یکنزون الذھب والفضۃ ولا ینفقونھا فی سبیل اللہ (توبہ)

(حرص کیوجہ سے) جو لوگ سونا چاندی جمع کر رکھتے ہیں۔ اور ان کو اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے۔

ام لھم نصیب من الملک فاذالا یاتون الناس نقیراً (نساء)

کیا ان کے پاس سلطنت کا کوئی حصہ ہے اگر ہوتا تو وہ ایک ذرہ برابر اس میں سے دوسروں کو نہ دیتے۔

خیانت:

خیانت حرص و طمع ہی کا نتیجہ ہے' چنانچہ ان میں یہ عیب بھی موجود تھا۔

ومنھم من ان تامنہ بدینار لایودہ الیک الا مادمت علیہ قائما۔ (آل عمران)

ان میں بعض ہیں کہ اگر تم ان کے پاس ایک دینار بھی امانت رکھو تو تم کو وہ ادا نہ کریں گے۔ جب تک کہ تم ان کے سر پر سوار نہ ہو جاؤ۔

پھر اس خیانت کو اپنے لیے جائز اور اپنا پیدائشی حق سمجھتے تھے۔

قالوا لیس علینا فی امیین سبیل (ال عمران)

(یہ خیانت) اس لیے ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ غیر اہل کتاب (کے مال) کے بارے میں ہم پر کوئی جرم نہیں۔

---

1. صحیح بخاری ج 2 ص 1016 کتاب الدیات

2. ایضاً قتل کعب بن اشرف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بغض و حسد:

بغض و حسد کا جذبہ ایک بدترین جذبہ ہے۔ اس کی موجودگی میں کبھی حق و انصاف کا جذبہ آدمی کے دل میں پرورش نہیں پاتا' جس کے اندر یہ جذبہ موجود ہوتا ہے اس کو دوسروں کی خوبیاں اور بھلائیاں نظر ہی نہیں آتیں' یا اگر نظر آتی ہیں تو وہ ان کی طرف سے صرف نظر کر لیتا ہے' اگر کسی کو کوئی شرف اور فضل حاصل ہوجاتا ہے تو ایسے شخص کو انتہائی تکلیف ہوتی ہے یہود کی زندگی اس برے جذبہ کا مکمل نمونہ تھی۔

ام یحسدون لناس علی ما اتاھم اللہ من فضلہ (نساء) ھا انتھم اولاء تحبونھم ولا یحبونکم (ال عمران)

کیا دوسرے آدمیوں سے ان چیزوں پر جلتے ہیں جس اللہ نے ان کو اپنی فضل سے عطا کی ہیں۔ ہاں تم ایسے ہو کہ ان لوگوں سے محبت رکھتے ہو اور یہ لوگ تم سے قطعاً محبت نہیں رکھتے۔

قرآن نے ان کے اسی بغض و حسد کی بنا پر فرمایا کہ

موتو ابغیظکم

اپنے غصہ سے مر رہو۔

دروغ گوئی اور بدعہدی:

دروغ گوئی' بدعہدی اور جھوٹی قسمیں کھانا ان کا شیوہ تھا۔

سمعون للکذب (مائدہ)

یہ لوگ غلط باتوں کے سننے کے عادی ہیں۔

اتخذوا ایمانھم جنة (مجادلہ)

انھوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنالیا ہے۔

عہد نبوی میں ان کی دروغ گوئی اور بدعہدی کی بے شمار مثالیں ملتی ہیں۔ معاہدہ کے ذکر میں۔ اس کی تفصیل آئے گی۔

اسی طرح وہ فواحش اور بے حیائیوں سے بھی باز نہیں رہتے تھے۔ عرب عورتوں کو چھیڑا کرتے تھے' اور ان سے کھلا ہوا مذاق کرتے تھے' کعب بن اشرف ان کا مشہور شاعر اس میں بیحد بدنام تھا۔ ایک مرتبہ ایک انصاری بزرگ نے اس سے قرض مانگا تو اس نے ان سے برجستہ کہا کہ اس کے بدلے اپنی بیوی کو میرے یہاں گروی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رکھ دو۔ اس کی دنائت اور اس کا سفلہ پن اس حد تک پہنچ گیا تھا کہ ازواج مطہرات اور صحابیات کا نام لیکر تشبیب 1 کرتا تھا2۔

ایک برائی ان میں یہ بھی تھی کہ اگر کوئی شریف و معزز آدمی زنا کرتا تو اس کو چھوڑ دیتے اور اگر کوئی معمولی اور کم رتبہ آدمی اس کا ارتکاب کرتا تو اس کو سزا دیتے3۔

ان میں خود غرضی اور قساوت قلبی بھی حد درجہ تھی' جس کا مظاہرہ دن رات ہوتا رہتا تھا۔ حتیٰ کہ وہ اپنے یہودی بھائیوں کو گھر سے نکال دیتے' اسی خود غرضی کی وجہ سے وہ آپس میں برابر لڑتے جھگڑتے رہتے تھے' یہی نہیں بلکہ ایک دوسرے کے خلاف اپنے دشمنوں تک کو مدد دیتے تھے4۔

قرآن نے ان کے ان معائب کی تصویر ان الفاظ میں کھینچی ہے۔

تقتلون انفسکم وتخرجون فریقاً منکم من دیارھم (بقرہ)	اور ایک دوسرے کو قتل و قتال بھی کرتے ہو اور ایک دوسرے کو گھروں سے نکال دیتے ہو۔
تحسبھم جمیعاً و قلوبھم شتی (حشر)	تم ان کو متفق خیال کرتے ہو حالانکہ ان کے دل آپس میں متفق نہیں ہیں۔

اس سلسلہ میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی یہ روایت مسند احمد میں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جاہلیت میں یہود دو گروہ میں بٹ گئے تھے۔ ان میں ایک غالب تھا اور دوسرا مغلوب' جب غالب گروہ کا کوئی آدمی قتل کیا جاتا تو اس کی دیت مغلوب کو زیادہ دینی پڑتی۔ اور اگر مغلوب کا کوئی آدمی قتل ہو جاتا' تو اس کی دیت کم ملتی' جاہلیت میں تو مغلوب گروہ اس ظلم کو برداشت کرتا رہا۔ مگر رحمت عالم ﷺ کی بعثت کے بعد ایک بار جب ایسا واقعہ پیش آیا تو اس نے زیادہ دیت دینے سے انکار کر دیا' اور غالب گروہ کے پاس کہلا بھیجا کہ اب نبی موعود ﷺ کی آمد کے بعد ہم یہ ظلم و ستم سہنے کے لیے تیار

1 وہ اشعار جس میں حسن و عشق کے جذبات ظاہر کیے جائیں۔
2 طبقات الشعراء ص 110
3 صحیح مسلم باب رجم یہود
4 اوپر ذکر آچکا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں۔1

پھر ان تمام اخلاقی جرائم پر وہ خوش ہوتے اور چاہتے تھے کہ جو خوبیاں ان میں نہیں ہیں ان پر بھی ان کی تعریف و تحسین کی جائے۔

الذین یفرحون بما اتوا ویحبون	یہ لوگ اپنے اخلاق و کردار پر خوش ہیں
ان یحمدوا بمالم یفعلو	اور جو کام انھوں نے نہیں کیا اس پر
(آل عمران)	چاہتے ہیں کہ ان کی تعریف ہو۔

ان کے ذہنی اور اخلاقی انحطاط کا یہ مجمل خاکہ ہے۔ اس سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ جس قوم میں اتنا زیادہ دینی انحطاط اور اتنے زیادہ ذمائم اخلاق ہوں اس کی موجودگی میں کوئی صالح معاشرہ اور پرسکون ماحول کیسے پیدا ہوسکتا ہے' چنانچہ جب تک یہودیوں کا معاشی' اقتصادی' سیاسی تغلب اور ان کا زور باقی رہا' پورے حجاز اور خصوصیت سے مدینہ میں سکون و اطمینان کی فضا پیدا نہ ہوسکی۔ مگر جوں جوں ان کا زور ختم ہوتا گیا۔ امن و سلامتی کی فضا پیدا ہوتی گئی۔ تاکہ پورا حجاز ان کی ریشہ دوانیوں اور فتنہ انگیزیوں سے پاک و صاف ہوگیا۔

ایسے معائب۔ مثالب اور ذمائم اخلاق میں گھرے ہونے پر بھی اس بد باطن اور کج فطرت قوم کے جتنے افراد بھی حلقہ بگوش اسلام ہوگئے' وہ اسلام کی بڑی کامیابی ہے۔ ورنہ ایسا دین جس کے قبول کرنے میں کوئی جبر تختی نہ ہو2' اس میں ایسی تیرہ بخت اور دونظر قوم کے ایک دو فرد کا داخل ہونا بھی حقیقت اسلام کا ایک معجزہ ہے۔

1۔ مسند ج 1' ص 246

2۔ ' لااکراہ فی الدین دین میں کوئی جبر نہیں ہے' چنانچہ مدینہ سے یہودی قبائل کے اخراج کے بعد متعدد یہودی موجود تھے۔ جنہوں نے اسلام قبول نہیں کیا تھا' لیکن ان سے کوئی تعارض نہیں کیا گیا' بعض کا تذکرہ اس کتاب میں آیا ہے کہ حضرت صفیہؓ نے اپنی ایک جائداد کے متعلق اپنے یہودی رشتہ داروں کو وصیت کی تھی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعثت نبوی کے بعد یہود اور مسلمانوں کے اجتماعی اور سیاسی تعلقات کی نوعیت:

بعثت نبوی سے قبل یہودیوں کے سیاسی تمدنی اثرات کا جائزہ لینے اور ان کی اخلاقی اور دینی حالت کا تذکرہ کرنے کے بعد مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ظہور اسلام کے بعد ان میں اور مسلمانوں میں باہم جو سیاسی و اجتماعی تعلقات پیدا ہوئے۔ اور اس سے جو فوائد اور مضار منتج ہوئے اس پر بھی ایک نظر ڈالی جائے۔

رسول ﷺ کی بعثت مکہ میں ہوئی اور ذکر آ چکا ہے کہ مکہ میں یہود نہیں تھے۔ اس لیے مکی زندگی میں براہ راست ان سے کوئی سیاسی و اجتماعی تعلق نہیں پیدا ہوا' لیکن دعوت و تبلیغ کے سلسلہ میں جو ابتدائی سورتیں نازل ہوئیں ان میں حسب ضرورت اگلے انبیاء خصوصاً حضرت موسیٰ کا ذکر ملتا ہے' مثلاً سورہ مزمل میں' جو بالکل ابتدائی سورتوں میں ہے۔ حضرت موسیٰ " اور فرعون کا ذکر ملتا ہے' پھر سورہ اعلیٰ میں صحف موسیٰ کا تذکرہ بھی آتا ہے۔ اسی طرح اس کے بعد نازل ہونے والی سورتوں مثلاً سورہ قمر' سورہ ق اور سورہ بروج وغیرہ میں بھی حضرت موسیٰؑ کی کامیابی اور فرعون کے برے انجام کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

غرض مکہ کے ابتدائی سالوں میں براہ راست یہود سے قرآن نے خطاب نہیں کیا۔ محض دعوت و تبلیغ کے نقطۂ نظر سے ان مشہور واقعات کی طرف اشارہ کر دیا جس سے اہل مکہ واقف تھے' تا کہ وہ عبرت حاصل کریں۔

مکی سورتوں میں سب سے پہلے سورہ اعراف میں ذرا تفصیل سے "بنی اسرائیل" کے نام سے ان کا تذکرہ ملتا ہے' جس میں متعدد انعامات الٰہی کو گنایا گیا ہے' اور ان کی بار بار کی ناشکری و احسان ناشناسی کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس سورہ میں یہ بھی ذکر آیا ہے کہ تورات میں آنحضرت ﷺ کی پیشین گوئی موجود ہے۔ ان واقعات کی تفصیل اس سورہ کے رکوع 12 سے 18 تک میں موجود ہے۔ اگر ان میں سے ان آیتوں کو نکال دیا جائے جن کو مفسرین مدنی بتاتے ہیں' تب بھی یہود کی ابتدائی تاریخ کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلاصہ مکہ میں نازل ہو چکا تھا[1]۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ رفتہ رفتہ قرآن میں بنی اسرائیل کا تذکرہ وسیع ہوتا جارہا تھا۔

اب رسول اللہ ﷺ کی بعثت اور دعوت کو کئی برس گزر چکے تھے' لیکن معلوم ہوتا ہے کہ ابتداً اہل مکہ نے قرآن کے بیان کردہ واقعات خصوصاً وہ جو یہود سے متعلق تھے' ان کی طرف کچھ زیادہ دھیان نہیں دیا' لیکن جب قرآن نے بار بار ان کا اعادہ کیا تو ان کو ان کی تردید کا خیال پیدا ہوا ہوگا۔ مدینہ اور خیبر کے یہودیوں سے ان کے قدیم تعلقات تھے۔ اس لیے انھوں نے ان سے یا طائف اور بنو کنانہ کے یہود سے جو ان کے قریب ہی رہتے تھے۔ ان واقعات کی صداقت اور عدم صداقت اور آپ کی نبوت کے بارے میں سوالات کرتے رہے ہوں گے۔

جیسا کہ مفسرین اور بعض محدثین نے لکھا ہے کہ روح[2]' اصحاب کہف اور ذوالقرنین وغیرہ کے بارے میں جو آیات نازل ہوئیں۔ وہ درحقیقت کفار عرب کے ان

---

1. ابن جریج قتادہ وغیرہ سے مروی ہے کہ اس سورہ میں یہ آیت الذین یتبعون الرسول الامی الذی یجدونہ مکتوبا یہ ان یہود کے بارے میں نازل ہوئی جنھوں نے اس سے پہلی والی آیت کے بارے میں جس میں تقویٰ اور زکوٰۃ کا ذکر ہے کہا تھا کہ ہم بھی تو تقویٰ کے حامل ہیں اور زکوٰۃ نکالتے ہیں' جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اب براہ راست بھی یہود بحث و مباحثہ کرنے لگے تھے' مگر اس کے علاوہ دوسری کوئی شہادت ہم کو نہیں ملی جس سے کہ میں براہ راست ان کے سوال و جواب کی تائید ہوتی ہو' اس لیے حاشیہ میں اس کا ذکر کیا گیا۔

2. روح کے سلسلہ میں عبداللہ بن مسعودؓ کی راوایت ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سوال مدینہ میں کیا گیا تھا' مگر ترمذی میں ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ اہل مکہ نے یہود سے کہا کہ ہم کو کچھ ایسی باتیں بتاؤ جن کے متعلق ہم محمد ﷺ سے سوال کریں۔ اس کے جواب میں یہود نے ون سے کہا کہ روح کے بارے میں ان سے سوال کرو! فتح الباری ج 8' ص 303۔ اصحاب کہف کے سلسلہ میں طبری میں حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ خود یہود نے اہل مکہ سے ان چیزوں کے بارے میں سوالات کرنے کے لیے کہا تھا' بہرنوع دونوں باتیں بیک وقت ممکن ہیں' اس میں کوئی تضاد نہیں' سیر کی کتابوں میں تذکرہ آتا ہے کہ قریش نے ایک وفد بھی یہود مدینہ کے پاس آپ کی نبوت کے بارے میں دریافت کرنے کے لیے بھیجا تھا' ممکن ہے یہ اسی وقت کا واقعہ ہو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوالات کے جوابات ہیں۔ جو انھوں نے یہود سے پوچھ کر آنحضرت ﷺ سے ان کے متعلق کیے تھے۔ اصحاب کہف کے متعلق تو حضرت عبداللہ بنؓ عباس کی روایت ہے کہ خود یہود مدینہ نے اہل مکہ سے کہا تھا کہ محمد ﷺ سے ان کے بارے میں سوال کرو۔ اگر وہ نبی ہوں گے۔تو جواب دیں گے۔1

لیکن اب تک یعنی سورۂ اسرائیل کے نزول تک جو کچھ ان کے بارے میں کہا گیا۔ یا تو اہل عرب کو براہ راست خطاب کرکے کہا گیا یا پھر غائب کے صیغہ سے کہا گیا' خود یہودیوں کو براہ راست خطاب نہیں کیا گیا۔ جس سے معلوم ہوتا کہ واقعۂ معراج سے پہلے تک یہود سے براہ راست تعلق نہیں پیدا ہوا تھا۔ سورۂ اسراء کے بعد سورہ یونس کا نزول ہوتا ہے' اس میں بھی یہود کی پچھلی تاریخ کو دہرایا گیا اور مزید یہ بتایا گیا کہ انھوں نے دین کے بارے میں علم الٰہی آ جانے کے بعد بھی اختلاف کیا۔ پھر آنحضرت ﷺ کے واسطہ سے ان قرآنی قصوں میں شک کرنے والوں کو خطاب کرکے ارشاد ہوا۔

فسئال الذین یقرئون الکتب من قبلک (یونس)	تو آپ ان لوگوں سے دریافت کیجئے جو آپ سے پہلے نازل ہونے والی کتابوں کو پڑھتے ہیں (یعنی تورات و انجیل)

اس آیت سے دو باتیں معلوم ہوتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ یہود میں اس وقت ایسے صالح الفطرت لوگ موجود تھے جو اظہار حق کرسکتے تھے' اور دوسری یہ کہ اب ان میں اور مسلمانوں میں براہ راست سوال و جواب کے امکانات پیدا ہوگئے تھے' لیکن ان امکانات کے لیے قرآن کی اندرونی شہادت' تاریخ نزول قرآن' اور بعض واقعات کی ترتیب کے علاوہ کوئی خارجی ثبوت نہیں ملتا' اس لیے اس سلسلہ میں جو کچھ بھی لکھا جائے گا۔ اس میں غلطی کا امکان ہے' مگر عاجز قرآن و سیرت کے مطالعہ سے اپنی حد تک جو کچھ بھی اخذ کرسکا ہے' اس پر اسے وثوق ہے' اس لیے اسے پیش کرنے کی جرأت کر رہا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

---

1 3 طبری ج 15 ' ص 118۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحیح روایتوں کے مطابق معراج کا واقعہ ہجرت سے ڈیڑھ سال پہلے پیش آیا۔ ظاہر ہے کہ سورۂ اسراء (یعنی سورہ بنی اسرائیل) اس کے بعد ہی نازل ہوئی' اور سورۂ یونس جس میں اوپر والی آیت مذکور ہے' سورۂ اسراء کے بعد نازل ہوئی۔

اہل مدینہ کے متعلق تمام ارباب سیر لکھتے ہیں کہ ہجرت سے تین سال پہلے یعنی 10 نبوی میں ان کے چھ آدمیوں نے اسلام قبول کیا' جو نزول سورۂ اسرار سے پہلے کا واقعہ ہے' ظاہر ہے کہ یہ لوگ اسلام قبول کرنے کے بعد مدینہ میں جاکر خاموش نہیں بیٹھے ہوں گے۔ اسلام کا پیغام دوسروں تک پہنچایا ہوگا۔ عام طور سے ان کے اسلام کا چرچا ہوا ہوگا۔ عام اہل مدینہ نے جس میں یہودی بھی تھے' اسے جانا بھی ہوگا' ہمارے نزدیک اسی کا اثر تھا کہ دوسرے سال یعنی 11 نبوی میں یہ تعداد دگنی ہوگئی' اور 12 آدمیوں نے آکر آنحضرت ﷺ سے بیعت کی' اور خواہش ظاہر کی۔ کہ ہمارے ساتھ کسی کو کردیا جائے جو وہاں رہ کر ہم کو اسلام کی تعلیم دے' چنانچہ آپ نے مصعب بن عمیرؓ کو ان کے ساتھ کردیا' حضرت مصعب بن عمیرؓ مدینہ پہنچے تو گھر گھر جاکر اسلام کا پیغام پہنچایا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جلد ہی مسلمانوں کی تعداد پہلے سے کئی گنا زیادہ ہوگئی۔

یہود جو مدینہ میں ہر طرف پھیلے ہوئے تھے جن سے انصار کا دن رات کا تعلق تھا۔ خود بھی ایک مذہب اور شریعت کے حامل تھے۔ ان کی اس حیثیت کی بنا پر آنحضرت ﷺ کے بارے میں اہل مکہ بغرض تحقیق ان کے پاس آ بھی چکے تھے۔ انھوں نے اس نئے دین کے بارے میں اگر انصار سے سوال و جواب اور بحث و مباحثہ شروع کردیا ہو تو کوئی تعجب نہیں' اور بعض روایتوں سے یہ پتہ چلتا بھی ہے کہ وہ آپ کی نبوت کے منتظر تھے1' جیسا کہ کتب سیر میں ہے کہ آپؐ نے اہل مدینہ کے سامنے عقبہ میں سب سے پہلے اسلام پیش کیا تو وہ یہ کہہ کر اسلام لائے کہ ایسا نہ ہو کہ یہود ہم سے اس فضل میں سبقت لیجائیں2۔

ان وجوہ کی بنا پر عاجز کا خیال ہے کہ اس آیت کی تفسیر میں بعض مفسرین

1۔ اس کتاب میں متعدد جگہ اس کا ثبوت ملے گا۔

2۔ سیرۃ النبی ج 1' ص 26 بحوالہ زرقانی اور ابن سعد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے جن مؤمنین اہل کتاب کا نام لیا وہ صحیح نہیں ہے[1]' اور نہ یہ صحیح ہے کہ مکہ میں بھی یہود تھے[2]' بلکہ صحیح بات یہ ہے کہ ہجرت سے پہلے ہی انصار مدینہ اور یہود کے درمیان اسلام کے بارے میں گفتگو اور بحث و مباحثہ کا آغاز ہو چکا تھا۔ اور انھوں نے ان کی کچھ نہ کچھ مخالفت بھی شروع کر دی تھی جیسا کہ آیت کے سیاق و سباق سے بھی پتہ چلتا ہے' ان ہی تعلقات کی بنا پر آیت میں کہا جا رہا ہے کہ آپ ان لوگوں سے (مسلمانوں کے ذریعہ) تحقیق کر لیجئے جو کتاب کے عالم ہیں۔

بیان مذکورۂ بالا سے واضح ہوا ہوگا کہ ابتداً اسلام کے مقابلہ میں یہود کا رویہ معاندانہ نہیں تھا' بلکہ بڑی حد تک وہ اسلام کی صداقت کے معترف بھی تھے' مگر جوں جوں اسلام کی تعلیمات سے واقف ہوتے گئے' ان کی مخالفت اور دشمنی بڑھتی گئی' سورہ یونس کے بعد ہود اور حم سجدہ وغیرہ سورتیں نازل ہوئیں۔ جن میں ان کے متعلق بار بار یہ بات دہرائی گئی کہ یہ جان بوجھ کر قرآن کا انکار کر رہے ہیں[3]' ان سورتوں کے بعد سورہ غاشیہ کا نزول ہوا' اس میں بھی قریب قریب وہی بات دہرائی گئی' پھر سورۂ صافات نازل ہوئی' جس میں ان کی کتاب تورات کو اماماً ورحمۃً کے الفاظ سے یاد کیا گیا' اور قرآن کو اس کا حریف نہیں بلکہ مؤید قرار دیا گیا' پھر سورۂ انبیاء اتری' اس میں اس کو ''الفرقان اور ضیا'' کہا گیا' لیکن اس ترہیب و ترغیب کے باوجود یہود کی روش میں کوئی تبدیلی نہیں پیدا ہوئی' بلکہ اسلام اور مسلمانوں کی مخالفت میں وہ اور زیادہ سخت ہو گئے' اور اہل مکہ کو جیسا کہ قرآن میں ہے' پہلے سے زیادہ اسلام کے خلاف اکسانے اور اعتراض کے لیے ابھارنے لگے' چنانچہ سورہ انعام میں کھانے پینے سے متعلق محرمات کے سلسلہ میں ان کے اعتراضات کا جواب ذرا سخت انداز سے اور خاص طور سے ان کی طرف اشارہ کر کے دیا گیا ہے' ارشاد ہوتا ہے:

---

1. جیسا کہ اس سلسلہ میں مفسرین نے عبداللہ بن سلام اور تمیم داری کا نام لیا ہے' اگر ظاہر ہی کہ یہ سورت اور پھر یہ آیت مکی ہے' اس لیے اس سے ان کو مراد لینا صحیح نہیں ہو سکتا۔

2. بعض مستشرقین کا یہی خیال ہے' اس کی تفصیل اوپر آ چکی ہے۔

3. نمبر 1 آیت 41 اور 12

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وعلی الذین ھادوا حرمنا کل ذی ظفر	اور یہودیوں پر ہم نے تمام ناخن والے جانور حرام کر دیے تھے۔

سورۂ نحل میں مکرر ارشاد ہے:

وعلی الذین ھادوا حرمنا ما قصصنا علیک من قبل	اور یہودیوں پر ہم نے وہ چیزیں حرام کر دی تھیں جن کا بیان ہم اس سے قبل آپ سے کر چکے ہیں۔

ان دونوں آیتوں میں ''الذین ھادوا'' کے الفاظ خاص طور سے قابل غور ہیں۔ اس سے پہلے ان الفاظ کے ساتھ ان کو یاد نہیں کیا گیا تھا' پھر دونوں آیتوں کے آخر میں کہا گیا:

ذلک جزیناھم ببغیھم (انعام)	ان کی شرارت کے سبب ہم نے ان کو یہ سزا دی تھی۔
وما ظلمنھم ولکن کانوا انفسھم یظلمون (نحل)	ہم نے ان پر کوئی زیادتی نہیں کی لیکن وہ خود اپنے اوپر زیادتی کرتے تھے۔

یہود اور مسلمانوں کے درمیان تعلقات کا جو ارتقاء قرآن کی آیات سے دکھایا گیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہجرت سے پہلے ہی چند حق پسند اور صالح الفطرت افراد کے علاوہ پوری قوم یہود میں رفتہ رفتہ اسلام و شارع اسلام ﷺ اور مسلمانوں کی مخالفت کا جذبہ پیدا ہونا شروع ہو گیا تھا' اور اس مخالفت کا اظہار بھی کبھی اہل مکہ کے ذریعہ ہوتا تھا۔ اور کبھی اہل مدینہ کے ذریعہ جن سے ان کا دن رات کا سابقہ تھا' مگر ابھی تک یہ مخالفت صرف ذہنی اور زبانی تھی۔

ہجرت کے بعد:

یہود کا یہ حال تھا کہ آفتاب اسلام کی کرنیں افق مدینہ پر چمکیں یعنی ختم رسل ﷺ مکہ سے ہجرت کر کے تشریف فرمائے مدینہ ہوئے یہود کے بعض صالح اور سلیم الفطرت افراد مثلاً عبداللہ بن سلام اور میمون بن یامین وغیرہ جن کو تورات کی پیشین گوئی' علماء و احبار یہود کی بار بار کی یاددہانی' اور انصار کی مکہ میں آمدورفت کے ذریعہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ کی بعثت کا علم ہو چکا تھا' بڑی بے چینی سے آپؐ کی ہجرت اور مدینہ میں آپؐ کی آمد کا انتظار کر رہے تھے' جونہی آپؐ جلوہ فرمائے مدینہ ہوئے' وہ حلقہ بگوش اسلام ہو گئے 1' ان کے ساتھ بعض اور افراد نے بھی آپؐ کی نبوت کی صداقت کو تسلیم کیا 2۔ مگر ان کی تیرہ بختی نے نورِ حق کو ان کے تاریک قلوب تک پہنچنے نہیں دیا۔ اور وہ مسلمان نہ ہو سکے۔

عبداللہ بن سلامؓ اور ابن یامینؓ کے اسلام لانے کا یہود پر بجائے اچھا اثر پڑنے کے اور الٹا اثر پڑا' اور انھوں نے اس اقدامِ حق پر ان کو حد درجہ مطعون اور لعنت ملامت کی۔

سرور عالم ﷺ کو ہجرت سے پہلے مکہ ہی میں یہود کی مخالفت اور دشمنی کا علم ہو چکا تھا' مدینہ آنے کے بعد اس کا عینی مشاہدہ بھی ہوا' اس لیے آپؐ نے مسجد نبویؐ و کاشانۂ نبوت کی تعمیر کے بعد ہی پہلا جو کام کیا وہ انصار اور یہود مدینہ کے ایک ایک قبیلہ سے معاہدۂ امن و صلح تھا' تاکہ یہود کی مخالفت اور زیادہ آگے بڑھنے نہ پائے' اور آپؐ کے اور مسلمانوں کے بارے ان کو جو غلط فہمی ہوگئی ہے' اس کا ازالہ ہو جائے' چنانچہ آپؐ نے قبائل یہود سے صرف معاہدہ امن و صلح ہی پر اکتفا نہیں کیا' بلکہ آپؐ نے

---

1 ابن الہیبان ان خاص طور پر ان کو جمع کر کے اس پیشین گوئی کو یاد دلایا تھا۔ کتاب میں حضرت اسیدؓ کے حالات میں یہ پورا قصہ مذکور ہے' انصار کے سامنے آپ نے پہلی بار اسلام پیش کیا' تو انھوں نے آپس میں مشورہ کیا اور کہا ایسا نہ ہو کہ اس فضل میں یہود ہم سے سبقت لیجائیں' اور ہم رہ جائیں' اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہود جانتے تھے کہ خاک بطحا سے وہ نبی عنقریب مبعوث ہونے والا ہے' جس کی بشارت حضرت موسیٰؑ نے بنی اسرائیل کو دی تھی' ابھی اوپر حضرت سلمہؓ کی روایت گزری ہے' جس میں ہے کہ ایک یہودی عالم نے یہود کے ایک پورے مجمع میں آپ کے مبعوث ہونے کا اعلان کیا تھا۔

2 مثلاً ابویاسر بن اخطب نے جب قرآن کی آیتیں سنیں تو اپنے قبیلہ کے پاس آیا اور کہا کہ ہم جس نبی کا انتظار کر رہے تھے وہ آ گئے ہیں' ان کی اطاعت کرو' مگر اس کے بھائی حی بن اخطب نے اس کی مخالفت کی' چونکہ یہ قبیلہ کا سردار تھا' اس لیے پوری قوم اس کی ہم آہنگ ہوگئی۔ فتح الباری ج 8 ص 212 اس سلسلہ میں بعض اوقات کا تذکرہ آگے آئے گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور آپؐ کے ساتھ صحابۂ کرام نے ان کے ساتھ اپنا رویہ نہایت مصالحانہ' خیر خواہانہ اور رواداراںہ رکھا۔

آپؐ بہ نفس نفیس ان کے مریضوں کی عیادت کرتے تھے۔ ان کے جنازے جاتے تھے تو آپؐ احتراماً کھڑے ہوجاتے تھے۔ آپؐ کی مجلس میں ان کو چھینک آتی تو آپؐ دعائیہ کلمات ارشاد فرماتے' جب تک کسی مسئلہ میں قرآن کا صریح حکم نازل نہ ہوجاتا' آپؐ تورات کے حکم پر عمل کرتے' اور اس میں خود یہود سے مشورہ کرتے تھے' آپؐ خود اور صحابہؓ ان ہی کی اتباع میں عاشوراء کا روزہ رکھتے تھے' یہود آپؐ سے اور مسلمانوں سے بحث و مباحثہ کرتے' مگر آپؐ کبھی ناگواری کا اظہار نہ فرماتے۔ ایک مرتبہ حضرت سلمان فارسیؓ اور چند یہودیوں میں باہم اس بات پر کہ حضرت موسیٰؑ افضل ہیں یا حضور انور ﷺ سخت گفتگو ہوگئی' یہود خدمت نبویؐ میں شکایت لے کر آئے۔ آپؐ نے صحابہؓ سے مخاطب ہوکر فرمایا' مجھے موسیٰؑ پر فضیلت نہ دو' اسی طرح ایک مرتبہ حضرت یونسؑ کا ذکر آیا۔ تو اس وقت بھی آپ نے یہی فرمایا کہ مجھے ان پر فضیلت نہ دو۔

ایک طرف یہ لطف و کرم اور اخلاق و محبت کی بارش تھی کہ بچہ بچہ اس سے سیراب تھا' دوسری طرف یہود کا طرز عمل یہ تھا کہ آپؐ کی مجلسوں میں آتے تو السلام علیکم کے بجائے السام علیکم (تم پر موت آئے) کہتے' آپؐ کی توہین کے لیے راعنا[1] کا لفظ استعمال کرتے' آپؐ سے اور مسلمانوں سے خواہ مخواہ بحث و مباحثہ کرتے' آپؐ کی شان میں گستاخیاں اور آپؐ کی نبوت کی تکذیب کرتے' مسلمانوں کو طرح طرح سے ستانے کی کوشش کرتے۔ ان سے بدکلامیاں کرتے' لیکن ان کی مسلسل ایذا رسانیوں' گستاخیوں' شرارتوں' ریشہ دوانیوں' فتنہ آرائیوں اور شر انگیزیوں کے باوجود مسلمانوں کے ہاتھ سے صبر و تحمل کا دامن کبھی نہیں چھوٹا' اور ہمیشہ ان کے مقابلہ میں وہ حلم و بردباری

---

1 راعنا کے معنی ہیں میری رعایت کیجئے' مگر یہود اس کو زبان دبا کر راعینا کہتے تھے' جس کے معنی عربی میں ہمارے چرواہے کے ہیں' ان کی اس روش کو دیکھ کر مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت کی کہ تم راعنا کے بجائے ''انظرنا'' کا لفظ استعمال کرو۔ تاکہ ان کو آپ کی اہانت کا موقع نہ ملے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور صبر و ضبط اور اسلام کے اعلیٰ اخلاق کا اظہار کرتے رہے' اور انھوں نے اس کا خاص طور سے خیال رکھا' کہ ان کی طرف سے کوئی ایسی بات نہ ہو' جو صلح و امن کے لیے مضر اور اس معاہدہ کے خلاف ہو' جو ان کے اور مسلمانوں کے درمیان ہو چکا تھا' چنانچہ قرآن یہود کے اس طرز عمل کے بارے میں مسلمانوں کو ہدایت دیتا ہے:

ولتسمعن من الذین اوتوا الکتاب ومن الذین اشرکوا اذی کثیرۃ وان تصبروا و تتقوا فان ذلک من عزم الامور

(آل عمران)

اور تم بہت سی دل آزاری کی باتیں اہل کتاب (یہود) اور مشرکین سے سنو گے' تو تم اگر ان پر صبر کرو گے اور تقویٰ کا طرز عمل اختیار کرو گے تو یہ عزیمت کا کام ہوگا۔

شروع سے یہود کے ساتھ مسلمانوں کا جو محبت آمیز برتاؤ تھا' اور جس رفق ولینت اور حسن سلوک کے ساتھ وہ ان سے پیش آرہے تھے۔ اس کا تو تقاضا یہ تھا کہ وہ مسلمانوں سے قریب ہوتے' ان کی دعوت کو قبول کرتے' ان کے معاون و مددگار بنتے۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ ان سب کے باوجود وہ اسلام سے بیزار اور مسلمانوں سے دن بدن دور ہوتے جارہے تھے۔ اس کے اسباب اور موانع کیا تھے' اس کو ہم ذرا تفصیل سے یہاں لکھتے ہیں:

(۱) یہود میں متعدد طبقے تھے اور ان میں سے ہر ایک کا بعثت نبوی کے متعلق الگ الگ نظریہ اور خیال تھا۔

(2) ایک طبقہ تو یہ سمجھتا تھا کہ حضرت موسیٰؑ کی بعثت اور تورات کے نزول کے بعد اب کسی اور نبی کی بعثت یا کسی اور کتاب الٰہی کا نزول نہیں ہوگا1۔ لیکن یہ بہت محدود تھا' اس خیال کے یہود عرب میں زیادہ نہ تھے۔

(ب) دوسرے کا خیال یہ تھا کہ ایک اور نبی کی بعثت تو ہونے والی ہے' مگر وہ بنی اسرائیل سے ہوگا' اور اگر بنی اسرائیل سے نہ بھی ہوا تو ہر معاملہ میں کم از کم ان کی تائید ضرور کریگا۔ چنانچہ انھوں نے بارہا آپ کے سامنے اس کا اظہار

1 التلمود بحوالہ تاریخ الیہود

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا۔

حدیث کی کتابوں میں ہے کہ ایک بار دو یہودی آپ کی خدمت میں آئے' اور سب نے آپؐ سے چند سوالات کیے' آپؐ نے جواب دیا' تو کہا کہ بیشک آپؐ نبی ہیں' ارشاد ہوا کہ پھر میری اتباع سے کیوں گریز کرتے ہو۔ کہا حضرت داؤد نے دعا کی تھی کہ نبوت ان ہی کی اولاد (بنی اسرائیل) میں رہے گی۔ اگر ہم آپؐ کا اتباع کریں گے تو یہود ہم کو قتل کردیں گے 1۔

اس خیال کے یہود بکثرت تھے اور یہی مخالفت میں پیش پیش تھے:

(ج) تیسرا گروہ وہ تھا جو نہ نبوت کو حضرت موسیٰؑ پر ختم سمجھتا تھا اور نہ اس کو بنی اسرائیل میں محدود بلکہ وہ انبیاء کی اصل پیشین گوئی اور تورات کے بیان کے مطابق یہ سمجھتا تھا کہ ایک نبی آنے والا ہے' خواہ وہ عرب میں ہو یا عجم میں' یہی یہود کا اعتدال پسند گروہ تھا۔ اور یہی آپؐ کی بعثت کا منتظر تھا' اور اسی کے بعض افراد نے اسلام قبول کیا 2' مگر بعض ذاتی مصالح کے تحت بیشتر افراد نے دوسرے گروہ کا راستہ اختیار کیا' اور ان کے ساتھ رہے' اور دولت ایمان سے محروم رہے۔

(2) عام طور پہ یہود یہ سمجھتے تھے کہ جو نبی بھی آئے گا۔ ان کے ہر خیال اور ان کی زندگی کے ہر معاملہ میں ان کی تائید کرے گا۔ لیکن جب ان کی یہ توقع پوری ہوتی ہوئی نظر نہیں آئی تو انھوں نے مخالفت شروع کردی۔

حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں یہود جو غلط اور فاسد عقیدہ رکھتے تھے' قرآن نے ابتدائے نزول ہی میں اس کا ابطال کیا۔ اور حضرت عیسیٰؑ کو راست باز اور ان کو مجرم ٹھہرایا۔

---

1 مسند طیالسی ص 16 جزء' نسائی باب تحریم الدم

2 تفسیر و سیرت میں یہ یہود کے بارے میں بظاہر مختلف و متضاد روایتیں ملتی ہیں' اس لیے مطالعہ کرنے والوں کے لیے پریشانی اور انتشار خیال کا باعث بن جاتی ہیں' لیکن اگر یہ تقسیم میں پیش نظر رہے تو انشاء اللہ ان روایتوں میں کوئی تضاد نظر نہ آئے گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرے انبیاء کرام علیہم السلام کے متعلق بھی ان کی دینی کتابوں میں ایسی بے سرو پا باتیں' اور ان کے درمیان' ایسے قصے عام طور پر مشہور تھے' جن سے ان کے دامن عفت پر نعوذ باللہ من ذالک داغ ہی نہیں آتا تھا بلکہ ان کے فساد و عقیدہ کا بھی پتہ چلتا تھا' قرآن نے اس طرح کے قصوں اور افسانوں کی بھی تردید کی۔ اور انبیاء کی عصمت و عفت کی شہادتیں پیش کیں۔ سورہ انعام' سورۂ مریم' سورۂ صافات میں ایک ایک کا نام لیکر کسی کو صدیقا نبیا کسی کو کان من المخلصین وغیرہ کہا' اور سورہ انعام میں تمام مشہور انبیاء کے ذکر کے بعد کہا کل من الصالحین' سب کے سب صالح اور نیکو کار تھے' حضرت سلیمان علیہ السلام کو خصوصیت کے ساتھ انھوں نے بہت زیادہ متہم کیا تھا' اور عجیب و غریب واقعات بلکہ کفر و شرک تک کو ان کی طرف منسوب کر دیا تھا۔ قرآن نے سورۂ نحل' پھر سورہ بقرہ میں اس کی تردید کی۔ اور ان کو ان چیزوں سے منزہ قرار دیا' اسی طرح دوسرے واقعات وقصص و حکایات کا بھی قرآن نے رد کیا۔ ظاہر ہے کہ یہ ساری باتیں یہود کے توقعات کے خلاف تھیں۔ اس لیے ان کا برا فروختہ ہونا بالکل طبعی تھا' اور وہ برا فروختہ ہوئے۔

(3) یہود۔ جیسا کہ ہم اوپر لکھ چکے ہیں' ہر طرح کے اخلاق ذمیمہ اور معائب سیۂ میں مبتلا تھے' مگر اس کے باوجود اہل عرب میں عزت و شرف کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے' اس لیے وہ اپنی موجودہ اخلاقی حالت وروش پر مطمئن ہی نہیں تھے بلکہ دینی حیثیت سے اس کو اپنے لیے جائز بھی سمجھتے تھے۔ جیسا کہ اہل کتاب کے اموال کے بارے میں انھوں نے اپنے خیال کا اظہار کیا تھا۔ (آل عمران)

اسلام اس کے برخلاف مکارم اخلاق' فضائل و محاسن کی تعلیم دیتا تھا' جس کے فروغ کا لازمی نتیجہ یہودیوں کی موجودہ حالت کا زوال تھا' خصوصیت سے ان کی اقتصادی زندگی کی تو قطعی موت تھی' اور چونکہ وہ اپنی روش کو بدل نہیں سکتے تھے' اس لیے انھوں نے مہر ہدایت ہی پر خاک ڈالنی شروع کر دی' چنانچہ یہود کے جس طبقہ اور قبیلہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں جتنی ہی اخلاقی کمزوریاں زیادہ تھیں' اتنا ہی وہ اسلام کی دشمنی میں پیش پیش تھا۔

(4) یہود نے شرف و نجات کا مدار ایمان و عمل کے بجائے نسل و ذات پر رکھا تھا۔ اسلام آیا تو اس نے شرف و عزت' نجات و بخشایش کا مدار ایمان و عمل قرار دیا' اس نے یہ اصول بتایا۔

وماتقدموا لا نفسکم من خیر تجدوہ عند اللہ ھو خیرا و اعظم اجرا[1] (مزمل-2)	اور جو نیک عمل اپنے لیے آگے بھیج دو گے اس کو اللہ کے پاس پہنچ کر اس سے اچھا اور ثواب میں بڑا پاؤ گے۔

www.KitaboSunnat.com

شرف و عزت کا یہ معیار قرار دیا'

ان اکرمکم عند اللہ اتقکم (حجرات-2)	تم سب میں بڑا شریف وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیز گار ہو۔

چونکہ قرآن کے ان اعلیٰ اخلاقی اصولوں سے ان کے مزعومہ شرف و عزت کے قلعہ کی دیواریں مسمار ہورہی تھیں' اس لیے وہ چراغ پا ہوگئے۔

(5) اسلام سے پہلے اہل عرب عام طور سے علمی اور دینی اعتبار سے بالکل بے مایہ تھے' اور یہودیوں میں علم بھی تھا اور مذہب بھی' اس لیے وہ قدرتی طور پر عربوں کو اپنے سے کم تر' حقیر اور بے مایہ سمجھتے تھے' خود عربوں کو بھی ان کی برتری کا اعتراف تھا' ان میں اسلام آیا اور انھوں نے اس کی تعلیمات کو قبول کیا' تو ان کی دینی اور علمی بے مائیگی دور ہونے لگی' اور ان کا احساس برتری خود بخود بیدار ہونے لگا' قاعدہ ہے کہ جب کوئی قوم کسی شرف و فضل کی حامل ہوتی ہے۔ تو طبعًا کسی دوسری قوم کو اس کا شریک بننا پسند نہیں کرتی' چاہے اس شرف و عزت کی خصوصیات کا کوئی ادنی شائبہ بھی اس میں باقی نہ رہ گیا ہو' اس بنا پر یہود اپنے فضل و شرف میں عربوں کو شریک اور اپنے اوصاف و خصوصیات ان کی طرف منتقل ہوتے ہوئے کیسے دیکھ سکتے تھے۔

1 یہ آیت سورۂ مزمل کی ہے جو ابتدائی سورتوں میں ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(6) ظہور اسلام سے پہلے عربوں میں آپس میں نہ کوئی وحدت تھی' نہ اخوت' بلکہ ہر طرف اختلاف و انتشار' اور ظلم و ستم کا دور دورہ تھا' وہ بے شمار قبیلوں اور خاندانوں میں بٹے ہوئے تھے' جب اسلام آیا تو اس نے ان چیزوں کو مٹایا۔ اس نے اختلاف کو اتحاد سے انتشار کو وحدت سے بدلا ظلم و ستم کی بجائے اخوت و مساوات کی تعلیم دی' جس کی وجہ سے عربوں میں اخوت و مساوات اور اتحاد و اتفاق کی نئی روح دوڑنے لگی' پھر مدینہ پہنچ کر آپ نے اس کا عملی نمونہ یہ پیش کیا کہ انصار کے ان قبائل کو جو برسوں سے آپس میں لڑتے آرہے تھے۔ ان کو شیر و شکر کردیا' پھر اس سے بھی بڑھ کر مہاجرین اور انصار میں آپ نے مواخات یعنی بھائی چارہ کرادیا' انصار کے قبائل' خصوصیت سے اہل مکہ اور اہل مدینہ میں صدیوں سے اختلاف چلا آرہا تھا' اور یہود اس سے برابر فائدہ اٹھاتے رہتے تھے۔ اس لیے ان کو متحد و متفق ہوتے اور گلے ملتے یہ کیسے دیکھ سکتے تھے۔

پھر اسی اخوت و مساوات کی فضا سے عربوں ہی کو فائدہ نہیں پہنچا' بلکہ خود یہود مدینہ میں ضعیف اور کمزور طبقہ تھا' اس کے دلوں میں بھی نئے حوصلے اور انقلابی عزائم کروٹ لینے لگے' حضرت عبداللہ بنؓ عباس فرماتے ہیں کہ یہود مدینہ دو طبقوں میں بٹ گئے تھے۔ ایک غالب اور مضبوط تھا' دوسرا مغلوب اور مقہور' غالب طبقہ ان غریب یہودیوں پر ہمیشہ ظلم و ستم کرتا رہتا تھا۔ حتی کہ اگر غالب گروہ کا کوئی آدمی مغلوب گروہ کے ہاتھوں مارا جاتا' تو ان کو سو وسق دیت دینی پڑتی' اور اگر اس کے برعکس ہوتا تو وہ ان کو صرف پچاس وسق دیت دیتے' یہ ظلم و ستم کا بازار اسی طرح گرم تھا کہ آپؐ ہجرت کرکے مدینہ تشریف لائے' آپؐ کی آمد کے بعد ایک بار اسی طرح کا ایک معاملہ پیش آیا' تو مغلوب گروہ نے دیت دینے سے انکار کیا' اور غالب گروہ کے پاس کہلا بھیجا کہ:

انا انما اعطینا کم ھذا ضیما منکم لنا وفرقا منکم فاما اذاقدم محمد فلا نعطیکم ذالک (مسند احمد ج1 ص 246)	ہم اب تک زیادہ دیت صرف تمہارے ظلم اور خوف کیوجہ سے دیتے رہے ہیں۔ اب جبکہ محمد (ﷺ) کے آنے کے بعد (ظلم زیادتی کا خوف نہیں ہے) تو ہم زیادہ دیت نہیں دے سکتے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ظاہر ہے کہ یہ چیزیں یہود کے لیے کس قدر سوہان روح ہوئی ہوں گی۔

(7) یہود کی مخالفت کے اسباب میں ایک سبب تحویل قبلہ بھی ہے' جب تک مسلمانوں کا قبلہ بیت المقدس تھا' عام عربوں اور مسلمانوں میں اس کی وجہ سے ان کی ایک عظمت باقی تھی' مگر جب تحویل قبلہ ہوا تو ان کی اس عظمت کو ایک اور دھکا لگا' ان کی مخالفت پہلے ہی سے کیا کچھ کم تھی۔ اب اس میں اور اضافہ ہوگیا' پہلے وہ یہ کہ کر لوگوں کے سامنے اسلام کی اہمیت کم کرتے تھے' کہ محمد (ﷺ) تو ہمارے ہی قبلہ کی طرف نماز پڑھتے ہیں' اب وہ یہ کہہ کر مخالفت کرنے لگے کہ یہ نبی عجیب دین لیکر آئے ہیں کہ جن کا قبلہ بھی بدلتا رہتا ہے' اور پھر یہ کہتے کہ جو لوگ اس سے پہلے والے قبلہ کی طرف رخ کرکے عبادت کرچکے ہیں۔ خواہ وہ زندہ ہوں یا مردہ ان کی تمام عبادتیں اکارت گئیں' چنانچہ ان کے اس کہنے سننے کا اثر مسلمانوں پر بھی پڑا' اس لیے قرآن نے ان کے تمام اعتراضات کا جواب دیا' سورہ بقرہ رکوع 17، 18 میں اس کی پوری تفصیل موجود ہے۔

اس تحویل قبلہ کا اثر ان پر اس قدر پڑا کہ جو اسلام کے سب سے بڑے دشمن تھے' مثلاً کعب بن اشرف رفاعہ بن قیس اور قروم بن عمر وغیرہ آپؐ کی خدمت میں آئے اور کہا کہ یا محمد (ﷺ) یہ کیا بات ہے کہ تم نے قبلہ تبدیل کردیا' اگر پہلے قبلہ کی طرف پھر لوٹ جاؤ تو ہم تمہاری تصدیق اور اتباع کریں گے[1]۔

ظاہر ہے کہ یہ بات انھوں نے کسی اخلاص کی بنا پر نہیں کہی تھی' نہ یہ منشا تھا کہ وہ دین اسلام کو قبول ہی کرلیں گے' بلکہ اس تحویل قبلہ سے ان کے وقار اور ان کی دینی عظمت کو جو دھکا لگا تھا چاہتے تھے کہ اس طرح اس کو سنبھال لیں اور پھر ان کو یہ بھی خیال تھا کہ اگر وہ دوبارہ بیت المقدس کو قبلہ بنانے میں کامیاب ہوجائینگے تو عام عربوں اور کمزور مسلمانوں کو برگشتہ کرنے کا ان کو موقع مل جائے گا۔

(8) ان موانع کے باوجود جو نیک فطرت اور حق پسند افراد تھے' وہ اسلام کی

1 طبری میں اس کی پوری تفصیل موجود ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حقانیت کے قائل بلکہ اس کے قبول کر لینے کی طرف بھی مائل تھے' مگر چونکہ عام یہود آبادی اس کی مخالف تھی' اس لیے وہ ان کے خوف سے قدم آگے نہیں بڑھا سکے' اس سلسلہ میں احادیث و سیر میں متعدد واقعات ملتے ہیں۔

مسند طیالسی اور نسائی میں ہے کہ کچھ یہود آپؐ کے پاس آئے' اور انھوں نے آپؐ سے تسع بینات 1 کے متعلق سوال کیا' ارشاد ہوا کہ شرک نہ کرو' آپس میں قتل و خونریزی نہ کرو' چوری اور زنا سے پرہیز کرو' جادوگری اور سود خواری سے باز آؤ۔ پاکباز عورتوں پر تہمت نہ لگاؤ' بزدلی نہ دکھاؤ' کسی کمزور و بے قصور کو ناحق کوئی الزام رکھ کر قتل کرنے یا اس کے مال کے لینے کی کوشش 2 نہ کرو۔ آپؐ جب یہ سب کچھ ارشاد فرما چکے تو انھوں نے آپؐ کے ہاتھوں اور پیروں کا بوسہ دیا' اور پکار اٹھے:

نشھد انک نبی — ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپؐ بے شک نبی ہیں۔

آپؐ نے فرمایا جب تمہیں میری نبوت تسلیم ہے تو میرا اتباع کرنے میں کیا چیز مانع ہے' انھوں نے کہا:

انا نخشی تبعنک ان یقتلنا الیھود — ہم کو ڈر ہے کہ اگر ہم نے آپؐ کا اتباع کیا تو ہمیں یہودی مار ڈالیں گے۔

(طیالسی ص 20 خبر 5 و نسائی)

اسی طرح کعب بن اشرف جو بڑا مالدار یہودی تھا' اس کے متعلق زرقانی میں ہے کہ اس کے یہاں سے تمام یہودی علما و احبار کو وظیفے ملتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے مدینہ تشریف لانے کے بعد جب وہ ایک بار اس کے پاس اپنے وظائف لینے آئے تو اس نے کہا کہ اس شخص محمد ﷺ کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے۔ انھوں نے کہا کہ:

---

1 قرآن میں ہے کہ ولقد اتینا موسی تسع ایات بینات اس روایت میں اسی طرف اشارہ ہے' تسع آیات کیا ہیں' اس میں اختلاف ہے۔

2 اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ تمام عیوب ان میں موجود تھے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ھوالذی کنا منتظر یہ وہی ہیں جن کا ہم انتظار کر رہے تھے۔

چونکہ یہ جواب اس کی توقع کے خلاف تھا' اس لیے یہ کہہ کر کہ میرے مال میں اور بہت سے لوگوں کے حقوق ہیں۔ وظیفہ دینے سے انکار کردیا' علماء و احبار اس کے یہاں سے لوٹے تو ان کو اپنے اظہار حق پر بڑا رنج ہوا۔ دوبارہ واپس آئے اور کعب سے عرض کیا کہ ہم نے عجلت میں جواب دیدیا تھا' بعد میں جب ہم نے غور کیا تو معلوم ہوا کہ ہم نے جواب میں غلطی کی' یہ (محمد ﷺ) وہ منتظر نبی نہیں ہیں' اس کے بعد کعب نے ان کے وظائف جاری کردیئے اور یہ اعلان کردیا کہ:

لکل من تابعھم من الاحبار شیا من مالہ (ج 2 ص 9-10) جو علمائے یہود (آپؐ کی نبوت کی تکذیب میں) ان احبار کا اتباع کریں ان کو بھی کچھ نہ کچھ وظیفہ ملے گا۔

اوپر جو اسباب و موانع بیان کیے گئے ہیں ان سے یہ اندازہ ہوگیا ہوگا کہ یہود کی مخالفت اور اسلام دشمنی کسی حقانیت یا کسی ٹھوس بنیاد پر نہیں تھی بلکہ اس میں صرف ان کی نفسانیت' خود غرضی اور دنیاوی مصلحتیں کام کررہی تھیں۔ اور اس کو چھپانے کے لیے وہ مذہب کی آڑ لے رہے تھے۔

یہود سے معاہدہ:

اوپر ان کے اور مسلمانوں کے تعلقات کے سلسلہ میں ہم معاہدہ کا ذکر کررہے تھے کہ ضمناً ان اسباب و موانع کا ذکر کردینا مناسب معلوم ہوا' جن کی وجہ سے یہود اسلام کی طرف بڑھنے کے بجائے اس سے دور ہوتے جارہے تھے' اب پھر اس سلسلہ بحث کو ہم شروع کرتے ہیں' معاہدہ انصار اور یہود دونوں سے ہوا تھا' جو حصہ یہود سے متعلق ہے اس کا خلاصہ یہ ہے:

(1) یہود کو مذہبی آزادی حاصل ہوگی اور ان کے مذہبی امور سے کوئی تعرض نہیں کیا جائیگا۔

(2) یہود اور مسلمان باہم دوستانہ برتاؤ رکھیں گے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(3) یہود یا مسلمانوں کو کسی سے لڑائی پیش آئے گی تو ایک فریق دوسرے کی مدد کریگا۔

(4) قریش اور ان کے حلیف قبائل کو کوئی امان نہ دے گا۔

(5) کسی دشمن سے اگر ایک فریق صلح کریگا تو دوسرا بھی شریک صلح ہوگا' لیکن مذہبی لڑائی اس سے مستثنیٰ ہوگی۔

(6) مدینہ پر کوئی حملہ کریگا تو دونوں فریق مل کر مقابلہ کریں گے۔

(7) خونبہا اور فدیہ کا جو طریقہ پہلے سے چلا آ رہا تھا' وہ بدستور قائم رہے گا۔

(8) یہود اور انصار میں اگر کوئی اختلاف ہوگا تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف رجوع کیا جائے گا۔

یہ آخری دفعہ انصار اور یہود دونوں کے معاہدات میں موجود ہے' یہ معاہدہ 47 دفعات پر مشتمل ہے جن میں تقریباً بائیس دفعات یہود سے متعلق ہیں' جس کا خلاصہ یہاں بیان کردیا گیا ہے یہود کے معاہدہ میں یہ بات بھی کئی بار دہرائی گئی ہے کہ جو کوئی شخص یا قبیلہ عہد شکنی یا ظلم کرے گا۔ اس کو اس کا وبال اٹھانا پڑے گا۔

اس معاہدہ کے سلسلہ میں دو باتیں قابل غور ہیں' ایک یہ کہ یہ کس سنہ میں ہوا' اور دوسری یہ کہ اس میں یہود کے مشہور قبائل مثلاً بنو قریظہ' بنو نضیر اور بنو قینقاع کا ذکر کیوں نہیں ہے؟

تمام ارباب سیر معاہدہ کا ذکر ہجرت کے پہلے سال کے سلسلۂ واقعات میں کرتے ہیں' لیکن ڈاکٹر حمید اللہ صاحب نے اپنی کتاب ''عہد نبوی میں نظام حکمرانی'' کے صفحہ 86,85 میں یہود کے معاہدہ کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ غزوۂ بدر کے بعد یعنی 3ھ میں مرتب ہوا' اس پر انھوں نے علمی طور پر کچھ دلائل بھی ہیں مگر عاجز کو ڈاکٹر صاحب موصوف کی رائے سے اختلاف ہے اور اس کے لیے اس کے پاس دلائل بھی ہیں جن کی تفصیل کا یہ موقع نہیں ہے' اس سلسلہ میں صرف اتنا اشارہ کافی ہے کہ معاہدہ کا انعقاد اگر غزوۂ بدر کے بعد تسلیم کیا جائے تو پھر بنوقینقاع کے زمانۂ اخراج کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کچھ آگے بڑھانا پڑے گا' اس لیے کہ 2ھ کے رمضان میں غزوۂ بدر پیش آتا ہے اور شوال کے مہینہ میں بنوقینقاع کا اخراج عمل میں آتا ہے' ظاہر ہے کہ ان سے معاہدہ کرنے اور ان کے اخراج میں اتنا کم فصل کسی طرح قرین قیاس نہیں ہوسکتا۔

اس معاہدہ میں یہود کے کسی مشہور قبیلہ کا ذکر نہیں ہے بلکہ زیادہ تر ان ذیلی قبائل کا ذکر ہے جو جدید الیہودیہ تھے' اس لیے خیال ہوتا ہے کہ یا تو ان سے اس سے الگ کوئی دوسرا معاہدہ ہوا یا پھر ان قبائل میں سے ہر ایک سے علیحدہ علیحدہ معاہدہ ہوا۔

یہ بات اس لیے اور بھی قرین قیاس ہے کہ اس معاہدہ میں دس یہودی قبائل کا الگ الگ ذکر کیا گیا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہود کا ہر قبیلہ اپنی ایک علیحدہ وحدت اور جداگانہ حیثیت کے ساتھ اس میں شریک ہوا تھا' یہی وجہ ہے کہ جب ان میں سے کسی قبیلہ نے مسلمانوں سے جنگ کی تو دوسرے خاموش رہے' بلکہ بعض مواقع پر تو انھوں نے اپنے ہم مذہبوں کے علی الرغم مسلمانوں کی مدد بھی کی' اگر یہ تمام یہودی قبائل کا یہ متحدہ معاہدہ ہوتا تو کسی ایک سے جنگ چھڑ جانے پر دوسرے خاموش نہ رہتے۔

یہود مدینہ کا نقض معاہدۂ جنگ اور اُن کا خاتمہ:

اب تک ان کی جو روش تھی' اس سے مسلمانوں کو ہر وقت یہ خطرہ لاحق تھا کہ معلوم نہیں کس وقت وہ نقض عہد کرکے ان پر حملہ کردیں' اس خطرہ کی وجہ سے جب تک یہود مدینہ میں رہے' آپؐ جب کسی غزوہ میں مدینہ سے باہر تشریف لے جاتے تو مدینہ کی حفاظت کا پورا انتظام فرما جاتے' یہی نہیں' بلکہ آہستہ آہستہ وہ معاہدہ کی ان رعایتوں کو بھی ختم کرتے جارہے تھے' جن کا مرعی رکھنا ان کے لیے ضروری تھا' غزوہ بدر میں معاہدہ کی رو سے ان کو مسلمانوں کی مدد کرنی چاہیے تھی' مگر انھوں نے کوئی مدد نہیں کی پھر بھی ان کو اس پر نہ کوئی شرمندگی ہوئی اور ان کے طرز عمل میں نہ کوئی فرق آیا بلکہ بنو قینقاع نے تو غزوۂ بدر کے فوراً بعد ہی نقض[1] معاہدہ کا اعلان کردیا' اور اس کا مظاہرہ

---

[1] غزوۂ بدر کے بعد فوراً نقض معاہدہ کی وجہ بجز اس کے کچھ سمجھ میں نہیں آئی کہ انھوں نے سمجھا کہ مسلمان اس وقت کمزور ہیں' اگر ان پر حملہ کردیا جائے تو بآسانی ختم ہو سکتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی شروع کردیا۔ یعنی یہ کہ ایک مسلمان عورت کی کھلے بازار انھوں نے بے حرمتی کی' لیکن آپؐ نے نقض معاہدہ اور اس واقعہ کے بعد بھی ان کے خلاف جارحانہ اقدام نہیں کیا' بلکہ اتمام حجت کے طور پر ان کو جمع کرکے سمجھانے کی کوشش کی' اور ان کے سامنے اسلام کی دعوت پیش کی' لیکن وہ کسی طرح نہ ماننے اور انکار و جحود پر قائم رہے' تو آخر میں آپؐ نے فرمایا کہ خدا سے ڈرو' کہیں ایسا نہ ہو کہ قریش کی طرح عذاب الٰہی تم کو بھی پالے' انھوں نے کہا۔ ہم قریش نہیں ہیں ہم سے جنگ ہوگی تو معلوم ہوگا' چونکہ اس افہام و تفہیم کے بعد اب مزید مہلت کا موقع باقی نہیں رہ گیا تھا۔ اس لیے مسلمانوں نے ان کے مکانوں کا محاصرہ کرلیا' آخر کار انھوں نے مدینہ چھوڑ دینے پر اپنی رضامندی کا اظہار کیا' اور وہاں سے وادی القریٰ' پھر کچھ دنوں کے بعد شام چلے گئے1۔

اس قبیلہ کے بعض افراد کا اس کے بعد بھی مدینہ میں پتہ چلتا ہے' ممکن ہے جن لوگوں نے معافی مانگ لی ہو' ان کو رہنے کی اجازت مل گئی ہو۔

بنو قینقاع کے اخراج کے بعد بھی یہود کے دوسرے قبائل کو کوئی عبرت حاصل نہیں ہوئی' اور نہ انھوں نے اپنی روش میں کوئی تبدیلی پیدا کی' بلکہ اب پہلے سے بھی زیادہ انھوں نے اسلام کے خلاف ریشہ دوانیاں شروع کردیں' خفیہ ساز باز کی قریش کو درپردہ مدد دی' آنحضرتﷺ کے قتل کی سازش کی' غرض معاہدہ کی ایک ایک دفعہ کو انھوں نے عملاً توڑ ڈالا۔ ان کے خلاف جنگ کا اعلان کردیا گیا' اور ان کو اس کی سزا بھگتنی پڑی' اس لیے کہ معاہدہ میں باربار یہ بات دہرائی گئی تھی کہ جو ظلم یا نقض معاہدہ کرے گا اس کو اس کا وبال اٹھانا پڑیگا' یعنی 4ھ میں بنو نضیر کا مدینہ سے اخراج ہوا' اور 5ھ میں بنو قریظہ کا استیصال کیا گیا۔

ہم نے یہاں قصداً بہت اختصار سے کام لیا ہے۔ اس لیے کہ اس مختصر مقدمہ میں ان واقعات کی پوری تفصیل کی گنجائش نہیں ہے۔ حالانکہ اس سلسلہ میں عاجز کے مطالعہ میں بعض ایسی چیزیں بھی آئیں ہیں جو سیرت کی متداول کتابوں میں نہیں ملتیں'

1۔ واقدی ص 362

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مگر یہاں ان کے تذکرہ کا بھی موقع نہیں ہے۔

4ھ میں بنو نضیر کے اخراج کے بعد مدینہ کی داخلی فضا بڑی حد تک پرسکون ہوگئی' مگر مدینہ کے باہر کی فضا مسلمانوں کے حق میں پہلے سے بھی زیادہ خراب ہوگئی' یہود مدینہ سے نکلے تو بنو قینقاع تو وادی القریٰ ہوتے ہوئے شام چلے گئے' مگر بنو نضیر خیبر میں قیام پذیر ہوگئے' خیبر مدینہ کے بعد یہود کا دوسرا بڑا مرکز تھا' یہاں پہنچ کر وہ خاموش نہیں بیٹھے بلکہ اپنی ریشہ دوانیاں برابر جاری رکھیں' انھوں نے خیبر کے یہود اور آس پاس کے تمام عرب قبائل کو مدینہ پر حملہ کے لیے تیار کیا' ان کا ایک وفد قریش کے پاس بھی گیا' اس وفد کا سرکردہ حیی بن اخطب تھا' اس سے اور قریش سے جو گفتگو ہوئی اسے ہم یہاں نقل کرتے ہیں۔ تاکہ ان کی ریشہ دوانیوں کا پورا اندازہ ہوجائے۔

قریش: بنو نضیر کے لوگ کہاں ہیں' اور کیا کررہے ہیں۔

حیی بن اخطب: ترکتھم بین خیبرو المدینة تیرَدَّدون حتی تاتوھم فتسیروا معھم الیٰ محمد واصحابہؓ 1	میں نے ان کو خیبر اور مدینہ کے درمیان چھوڑ دیا ہے۔ وہ گشت کررہے ہیں اور تمہاری آمد کا انتظار کررہے ہیں تم ان کو محمد اور ان کے اصحاب پر حملہ میں اپنی ساتھ پاؤ گے۔
قریش: بنی قریظہ کا کیا حال ہے۔	
حی ابن اخطب: اقاموا بالمدینة مکر بمحمد حتی تاتوھم فیمیلوا معکم	بنو قریظہ مدینہ میں محمد(ﷺ) کو دھوکا دینے کی غرض سے مقیم ہیں' جب تم مدینہ پہنچو گے تو وہ تمہارے ساتھ حملہ کریں گے۔

اس سے دو باتوں کا اندازہ کیا جاسکتا ہے' ایک یہ کہ ان کی سازش کا جال کتنی دور تک پھیلا ہوا تھا' دوسری یہ کہ بنو نضیر کے اخراج کے وقت بنو قریظہ جو خاموش تھے' تو درحقیقت اس میں ان کی ایک سیاسی چال اور سازش پوشیدہ تھی' جو غزوۂ خندق کی صورت میں ظاہر ہوئی۔ جس میں حجاز کے تمام مشہور قبائل شریک تھے' لیکن نصرت

1 مغازی واقدی ص 3062 مطبوعہ بپٹسٹ پریس کلکتہ

16055

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خداوندی اور مسلمانوں کے حسن تدبیر سے ان کو زبردست شکست ہوئی۔

بنو قریظہ جس مقصد سے اب تک مدینہ میں رکے ہوئے تھے۔ اس کا اس موقع پر انھوں نے درپردہ اظہار بھی کیا' مگر ناکامیابی کے آثار دیکھ کر وہ کھل کر سامنے نہیں آئے۔ آنحضرت ﷺ کو ان کی درپردہ کبادیوں اور فساد انگیزیوں کا چونکہ علم ہو چکا تھا۔ اس لیے غزوۂ خندق کے فوراً بعد ہی مدینہ سے ان کا بالکل استیصال کردیا گیا۔

یہود خیبر سے جنگ:

غزوۂ خندق کی عبرتناک شکست اور بنو قریظہ کی شدید ناکامیابی کے بعد بھی یہود کو تنبہ نہیں ہوا' اور وہ دوبارہ خیبر اور اس کے آس پاس کے قبائل میں جنگ کی آگ بھڑکانے کی فکر میں لگ گئے' اس وقت یہود خیبر کا سردار اسیر بن رزام تھا' اس نے تمام عرب قبائل میں دورہ کیا' اور مدینہ پر حملہ کرنے کے لیے ان کو ابھارا' یہود کے سامنے تقریر کی ہمارے پیشروون نے محمد (ﷺ) کے مقابلہ کے لیے جو تدبیرین اختیار کیں' وہ غلط تھیں' صحیح تدبیر یہ ہے کہ خود محمد (ﷺ) کے مرکز حکومت پر حملہ کیا جائے اور میں یہی طریقہ اختیار کروں گا[1]۔

امام سرخسیؒ کے ایک بیان سے پتہ چلتا ہے کہ یہود خیبر اور اہل مکہ کے درمیان بھی ایک خفیہ معاہدہ ہوا تھا' ان کے الفاظ یہ ہیں:

لما كان بين اهل مكة واهل خيبر من المواخاة على ان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا توجه الى احد الفريقين اغار الفريق الاخر[2]۔

اہل مکہ اور اہل خیبر (یہود) کے درمیان معاہدہ تھا کہ اگر رسول اللہ ﷺ دونوں میں سے کسی فریق پر حملہ کریں تو دوسرا فریق اس کی جنگی مدد کرے۔

ایک طرف یہود کے مکروفریب کا یہ جال بچھا ہوا تھا' دوسری طرف خود اہل

---

1 زرقانی ج 2' ص 196

2 شرح السیر الکبیر ج 1' ص 201

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مکہ غزوۂ خندق کی ذلت انگیز شکست کے بعد انتقام کی تیاریاں کررہے تھے' جس کی اطلاعیں برابر بارگاہ رسالتؐ میں پہنچتی تھیں۔ ظاہر ہے کہ مسلمانوں کیلئے بیک وقت دونوں دشمنوں سے مقابلہ کرنا آسان نہ تھا' دوسرے اس وقت اہل مکہ سے کہیں زیادہ اہل خیبر کی طرف سے حملہ کا خطرہ تھا۔ اس لیے آنحضرت ﷺ نے تو اہل مکہ سے حدیبیہ میں صلح کرلی تاکہ دشمن کا ایک بازو بیکار ہوجائے۔ امام سرخسیؒ لکھتے ہیں:

فواد ع اہل مكة حتى يا من جانبهم 1۔	اہل مکہ سے آپؐ نے معاہدۂ صلح کرلیا' جس سے آپؐ کو غنیم کے ایک گروہ کی طرف سے اطمینان ہوگیا۔

اور اہل خیبر کے خلاف جارحانہ اقدام کردیا' چونکہ یہ معرکہ مختلف حیثیتوں سے بہت سخت تھا' اس لیے آپؐ نے مدینہ میں یہ اعلان کردیا کہ:

لايخرجن معنا الاراغب الجهاد	صرف وہی لوگ ساتھ چلیں جن کی نیت جہاد کی ہو۔

اس کے دو مقصود تھے' ایک یہ کہ بزدل' غنیمت کے حریص اور منافقین نہ جانے پائیں' اور دوسرا یہ کہ لوگوں کو یہ معلوم ہوجائے کہ یہ اقدام ملک گیری کے لیے نہیں' بلکہ اعلاء کلمۃ اللہ اور حفاظت خود اختیاری کے لیے ہے۔

مسلمان مدینہ سے خیبر کے لیے روانہ ہوئے' تو یہود کے بعض حلیف قبیلوں نے راستہ میں ان سے کچھ چھیڑ چھاڑ کرنی چاہی' مگر مسلمان ان تمام موانع سے بچتے ہوئے خیبر پہنچ گئے۔

اوپر ہم لکھ چکے ہیں کہ خیبر کے یہود نہایت مالدار اور جنگی حیثیت سے نہایت مضبوط تھے' ان کے پاس متعدد نہایت مضبوط اور مستحکم قلعے تھے' جن میں یعقوبیؒ کے بیان کے مطابق بیس ہزار مسلح سپاہی موجود تھے' اس سے پہلے مسلمانوں کو اتنا سخت کوئی معرکہ پیش نہیں آیا تھا' تقریباً تین ہفتہ تک مسلسل جنگ ہوتی رہی' مسلمانوں کو بہت سخت مقابلہ کرنا پڑا' یہود قلعہ بند ہوکر لڑرہے تھے' پھر ان کے پاس منجنیقیں تھیں' جنہیں

1۔ مبسوط ج 23' ص 9

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ اس موقع پر استعمال کر رہے تھے' لیکن آخر کار یہود کے یہ تمام قلعے جن پر ان کو ناز تھا' یکے بعد دیگرے فتح ہوگئے' اور ان کو شکست فاش اٹھانی پڑی۔

خیبر کے یہود کی گذشتہ ریشہ دوانیاں تو ایسی تھیں کہ وہ کسی رعایت اور مروت کے مستحق نہیں تھے' مگر رحمت عالم ﷺ نے نہ صرف یہ کہ ان کے ساتھ کوئی سختی نہیں کی بلکہ انؓ کے ساتھ بہت خیر خواہانہ اور فیاضانہ سلوک کیا' ان کے قلعے' مکانات' باغات سب واپس کردیئے' ان کی زمینیں ان کے پاس رہنے دیں' اور طے کیا کہ ان میں جو پیداوار ہوگی اس کا نصف حصہ وہ برابر حضور ﷺ کو دیتے رہیں گے۔

اس ضمن میں دو ایک واقعے قابل ذکر ہیں' اثنائے جنگ میں یہودیوں کا ایک چرواہا جس کے ساتھ جانوروں کا ریوڑ بھی تھا' آکر مسلمان ہوگیا' آنحضرت ﷺ نے اس سے فرمایا کہ جاؤ' جانوروں کو ان کے مالک کے پاس پہنچا آؤ۔

دوران جنگ میں تورات کے کچھ نسخے مسلمانوں کے ہاتھ آگئے تھے' وہ ان کو واپس کردیئے گئے[1]۔

یہاں تک رعایت کی گئی کہ خیبر میں کوئی مسلمان امیر تک نہیں مقرر کیا گیا' بلکہ مسلمان تحصیلدار سال بسال وہاں جاتے تھے اور غلہ وصول کرتے تھے' وہ غلہ کی وصولی میں اس قدر عدل و انصاف برتتے تھے کہ غلہ کو دو حصوں میں برابر تقسیم کردیتے تھے' اور یہودیوں سے کہتے کہ ان میں سے جو چاہو لے لو' یہ دیکھ کر یہود کہتے تھے کہ اسی عدل و انصاف کی وجہ سے یہ زمین و آسمان قائم ہیں[2]۔

اس موقع پر ایک طویل بحث یہود کے خیبر چھوڑنے کی بھی ہے' مگر ہم اس کو بخوف طوالت نظر انداز کرتے ہیں۔

حجاز کے دوسرے حصوں کے یہود جنگ خیبر کے نتیجہ کا انتظار کر رہے تھے' جو ان کے ہم مذہبوں کی شکست کی صورت میں برآمد ہوا' انکی شکست اور سقوط خیبر کے بعد ہمیشہ کیلئے حجاز سے یہود کا سیاسی اور جنگی زور ختم ہوگیا' امام سرخسیؒ لکھتے ہیں:

---

1 آنحضرت ﷺ کی سیاسی زندگی' ص 341

2 مبسوط سرخسی' ج 23 'ص 7 .

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان الیھود بالحجاز کانو ینظرون مایؤل الیه حال النبی صلی الله علیه وسلم مع اهل خیبر فقد کانوا عز الیھود بالحجاز فلما صار وامقهورین ذلت سائر الیھود وانقادوا

حجاز کے تمام یہود اہل خیبر اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان جو جنگ تھی' اس کے نتیجہ کا انتظار کر رہے تھے' اس لیے کہ خیبر کے یہود حجاز کے یہودیوں میں سب سے زیادہ غالب' معزز اور صاحب اثر تھے جب وہ مغلوب ہوگئے تو سارے یہودی منقاد و مطیع ہوگئے۔

چنانچہ اس کے بعد ہی فدک' تیماء' وادالقریٰ اور بنوعذرہ کے یہودیوں نے یکے بعد دیگرے اطاعت قبول کرکے صلح کرلی۔

حجاز سے باہر مقنا' جربا' اذرح وغیرہ میں جو یہود تھے' ان میں سے بیشتر نے 8 سنہ 9ھ کے درمیان اطاعت قبول کی' غرض یہ ہے کہ خیبر کی شکست کے بعد یہود کی قوت وعزت کا خاتمہ ہوگیا' اور پھر ان کے اور مسلمانوں کے درمیان کوئی جنگ نہیں ہوئی۔

ابھی یہود بعد از اسلام کی تاریخ کے بہت سے گوشے' مثلاً اسلامی علوم وفنون کی ترقی و خدمت میں انھوں نے کیا حصہ لیا' اس کے کیا مفید و مضر اثرات مرتب ہوئے' مسلمانوں کے تمدن و معاشرت پر انھوں نے کیا اثر ڈالا' اور اسلامی تمدن و معاشرت کے انھوں نے کیا اثرات قبول کیے' وغیرہ تشنۂ تفصیل ہیں' لیکن ہم کو ناظرین کتاب کی واماندگی نظر کا احساس ہے' اس لیے اس موضوع کو کسی اور فرصت کے لیے اٹھا رکھتے ہیں' اور نصاریٰ کی تاریخ کی طرف توجہ کرتے ہیں' جو اس مقدمہ کا دوسرا اہم حصہ ہے۔

❁..........❁..........❁

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نصاریٰ

اوپر ہم لکھ چکے ہیں کہ عربوں سے دوسری قوموں کے تعلقات کے جو تین بڑے ذریعے تھے ان میں ایک عیسائیت بھی تھی' جزیرہ عرب میں اس کی ابتدا کب اور کس طرح ہوئی' اس کو سب سے پہلے عرب کے کن قبائل نے قبول کیا' صحیح طور سے ان کی نشاندہی مشکل ہے' تاہم عرب کے نصاریٰ 1 کی تاریخ سے اتنا پتہ چلتا ہے کہ یہود کے برخلاف جزیرہ میں ان کی آمد اور عیسائیت کی ترویج و ترقی کے اسباب زیادہ تر سیاسی اور کسی حد تک تبلیغی اور تجارتی تھے' یہود یا تو یہاں ہجرت کرکے آئے تھے' یا تجارت کی غرض سے آئے' اور پھر یہاں آکر آباد ہوگئے' جس کی وجہ سے یہودیت کو فروغ ہوا' اس کے برعکس یہاں عیسائیت کی ابتدا اور اس کی اشاعت زیادہ تر حکومت کے سایہ میں ہوئی' تجارتی آمدورفت سے بھی کسی قدر اس میں مدد ملی' اور عیسائی مشنریوں اور پادریوں نے بھی اس کی اشاعت میں حصہ لیا' مگر یہ سب حکومت کے کارندے تھے' تاریخ سے یہ بالکل پتہ نہیں چلتا کہ خود عیسائیوں کا کوئی طبقہ یا قبیلہ کہیں باہر سے ہجرت کرکے جزیرہ میں آیا ہو اور یہاں بس گیا ہو' اس لیے یہ سمجھنا چاہیے کہ عرب میں جو عیسائی تھے وہ سب خالص عربی النسل تھے۔

عرب کے پڑوس میں روم و حبشہ و عیسائی حکومتیں قائم تھیں' جن کے اثر سے یہاں عیسائیت کو فروغ ہوا' اس لیے پہلے ان کے اور عربوں کے تعلقات پر ایک سرسری نظر ڈال لینی چاہیے۔

رومیوں اور عربوں کے قدیم تعلقات:

قدیم زمانہ سے عربوں کی تجارت تقریباً تمام قریب و بعید ملکوں میں تھی' چین'

---

1 حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ماننے والوں کو عیسائی اور نصرانی دونوں کہتے ہیں' انصاری اسی نصرانی کی جمع ہے' جس حضرت عیسیٰؑ کے نام کی طرف ان کی نسبت ہوتی ہے تو عیسائی کہے جاتے ہیں۔ اور جب آپ کے وطن ناصرہ کی طرف ان کی نسبت ہوتی ہے تو عیسائی کہے جاتے ہیں' اور جب آپ کے وطن ناصرہ کی طرف نسبت ہوتی ہے تو نصرانی کہلاتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہندوستان' افریقہ اور یورپ تک عرب اپنا مال تجارت لیجاتے تھے' خصوصیت سے ایشیائے کوچک اور رومیوں کے تعلقات کا ذریعہ تو عرب تاجر ہی تھے 1۔ لیبان نے لکھا ہے کہ 4ھ صدی قبل مسیح سے پہلے سے رومیوں اور عربوں کے تعلقات کا پتہ چلتا ہے' مگر رومی و یونانی مؤرخین اس سے بہت کم واقف تھے۔ یہی وجہ ہے کہ مسالے' عطریات' ملبوسات اور جواہرات وغیرہ کی قسم کی چیزیں جو ہندوستان و چین سے آتی تھیں' اور عربوں کے ذریعہ دوسرے ممالک کو جاتی تھیں۔ وہ عرب ہی کی پیداوار اور حاصلات سمجھتے تھے' اسی لالچ میں رومیوں نے کئی بار جزیرہ عرب کو فتح کرنے کی کوشش کی مگر کامیاب نہیں ہوئے۔ 2

عربوں اور رومیوں کے یہ تعلقات اس وقت تھے' جب رومی صرف رومی تھے' عیسائی نہیں ہوئے تھے' لیکن ان کے عیسائی ہوجانے کے بعد ان میں اور عربوں میں جو تعلقات پیدا ہوئے اس کی تفصیل یہ ہے۔

رومی عیسائیوں سے تعلقات:

قدیم زمانہ میں یمن کے متعدد عربی قبیلے' ترک وطن کرکے دمشق و کوفہ میں آباد ہوگئے تھے' سنہ عیسوی کی ابتدائی صدیوں میں ان قبائل نے یہاں اپنی متعدد نو آبادیاں اور قبائلی ریاستیں قائم کرلی تھیں' ایک طرف اگر ایرانی سرحد کے قریب حیرہ (کوفہ) میں ان کی ایک ریاست تھی تو دوسری طرف دمشق میں رومی اور عربی سرحد پر قبیلہ سلیح جن کو ضجاعمہ اور ضجاعم بھی کہتے ہیں' ان کی نو آبادی قائم تھی' ان کے علاوہ سرحدی علاقہ میں اور بھی متعدد قبائل آباد تھے۔

عربوں کو ایرانیوں اور رومیوں دونوں سے نفرت تھی' اور پھر وہ معاشی حیثیت سے بھی مطمئن نہیں تھے' اس لیے اپنے ملحقہ رومی اور ایرانی علاقوں میں برابر لوٹ مار کرتے رہتے تھے' رومیوں اور ایرانیوں میں صدیوں سے سیاسی چشمک تھی' اس لیے

1 تمدن عرب' ص 85

2 ایضاً' ص 30

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دونوں کچھ حتو اپنے سیاسی مصالح اور دوسرے عربوں کی آئے دن کی غارت گری اور لوٹ مار کی وجہ سے ان کو اپنی طرف مائل کرنے کی کوشش کرتے رہے' جس میں دونوں کو کامیابی ہوئی' ایک طرف اگر ایرانیوں نے آہستہ آہستہ حیرہ کے عربوں کو اپنا ہمنوا بنالیا1' تو دوسری طرف رومی دمشق کے عربی قبائل کی حمایت حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے' اور وہاں اپنی ایک باجگذار ریاست بنائی2۔

دمشق میں پہلے قبیلہ ضجعم کی جو یہاں کا سب سے طاقتور قبیلہ تھا' باجگذار حکومت قائم ہوئی۔ سد مارب کے ٹوٹنے کے بعد قبیلہ غسان جب یمن سے ہجرت کرکے دمشق آیا ضجعمیون نے رومی سلطنت کی طرف سے ان پر فی کس ڈیڑھ دینار سالانہ ٹیکس مقرر کیا' پہلے تو اس کے ادا کرنے میں انھوں نے پس و پیش کیا' مگر پھر راضی ہو گئے' اور کچھ دنوں تک ٹیکس دیتے رہے' پھر اس کے دینے سے انکار کردیا' اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دونوں میں جنگ ہوئی' جس میں ضجعمیوں کو شکست ہوئی اور غسانیوں نے یہاں اپنی حکومت قائم کرلی' جس کا سردار اور یا حکمران ثعلبہ تھا۔

غسانی چونکہ رومیوں کے ٹیکس سے عاجز آکر لڑائی پر اتر آئے تھے' اس لیے غالباً رومی حکومت کو خطرہ پیدا ہوا ہوگا کہ کہیں یہ ایرانیوں سے نہ مل جائیں' اس لیے انھوں نے غسانی سردار ثعلبہ کے پاس پیام بھیجا کہ تم بڑے بہادر لوگ ہو' تم نے عرب کے سب سے طاقتور قبیلہ کو شکست دیدی' اس نے ضجعمیوں کی جگہ تمہیں حاکم مقرر کیا جاتا ہے' تم پر کوئی حملہ آور ہوگا تو رومی حکومت چالیس ہزار فوج سے تمہاری مدد کرے گی' اور اگر ہم پر کوئی حملہ آور ہوا تو تم لوگ بیس ہزار مسلح فوج سے ہماری مدد کرو گے' اسی کے ساتھ ہمارے اور ایرانیوں کے باہمی معاملات میں تمہیں کوئی دخل نہ ہوگا' چنانچہ طرفین میں یہ معاہدہ ہوگیا' اور غسانیوں کی حکومت یہاں قائم ہوگئی3۔

---

1 تمدن عرب' ص 85 2 خطط الشام ص 63 ج 1

3 کتاب المحبر' ص 371 حیرہ کی تاریخ جتنی اجاگر ہے' اتنی ہی عیسائیوں کی تاریخ الجھی ہوئی ہے' یہ بیان ہم نے ڈاکٹر حمید اللہ کے اتباع میں کتاب المحبر سے لیا ہے جو بہت واضح ہے' اور جس سے غسانیوں کی تاریخ پر پوری روشنی پڑتی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غسانی حکومت کس صدی میں قائم ہوئی؟ مختلف فیہ ہے' عام مؤرخین اور انسائیکلوپیڈیا آف اسلام کے مرتبین کے بیان کے مطابق یہ چھٹی صدی عیسوی کی ابتدا کا واقعہ ہے' مگر صاحب کتاب المحبر کا بیان ہے کہ غسانی حکومت کی ابتدا تیسری صدی کے ابتدائی سالوں میں ہوئی' محمد بن حبیب نے لکھا ہے کہ غسانیوں سے جس رومی شہنشاہ نے معاہدہ کیا اس کا نام دی قیوس (Decius) تھا' جس کی وفات 251ء میں ہوئی 1۔ اس سے ظاہر ہے کہ غسانیوں کی آمد اس سے پہلے ہوئی ہوگی' غرض غسانیوں نے ہمیشہ عربی حمیت ووفاداری کی لاج رکھی۔ اور سخت سے سخت وقت میں بھی رومیوں کا ساتھ نہیں چھوڑا اور ان کے دمساز رہے' یہاں تک کہ ان کے اثر سے خود بھی عیسائی ہوگئے 2۔

عربوں کی یہی سرحدی ریاست جزیرۂ عرب میں عیسائیت کی سوغات لائی' اور پورے جزیرہ میں اس کو لیجا کر تقسیم کیا' اس کے بعد رومیوں کے اثرات بتدریج بڑھتے گئے' یعنی ان کی ہی حکم برداری کے سایہ میں ان کا تمدن ان کا علم اور مذہب بھی آیا جس سے عربوں کے دل و دماغ اثر پذیر ہوتے لگے' چنانچہ تھوڑے ہی عرصہ میں سرحدی عربوں کی متعدد چھوٹی چھوٹی قبائلی ریاستیں پورے طور پر رومیوں کے سیاسی اثر کے ماتحت آگئیں' اور متعدد قبائل نے عیسائیت قبول کرلی' ان کے یہ تمدنی اور علمی اور مذہبی اثرات صرف سرحدی مقامات و قبائل ہی تک محدود نہیں رہے' بلکہ انھوں نے اس کو شمالی حجاز کے مرکزی شہروں مکہ' یثرب اور وادی القریٰ تک پھیلانے کی کوشش کی۔

کعبہ کی وجہ سے مکہ کو مذہبی تقدس حاصل تھا' اور اس کی تولیت پورے عرب کی سیادت کے ہم معنی تھی' اس لیے ہر زمانہ میں ہر طاقتور قبیلہ نے اس پر قبضہ کرنے کی کوشش کی' پہلے جرہم اس پر قابض تھے' اس کے بعد خزاعہ قابض ہوئے' آنحضرت ﷺ کے پردادا کے دادا قصی نے خزاعی سردار حلیل جو اس وقت کعبہ کا متولی تھا' اس کی لڑکی

1۔ ڈاکٹر حمید اللہ صاحب نے لکھا ہے کہ محمد بن حبید کے اس بیان کو بڑی اہمیت حاصل ہے' اب تک یہ خیال تھا کہ 518 کا واقعہ ہے' سیاسی زندگی' ص 256

2۔ انسائیکلوپیڈیا آف اسلام بحوالہ سیاسی زندگی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے شادی کرلی' قصی نہایت ہوشمند اور صاحب صلاحیت تھے' اس لیے حلیل جب مرنے لگا' تو کعبہ کی تولیت کے لیے ان کو وصیت کرگیا' لیکن بنو خزاعہ نے اس کے مرنے کے بعد قصی کو متولی تسلیم کرنے سے انکار کردیا' اور جنگ تک نوبت پہنچ گئی' اور قصی کامیاب ہوگئے' ابن قتیبہ نے لکھا ہے کہ:

واعانہ قیصر علیھا (ص 270) — قیصر روم نے اس اقتدار کے حصول میں قصی کو مدد دی۔

بعثت نبوی سے دو سو برس پہلے یثرب میں ایک مرتبہ یہودیوں اور اوس و خزرج میں جنگ ہوئی تو غسانی عیسائیوں نے ان قبیلوں کی مدد کی تھی[1]' ظاہر ہے کہ رومیوں اور غسانیوں کی قصی اور اوس وخزرج کے ساتھ یہ ہمدردی اور امداد و اعانت یونہی نہیں تھی' بلکہ اس میں ان کی ایک سیاسی غرض بھی پوشیدہ تھی' یعنی وہ چاہتے تھے کہ سرحدی مقامات کی طرح جزیرہ کے اندرونی مقامات خصوصیت سے حجاز میں بھی ان کا کچھ نہ کچھ عمل دخل ہوجائے اور وہ اس میں کسی حد تک کامیاب بھی ہوئے' تفصیل آگے آتی ہے۔

اہل حبشہ اور عربوں کے تعلقات:

سرحدی مقامات اور شمالی حجاز میں عیسائی اثرات رومی حکومت یا اس کے زیر اثر سرحدی ریاستوں کے ذریعہ پھیلے' مگر جزیرہ کے جنوبی حصہ یعنی یمن اور اس سے ملحقہ علاقوں میں عیسائیت کے فروغ کا سب سے بڑا ذریعہ حبشہ کی عیسائی حکومت تھی' اس لیے اس کے اور عربوں کے قدیم تعلقات پر بھی ایک نظر ڈالنی چاہیے۔

بعض مستشرقین حبشہ (ابی سینیا) کے صوبہ امہرہ کا تعلق یمن کے قدیم قبیلہ مہرہ سے ثابت کیا ہے[2]۔ ابن خلدون نے مہرہ کے متعلق تو نہیں' مگر اس سلسلہ کی دوسری شاخوں کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ مصر و حبشہ تک پھیل گئے تھے[3]۔ ممکن ہے اس تعلق

---

1. ابو الفضاء' ص 98' وفاء الوفاء
2. سیاسی زندگی میں 139
3. ابن خلدون ج 2' ص 247

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی بنا پر مستشرقین نے یہ رائے قائم کرلی ہو۔

اگر ابن خلدون اور مستشرقین کے بیان کو تسلیم کرلیا جائے تو تیسری صدی عیسوی سے پہلے عربوں اور اہل حبشہ میں تعلقات قائم ہوچکے تھے۔1

یمن میں عیسائیت کا سب سے بڑا مرکز نجران تھا' پانچویں صدی عیسوی سے پہلے یہاں عیسائیت آچکی تھی' اس وقت یہاں حمیری حکومت تھی' جس کے فرماں روا عموماً یہودی تھے' آخری فرمانروا ذونو اس تو غالی یہودی تھا' یمن کی اس حمیری حکومت اور حبشہ کی عیسائی حکومت میں برسوں سے کشمکش تھی' یمن میں عیسائیت کے فروغ سے حمیری حکومت اپنے لیے خطرہ محسوس کررہی تھی' اس لیے وہ اس ملک میں اس کے خاتمہ کی فکر میں تھی' اس اثنا میں ایک اتفاقی واقعہ یہ پیش آگیا کہ دو یہودی نجران میں قتل کردیے گئے' ذونو اس کو اس کی اطلاع ہوئی' تو اس کو ایک بہانہ ہاتھ آگیا۔ پوری ایک فوج کے ساتھ نجران گیا' اور عیسائیوں کا قتل عام شروع کردیا' مفسرین لکھتے ہیں کہ قرآن کی اس آیت قتل اصحاب الاخدود2 میں ذونو اس کے اسی حملہ اور قتل عام کی طرف اشارہ ہے۔

جو نجرانی عیسائی قتل ہونے سے بچ گئے' وہ حبشہ کے عیسائی بادشاہ کے دربار میں فریادلیکر پہنچے' اور اس کے سامنے انجیل مقدس کی جلی ہوئی جلدیں پیش کیں' غالباً وہ تنہا یمنی حکومت سے ان مظالم کا انتقام نہیں لے سکتا تھا' اس لیے اس نے قیصر روم سے مدد چاہی بعض مورخین کا بیان ہے کہ خود نجران کے فریادی ہی قیصر روم کے پاس گئے تھے' بہت ممکن ہے کہ ان میں سے کچھ حبشہ گئے ہوں' اور کچھ روم' اور مدد کے خواستگار ہوئے ہوں۔

بہرحال قیصر متاثر ہوا' اور کئی سو کشتیاں تیار کراکے حبشہ روانہ کیں' خود نجاشی

---

1 اس لیے کہ جن قبائل کا ذکر ابن خلدون نے کیا ہو وہ مارب ٹوٹنے سے پہلے یمن سے باہر جاچکے تھے' اور سد مارب کے متعلق اوپر ثابت ہوچکا ہے یہ واقعہ تیسری صدی کی ابتدا میں پیش آیا۔

2 اس آیت کی تفسیر و تشریح یہود کے ذکر میں آچکی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شاہ حبشہ نے بھی سات سو کشتیاں تیار کرائیں' اور ان پر ایک لاکھ یا اس سے زیادہ فوج سوار ہوئی' اور یہ فوج ان ہی کشتیوں کے ذریعہ آبنائے باب المندب کو عبور کر کے یمن کے ساحل پر اتر گئی' اور یمن پر حملہ کر دیا' جس میں ابتدا' ان کو شکست اٹھانی پڑی' مگر فوراً ہی حبشہ سے مزید کمک آ گئی' اور اس نے حمیری حکومت کو شکست دیدی' ان کے فرمانروا ذونواس نے خودکشی کر لی' یہ واقعہ 496ء کا ہے' ذونو اس کی شکست و خودکشی کے بعد پورا یمن حبشہ کی عیسائی حکومت کے تحت آ گیا' اور اس کے زیر سایہ عیسائیت کو یہاں بڑا فروغ ہوا' اور تقریباً سو برس تک اس کا زور باقی رہا' اس کے بعد یمن پر ایرانیوں کا قبضہ ہوا' جس سے عیسائیت کا زور تو گھٹ ضرور گیا' مگر ختم نہیں ہوا۔

ہم نے اوپر یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ جزیرہ عرب میں عیسائیت کو فروغ ہمیشہ حکومت کے زیر سایہ یا عیسائیوں کے سیاسی تغلب کے ماتحت ہوا ہے' ان واقعات سے ہمارے اس خیال کی تائید ہوتی ہے۔

یمن پر حبشہ کے تسلط کے بعد اس کی طرف سے برابر گورنر مقرر ہو کر وہاں جاتے تھے' یمن میں حبشہ کی حکومت کا ایک عیسائی گورنر ابرہہ گذرا ہے' جو بڑا مذہبی تھا' اور جس نے وہاں بہت سے تاریخی و تمدنی کارنامے انجام دیے ہیں' جن کی وجہ سے اس کا نام اب تک زندہ ہے' مثلاً سد مارب کی مرمت اور متعدد گرجوں کی تعمیر وغیرہ۔

اصحاب الفیل:

اس ابرہہ کے زمانہ کا ایک واقعہ کعبہ کے انہدام کی غرض سے خود اس کی سرکردگی میں اصحاب فیل کی مکہ پر چڑھائی کا بھی ہے' جس کا عربوں سے بڑا گہرا تعلق ہے' اور قرآن میں اس کا ذکر آ جانے کی وجہ سے اس کو بڑی اہمیت حاصل ہو گئی ہے' اس حملہ کے مفسرین نے متعدد اسباب بیان کیے ہیں' جن میں سے ایک یہ ہے کہ:

ابرہہ نے یمن کے دارالسلطنت صنعا میں ایک کلیسا تعمیر کرایا' اور شاہ حبشہ کو لکھا کہ اس کلیسا کی تعمیر سے میرا مقصد یہ ہے کہ کعبہ کے بجائے لوگ یہاں آئیں' اور اس کو کعبہ بنائیں' کسی طرح عربوں کو اس کا علم ہو گیا اور اس کا خط ان کے ہاتھ لگ گیا'

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس سے ان کو بڑا اشتعال پیدا ہوا۔ اور ایک شخص نے صنعا جا کر کلیسا کو گندہ کر دیا' ابرہہ نے اس پر کعبہ کے انہدام کا فیصلہ کر لیا اور مکہ پر حملہ کر دیا۔

دوسرا یہ کہ کچھ عربوں کی غلطی کی وجہ سے کلیسا میں آگ لگ گئی' جس سے مشتعل ہو کر ابرہہ نے مکہ پر چڑھائی کر دی۔

امام طبریؒ نے لکھا ہے کہ ابرہہ کے یہاں سے بہت سے عربوں کو وظیفہ اور روزینہ ملتا تھا' ایک مرتبہ خزاعہ کے چند افراد اس کے دربار میں آئے' جن میں محمد بن الخزاعی اور اس کا بھائی قیس بھی تھا' ابرہہ نے ان سے کہا کہ میں نے یہاں ایک کلیسا بنوایا ہے' اور چاہتا ہوں کہ تم تمام قبائل میں گھوم گھوم کر اعلان کر دو کہ وہ یمن کے اس کعبہ کے حج کے لیے آئیں' یہ دونوں اس مہم پر روانہ ہو گئے' جب یہ قبیلہ بنو کنانہ میں پہنچے' تو اس کے چند افراد نے انھیں قتل کر دیا' اس پر ابرہہ نے حملہ کی تیاری شروع کر دی۔1

عموماً ان ضمنی باتوں کو جو اصلی سبب کے ضمن میں پیش آئیں حملہ کا سبب بنا دیا جاتا ہے' جس کی وجہ سے ان واقعات کے پڑھنے والے کو تشویش ہوتی ہے' لیکن اگر غائر نظر سے دیکھا جائے تو کلیسا میں گندگی کرنے' آگ لگ جانے یا خزاعی سردار کے قتل کے واقعات درحقیقت حملہ کا سبب نہیں' بلکہ اس کا بہانہ بن گئے' اصلی سبب سیاسی ارو مذہبی تغلب تھا' جیسا کہ نجران پر حملہ کرنے کے لیے ذونو اس نے یہودیوں کے قتل کو بہانہ بنا لیا تھا' حالانکہ اپنے سیاسی مصالح کے ماتحت وہ پہلے سے اس پر حملہ کرنا چاہتا تھا۔

بات یہ ہے کہ کعبہ کی وجہ رومیوں کو قدیم زمانے سے حجاز اور خصوصیت سے اس کے مرکزی شہر مکہ پر قبضہ کرنے کی خواہش تھی' اور اس کے لیے انھوں نے کئی بار کوشش بھی کی' مگر ناکام رہے' اس کے بعد انھوں نے غیر جنگی طریقہ اختیار کیا' یعنی اقتصادی و سیاسی مراعات و فوائد کے نام سے انھوں نے عربوں کی استمالت شروع کی۔

1 پوری تفصیل طبری تفسیر سورہ فیل میں موجود ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اوپر یہ آچکا ہے کہ قُصی کو قیصر نے مکہ پر قبضہ کرنے میں مدد دی' اور ان کے حوصلہ مند پوتوں کو رومیوں اور حبشیوں نے اپنے ملکوں میں تجارت اور آمدورفت کی سہولتیں فراہم کیں۔ ہاشم کے چار لڑکے تھے' ہاشم' عبدشمس' نوفل' المطلب' ان میں سے ہر ایک نے جزیرہ عرب کے قریب کے ملکوں سے تعلقات پیدا کیے' اور ان ممالک میں تجارتی سہولتیں حاصل کیں' عبدشمس نے قیصر روم اور شاہ غسان سے' نوفل نے شاہ ایران سے مطلب نے یمن کے حمیری بادشاہ سے اور ہاشم نے نجاشی شاہ حبشہ سے ملاقات کی' ابن سعد میں ہے کہ قیصر روم نے تو ان کے لیے نجاشی کے نام ایک سفارشی خط بھی لکھا تھا[1]' اس کا مقصد یہ تھا کہ اگر سختی اور جبر سے ان پر قابو پایا نہیں جاسکتا تو اسی ذریعہ سے ان پر اپنا سیاسی و مذہبی اقتدار قائم کیا جائے' اور سرحدوں پر اس کا کامیاب تجربہ ان کو ہو بھی چکا تھا' مگر حجازی عرب ان سے کہیں زیادہ ہوش مند نکلے اور ان کی ہوس اقتدار پوری نہ ہوسکی۔

جب حبشہ پر رومیوں کا اقتدار ہوا اور حبشہ کے ذریعہ یمن قبضہ میں آیا تو ان کے دل میں حجاز کو سر کرلینے کی پھر خواہش پیدا ہوئی جو تو تعجب نہیں' اور کیا عجب ہے کہ اپنی اسی دیرینہ آرزو کی تکمیل ہی کی غرض سے انھوں نے یمن کو فتح کرنے میں حبشہ کی مدد کی ہو۔

لیکن اس راہ میں سب سے بڑی جو چیز حائل تھی وہ کعبہ کا تقدس اور اس کی وجہ سے مکہ اور اہل مکہ کی مرکزیت تھی' اس کو ختم کرنے کے لیے ابرہہ نے دو کلیسے بنوائے' ایک صنعاء میں اور دوسرا نجران میں' اور سارے عرب قبائل میں ان کی زیارت کے لیے وفود بھیجے' مگر اس کو ان تمام کوششوں میں سخت ناکامیابی ہوئی' نہ کعبہ کی تقدیس کو وہ صدمہ پہنچا سکا۔ اور نہ وہ مکہ کی مرکزیت و اہل مکہ کی مرجعیت کا خاتمہ کرسکا' اس بنا پر اس کی آتش غضب بھڑک اٹھی ہوگی' اسی اثنا میں کلیسا میں نجاست ڈالنے اور آگ

1۔ محمد بن حبیب نے ایلاف کے معنی العہود یعنی پروانے لکھے ہیں' کتاب المحبر ص 162 اس واقعہ کی تفصیل کے لیے دیکھئے یعقوبی ج 1 ' صفحہ 30 ابن سعد ج 1 ' ص 43 و 45 بعض مفسرین نے سورۂ ایلاف کی تفسیر میں اس طرف اشارہ کیا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لگنے کے واقعات پیش آگئے ہوں گے' جن کو اس نے اپنے حملہ کا بہانہ بنالیا' جیسا کہ آج کل کی حکومتیں ایک دوسرے پر حملہ کرنے کے لیے اس طرح کے بہانوں کی تلاش میں رہتی ہیں۔

اس حملہ میں ابرہہ کو سخت ناکامیابی ہوئی' یہ واقعہ 570ء میں ہوا۔ اسی سال رحمت عالم ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی۔

حبشہ اور عربوں کے تعلقات میں تجارتی کاروبار' اور ایک دوسرے کے ملک میں آمدورفت کو بھی دخل تھا' جس کا سلسلہ قدیم زمانہ سے قائم تھا' عرب تاجر اپنے ملک سے چمڑے' گوند' لوبان اور اونی کپڑے حبشہ لے جاتے تھے' اور وہاں سے غلہ لاتے تھے۔

بعث نبویؐ کے وقت رومیوں اور حجازی عربوں کے تعلقات کشیدہ نظر آتے ہیں' اور ان کا میلان رومیوں سے زیادہ ایرانیوں کی طرف معلوم ہوتا ہے' چنانچہ قریشی تاجروں کو رومیوں کے مقبوضات میں جو پہلے سہولتیں حاصل تھیں' وہ غالباً ختم ہوگئی تھیں بلکہ رومی ان پر بڑے سخت ٹیکس عائد کرنے لگے تھے' ہمارا قیاس ہے کہ رومیوں کی کشیدگی کا سبب تو حجاز میں ان کی سیاسی ناکامی ہوگی اور ان کی طرف سے عربوں کی رنجش اور کدورت کا سبب ابرہہ کا حملہ ہوگا' یہی وجہ ہے کہ حجاز کے علاوہ دوسرے حصہ کے عربوں اور رومیوں میں اب بھی تعلقات ویسے ہی قائم تھے' ایرانیوں کی طرف ان کے میلان کی کوئی وجہ بظاہر سمجھ میں نہیں آئی' بجز اس کے کہ وہ بھی بت پرست تھے' اور عرب[1] بھی' غرض ظہور اسلام کے وقت عام طور پر مشرکین حجاز رومیوں کو ناپسند ور ایرانیوں کو پسند کرتے تھے' چنانچہ بعثت نبوی کے کئی سال بعد رومیوں اور ایرانیوں میں ایک زبردست جنگ ہوئی' جس میں رومیوں کو بڑی سخت شکست ہوئی تھی' اس شکست

---

1. عام مفسرین یہی وجہ بتاتے ہیں' لیکن اگر یہی وجہ تسلیم کرلیجائے تو حبشہ سے بھی ان کے تعلقات کشیدہ ہونے چاہئیں' مگر ایسا نہیں تھا بلکہ حبشہ کی حکومت سے اہل مکہ کے تعلقات ظہور اسلام کے وقت بالکل استوار تھے' ممکن ہے کہ اس میں نجاشی کی طبعی نیکی و شرافت کو بھی دخل ہو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے اہل مکہ بہت خوش ہوئے' مگر مسلمانوں کو اس سے بہت رنج ہوا' جس کی وجہ سے سورہ روم کی یہ آیتیں نازل ہوئیں:

الم غلبت الروم فی ادنی الارض وھم من بعد غلبھم سیغلبون فی بضع سنین	اہل روم مغلوب ہوگئے' ایک قریب کے ملک میں اور اس کے بعد عنقریب چند برسوں میں وہ پھر غالب ہوں گے۔

چنانچہ قرآن کی یہ پیشین گوئی پوری ہوئی۔ یعنی یہ کہ چند برس کے بعد پھر رومیوں 1 سے ایرانیوں کو شکست ہوئی' آپ اس وقت مدینہ میں جلوہ فرما تھے' اور عین غزوۂ بدر کے روز یہ خوشخبری مسلمانوں کی ملی۔

مختصر یہ کہ ان ہی قدیم و جدید تعلقات کی بنا پر جزیرۂ عرب کے تقریباً ہر حصہ میں عیسائیت پھیل گئی' اب ہم ان مقامات اور قبائل کا نام بنام ذکر کرتے ہیں جن میں ظہور اسلام کے وقت عیسائیت موجود تھی۔

نجران:

نجران یمن میں ایک مشہور مقام تھا' یہ اپنی زرخیزی و شادابی اور صنعت و

---

1 یورپین مورخین متفق لکھتے ہیں روم زوال و انحطاط کی آخری حد تک پہنچ چکا تھا' اور ایرانیوں سے شکست کھانے کے بعد اس کی رہی سہی قوت بھی ختم ہوگئی تھی ایسی حالت میں قرآن کا چند سال میں ان کے دوبارہ غالب آنے کی پیشین گوئی کرنا اور پھر اس کا پورا ہونا قرآن کا کھلا ہوا معجزہ ہے۔
اس سلسلہ میں مفسرین نے لکھا ہے کہ جب ایرانیوں کو فتح ہوتی تو اہل مکہ خوش ہوتے مگر' مسلمانوں کو اس بنا پر کہ یہ اہل کتاب ہیں اس سے رنج ہوتا۔ 614ء میں بعثت نبوی کے چھ برس بعد رومیوں کو سخت ہزیمت ہوئی اور قیصر روم کو قسطنطنیہ میں پناہ لینی پڑی' مشرکین عرب کو ایرانیوں کی فتح کی اطلاع ہوئی تو وہ بہت خوش ہوئے' بعض مشرکین نے حضرت ابوبکرؓ صدیق سے کہا کہ آج ہمارے بھائی ایرانیوں نے تمہارے بھائی رومیوں پر فتح پائی ہے کل ہم بھی تمہیں اسی طرح مٹا دیں گے' قرآن نے اسباب ظاہری کے خلاف یہ پیشین گوئی کی' حضرت ابوبکرؓ نے اس بنا پر مشرکین مکہ سے یہ شرط لگائی کہ اگر نو برس کے اندر رومی دوبارہ ایرانیوں پر فتح یاب نہ ہوئے تو میں تم کو سو اونٹ دوں گا' اور اگر کامیاب ہوئے تو تم لوگ مجھ اتنے ہی اونٹ دو گے' چنانچہ 7 برس کے اندر رومیوں نے فتح پائی اور حضرت ابوبکرؓ نے ان سے سو اونٹ لیے۔
(طبری تفسیر سورہ روم)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حرفت اور تجارت کی وجہ سے پورے یمن میں مشہور تھا' سب سے پہلے یہاں کون لوگ آباد ہوئے' اس میں اختلاف ہے' تاہم یہ مسلم ہے کہ بنو اسماعیل یہاں قدیم زمانے سے آباد تھے۔ اس کے بعد یہاں یہودیت اور پھر عیسائیت پھیلی' عیسائیت کی ابتدا کب ہوئی' اس کی صحیح تعین مشکل ہے' معجم البلدان میں ہے کہ فیمیون ایک نصرانی عابد تھا' اسی کے ذریعہ یہاں عیسائیت کی ابتدا ہوئی' لیکن اس سے سنہ کی تعیین نہیں ہوتی' البتہ اوپر یمن کے سلسلہ میں جو کچھ لکھا گیا ہے اس سے سنہ کی تو نہیں مگر زمانہ کی تعیین کی جا سکتی ہے' یعنی یہ کہ اس کی ابتدا بعثت نبوی سے ایک صدی پہلے ہو چکی تھی۔

سیاسی اور اقتصادی اہمیت کی بنا پر یمن ہمیشہ سیاسی تغیرات و انقلابات کی آماجگاہ رہا' نجران چونکہ اس کا ایک حصہ تھا' اس لیے لازمی طور پر اس کا اثر اس پر بھی پڑتا تھا' حمیری حکومت کے زمانہ میں یہاں یہودیت کو فروغ ہوا' یمن میں عیسائی حکومت قائم ہوئی' تو نجران عیسائیت کا سب سے بڑا مرکز بن گیا' یہاں ایک بہت بڑا کلیسا تھا' جس کو عبدالمدان نے بنوایا تھا' اور جو'' کعبۂ نجران'' کے نام سے مشہور تھا1' اس کی تعمیر کا بھی وہی مقصد تھا' جو صنعا میں ابرہہ کے تعمیر کردہ کلیسا کا تھا۔

اسلام کے ظہور کے وقت نجران میں ایک چھوٹی سی عیسائی ریاست قائم تھی' جس کا یمن کی مرکزی حکومت سے کوئی تعلق نہیں تھا' بلکہ وہ براہ راست قیصر روم کے ماتحت تھی' اس کا نظم تین شعبوں میں منقسم تھا' اور ان میں سے ہر ایک کا ایک علیحدہ ذمہ دار تھا' خارجی اور جنگی امور جس سے متعلق ہوتے اس کو سید کہتے تھے' دنیاوی داخلی امور جس کے سپرد ہوتے اس کو عاقب' اور دینی امور کا جو ذمہ دار ہوتا اس کو اسقف کہتے تھے' ان عہدہ داروں کا تقرر خود قیصر کرتا تھا2۔ اس وقت سید کے عہدہ پر ابو حارثہ نامی ایک شخص قابض تھا' جس کا نسبی تعلق بکر بن وائل سے تھا' زرقانی نے لکھا ہے کہ عربوں میں سے جب کوئی آدمی نصرانیت قبول کر لیتا تھا تو قیصر کو اس سے بڑی خوشی ہوتی تھی' چنانچہ جب ابو حارثہ نے نصرانیت قبول کی تو وہ اس قدر خوش ہوا کہ اس کے سامنے مال

---

1 معجم البلدان ج 8 ' ص 262 فجر الاسلام ص 30

2 فجر السلام' ص 30

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ؤ دولت کا ایک ڈھیر لگا دیا اور غالباً اُسی وقت اس عہدہ پر سرفراز کیا گیا۔

7ھ میں ساٹھ آدمیوں پر مشتمل ایک وفد نجران سے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آیا' جس میں اس ریاست کے تینوں ذمہ دار عہدہ دار بھی تھے آنحضرت ﷺ نے اسلام کی دعوت ان کے سامنے پیش کی' مگر انھوں نے قبول نہیں کیا' سالانہ ٹیکس کی ادائیگی کے وعدہ پر آپ نے ان سے مصالحت کرلی' اور ان سے ایک معاہدہ ہوگیا' مگر واپسی میں اس وفد کے دو ارکان ابو حارثہ اسقف نجران اور اس کے بھائی کرز بن علقمہ میں کچھ ایسی باتیں ہوگئیں کہ راستہ ہی سے ابن علقمہ مدینہ واپس آئے اور حلقہ بگوش اسلام ہوگئے' ان کا تذکرہ اس کتاب میں موجود ہے' ان کے علاوہ نجران کے اور افراد نے بھی اسلام قبول کرلیا' ان کا بھی ذکر اس کتاب میں ہے۔

نجران کی اہمیت کی وجہ سے اس کا ذکر ذرا تفصیل سے کیا گیا ہے' اس کے علاوہ ذومتہ الجندل' بحرین' معان' ایلہ' اذرح' جرباء' مقنا' عمان وغیرہ میں بھی عیسائیت موجود تھی' جن میں سے اکثر کی جغرافی اور تاریخی حیثیت کا ذکر یہود کے سلسلہ میں آچکا ہے' ان میں سے بعض میں ماتحت عیسائی حکومتیں بھی قائم تھیں۔ ان مقامات کے علاوہ جزیرۂ عرب کی تقریباً تمام مشہور بستیوں میں عیسائی موجود تھے' مثلاً مکہ' طائف' مدینہ اور وادی القری وغیرہ' وادی القریٰ میں تو ان کے متعدد گرجے بھی تھے۔ (فجر الاسلام ص 29)

جن قبائل میں عیسائیت فروغ پاچکی تھی یا پارہی تھی ان کے نام یہ ہیں:

قبیلۂ غسان:

یہ یمنی قبیلہ ہے' سد مارب کے ٹوٹنے کے بعد یہ جزیرۂ عرب کے شمال مغربی سرحدی مقام پر آباد ہوگیا تھا' مزید تفصیل آچکی ہے۔

بنو تغلب:

مشہور عدنانی قبیلہ ربیعہ کی ایک شاخ ہے' اسی کے قریب عرب کا ایک مشہور قبیلہ بکر بھی آباد تھا' بکر و تغلب کی لڑائی' عرب جاہلیت کی تاریخ کا ایک مشہور واقعہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔

یہ قبیلہ جزیرۂ عرب کے شمال مشرق میں اس تجارتی راستہ پر آباد تھا' جو عرب سے عراق کو جاتا ہے' یہ مقام اپنے جائے وقوع اور تجارتی اعتبار سے بہت اہم تھا' اور ایران کی سرحد کے قریب بھی پڑتا تھا' بہت ممکن ہے اسی وجہ سے نصرانیوں نے اس کو اپنانے اور زیر اثر لانے کی کوشش کی ہو بہرحال اس میں عیسائیت موجود تھی' یہ نہیں معلوم ہوسکا کہ یہاں عیسائیت کی ابتدا کب ہوئی۔ ارباب سیر و طبقات صرف اتنا لکھتے ہیں کہ یہ قبیلہ نصرانی ہوگیا تھا' اسد الغابہ میں ہے:

ان کثیراً من العرب قد تنصر کتغلب 1	بہت سے عرب قبائل نے نصرانیت قبول کرلی تھی' ان میں بنو تغلب کا قبیلہ بھی تھا۔

ابن قتیبہ اور یعقوبیؒ 2 وغیرہ نے بھی ان کے نصرانی ہونے کی توثیق کی ہے۔

اس قبیلہ کے متعدد افراد مشرف بہ اسلام ہوئے' جن کے تذکرے اس کتاب میں موجود ہیں۔

ظہور اسلام کے بعد عہد نبوی اور عہد صدیقی میں اس قبیلہ کا ذکر بہت کم بلکہ بالکل نہیں ملتا' البتہ ابن قتیبہؒ کے بیان سے اتنا معلوم ہوتا ہے کہ عہد فاروقی تک یہ لوگ مذہب نصرانیت پر قائم رہے۔ حضرت عمرؓ نے اس بنا پر ان پر جزیہ عائد کرنا چاہا تو وہ بھاگ کھڑے ہوئے' زرعہ بن نعمان بارگاہ خلافت میں آئے اور عرض کیا کہ یہ عرب ہیں' اس لیے ان کو جزیہ دینا گوارا نہیں ہے' دوسرے یہ شجاع اور طاقتور ہیں' ان کو دشمنوں کے ہاتھ میں جانے نہ دیں' (یعنی اگر آپؓ ان پر جزیہ لگائیں گے تو یہ رومیوں سے مل جائیں گے) بلکہ ان پر زیادہ سے زیادہ صدقہ دوگنا کردیں' اور ارشاد فرمادیں کہ آئندہ اپنی اولاد کو نصرانی نہ بنائیں 3' چنانچہ حضرت فاروقؓ نے زرعہ کے حسب مشورہ

1 اسد الغابہ ج 5' ص 222 و ج 1' ص 57

2 یعقوبی ص' 298

3 ابن قتیبہ' ص 249

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی پر عمل کیا۔

بنو کلب:

یہ قبیلہ بھی نصرانی تھا' اور دومتہ الجندل کے پاس آباد تھا' ظہور اسلام کے وقت دومتہ الجندل کا عیسائی حاکم اکیدر تھا' اس میں متعدد ایسے قبائل تھے' جو بڑے اثر و رسوخ کے مالک تھے' قبیلہ کلب خاص طور سے بہت ممتاز اور حکومت کا حریف تھا[1]' اس کا اثر تبوک تک پھیلا ہوا تھا' ظہور اسلام کے وقت اس قبیلہ کے سردار اصبغ تھے' جو حضرت عبدالرحمن بنؓ عوف کی کوششوں سے حلقہ بگوش اسلام ہوگئے تھے' اور اپنی صاحبزادی تماضر کو حضرت عبدالرحمنؓ بن عوف کے حبالۂ عقد میں دے دیا تھا' ان کے اور ان کی صاحبزادی کے حالات اس کتاب کے آئندہ صفحات میں درج ہیں۔

ابن خلدون نے لکھا ہے کہ بنو کلب کی ایک کثیر تعداد اس وقت بھی (یعنی آٹھویں صدی ہجری میں) خلیج قسطنطینہ کے ساحل پر آباد ہے۔ اس میں سے کچھ مسلمان ہیں اور کچھ[2] عیسائی۔

قضاعہ:

پورے قبیلہ میں تو نہیں مگر اس کے بعض خاندانوں میں نصرانیت تھی' یہ حجاز و شام کے تجارتی راستہ پر تبوک کے قریب آباد تھا' کثرت تعداد اور فوجی قوت کی وجہ سے اس کو بڑی اہمیت حاصل تھی' اور جس مقام پر آباد تھا' وہ مقام بھی جغرافیائی حیثیت سے بڑا اہم تھا' یہ قبیلہ رومیوں کے زیر اثر تھا۔

اسی طرح بنو تمیم کے بعض افراد نے عیسائیت قبول کرلی تھی' عرب کا مشہور اور بزم معلقہ کا صدر نشین شاعر امراء القیس اسی قبیلہ سے تھا' جس کی بنا پر بعض عیسائی مستشرقین نے یہ ثابت کیا ہے کہ یہ عیسائی تھا' حالانکہ یہ صحیح نہیں ہے' البتہ اس کے خاندان کے بعض افراد نصرانی ضرور تھے۔

---

1. ابن خلدون ج 2 ' ص 249
2. ایضاً

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ربیعہ:

جس کی ایک شاخ بنو تغلب تھی' جس کا ذکر اوپر آ چکا ہے' اس کے بعض دوسرے خاندانوں میں نصرانیت تھی[1]۔

اسی طرح یمن کے مشہور قبیلہ طے میں بھی نصرانیت کا پتہ چلتا ہے' حضرت عدی بنؓ حاتم اور ان کی ایک بہن کا تذکرہ اس کتاب میں آیا ہے' یہ دونوں اسی قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے' اور عیسائی تھے۔

قبیلہ عبدالقیس:

جو عمان کے قریب آباد تھا' اس میں بھی نصرانیت موجود تھی' حضرت جارودؓ جن کا تذکرہ اس کتاب میں موجود ہے' اسی قبیلہ سے تھے۔

ان کے علاوہ تنوخ' لخم' مذحج' بہرا' سلیح وغیرہ قبائل نے بھی نصرانیت قبول کر لی تھی' اور ان میں سے بیشتر بالکل رومیوں کے زیر اثر تھے' جنگ موتہ میں یہ سب کے سب رومیوں کی حمایت میں مسلمانوں کے خلاف صف آرا[2] تھے' ان میں سے بیشتر کو قیصر روم کی طرف سے سالانہ پندرہ سیر سونا بطور وظیفہ ملتا تھا[3]۔

اس تفصیل سے اندازہ ہوگیا ہوگا کہ پورے جزیرہ میں نصرانیت کی ترقی و فروغ کیلئے عیسائی حکومتوں نے کتنا لمبا جال بچھا رکھا تھا' اس کے لیے کیا کیا تدبیریں وہ اختیار کر رہی تھیں' اور کتنی رشوتیں دے رہی تھیں' اور یہ سلسلہ برسوں سے نہیں صدیوں سے جاری تھا' لیکن ان تمام کوششوں اور تدبیروں کے باوجود کم سے کم حجاز میں تو عیسائیت کا اثر برائے نام ہی پیدا ہوسکا' جس کو قبضہ میں لانے' اور اس پر اپنا اثر قائم کرنے کے لیے انھوں نے کیا کیا جتن نہ کر ڈالے تھے۔

اس کے مقابلہ میں اسلام نے پورے جزیرہ میں چند برسوں میں عظیم الشان

---

1. معارف ابن قتیبہ' ص 266 تہذیب الاسماء ج 2 ' ص 293
2. ابن ہشام ذکر جنگ موتہ
3. آنحضرت صلعم کی سیاسی زندگی ڈاکٹر عبدالحمید صاحب' ص 250

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور حیرت انگیز انقلاب برپا کردیا' جس نے چشم زدن میں پورے عرب کی کایا پلٹ دی۔ اس کے لیے نہ کوئی سیاسی چال چلی گئی' نہ کوئی اقتصادی دباؤ ڈالا گیا' اور نہ جبر و زور سے کام لیا گیا' بلکہ اس کی دعوت' تبلیغ اور اعلیٰ اخلاقی تعلیمات' اور پھر اس کے مظاہر سے سارا عرب مسحور اور حلقہ بگوش اسلام ہوگیا۔

حیرہ:

عیسائیت کے مذہبی اثرات جزیرۂ عرب کے اندرونی مرکزی مقامات کے علاوہ ایک سرحدی مقام حیرہ میں بھی کچھ نہ کچھ موجود تھے' حالانکہ وہ ایرانیوں کی باجگذار ریاست تھی' جہاں قبیلہ لخم کی حکومت تھی' لخم کے متعلق اوپر آچکا ہے کہ اس میں نصرانیت تھی۔ اس کے حکمران نعمان کے متعلق لکھا ہے کہ عدی بن زید ایک نصرانی شاعر نے اس کو ایک دن نصیحت کی' اس نصیحت کا اس پر ایسا اثر ہوا کہ اس نے فوراً نصرانیت قبول کرلی' اور تخت و تاج کو خیر باد کہہ دیا[1]' اسی طرح نعمان خامس کی بیوی بھی عیسائی ہوگئی تھی' اس کا نام ہند تھا' اس نے اپنے نام سے ایک کلیسا ''دیر ہند'' بنوایا تھا' طبری نے لکھا ہے کہ یہ ہمارے زمانے تک (یعنی تیسری صدی ہجری تک) موجود تھا[2]' اس کے علاوہ حیرہ میں اور بھی متعدد گرجے تھے' خصوصیت سے ''دیر حنظلہ'' بہت مشہور تھا' جس کو حیرہ کے ایک حکمران ایاس بن قبیصہ کے چچا حنظلہ نے بنوایا تھا[3]۔

حیرہ کا ذکر یہاں اس لیے کیا گیا کہ یہ جزیرہ کا سرحدی مقام تھا' یہاں عرب آباد تھے اور وہی حکمران بھی تھے' پورے عرب میں غالباً حیرہ ہی ایک ایسا مقام تھا' جہاں عیسائیت نے بغیر کسی مادی سہارے اور حکومت کی پشت پناہی کے کسی قدر رواج پایا۔

---

1 فجر السلام' ص 31

2 معجم البلدان ج 4' ص 183

3 تفصیل کے لیے دیکھو معجم البلدان ج 4' ص 120 تا 185

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عیسائیوں اور عربوں کے سیاسی تعلقات اور مذہبی اثرات کے نتائج:

اوپر جو تفصیل کی گئی ہے اس سے جزیرہ عرب میں عیسائیوں کے سیاسی اور مذہبی اثرات کا اندازہ ہوگیا ہوگا' لیکن اس کا ایک پہلو اب بھی تشنۂ تفصیل ہے' وہ یہ کہ عربوں کے ذہن و دماغ اور علم و تمدن پر اس کا مجموعی اثر کیا مرتب ہوا؟ یہاں مختصراً اس پر کچھ روشنی ڈالی جاتی ہے۔

نصرانیت کے فروغ سے جاہلی عربوں کے تمدن اور اس کے ذہن و دماغ میں جو تغیر ہوا اس کی پوری نشان دہی تو مشکل ہے' تاہم ان کی تاریخ کے قدیم واقعات' ان کے علوم و فنون اور ادب و شاعری کے جو نمونے اب تک محفوظ رہ گئے ہیں' ان سے اس کی کچھ نہ کچھ عکاسی ضرور ہوتی ہے۔

ثقافتی و تمدنی اثرات:

اوپر قصی کے مکہ پر قابض ہونے کا ذکر آ چکا ہے' قصی سے پہلے غالباً یہاں کوئی نظم و نسق اور کسی قسم کی سیاسی وحدت نہیں تھی' مگر انھوں نے مکہ پر قبضہ کرنے کے بعد اس کو ایک چھوٹی سی باقاعدہ ریاست میں تبدیل کردیا' جس کے متعدد شعبے اور عہدے تھے' اور جن میں سے اکثر ظہور اسلام تک باقی تھے' اس مختصر سی ریاست کا سکریٹریٹ یا مرکزی دفتر دارالندوہ تھا' جہاں ریاست سے متعلق جملہ مہمات امور طے ہوتے تھے۔

قصی کا یہ نظام حکومت خود ساختہ نہیں' بلکہ بڑی حد تک ان تعلقات کا رہین منت معلوم ہوتا ہے' جو ان کے اور رومیوں کے درمیان قائم ہو چکے تھے' اس نظام حکومت کے بارے میں ڈاکٹر حمید اللہ صاحب لکھتے ہیں:

> ''اہل شہر پر سالانہ ٹیکس اندازی وغیرہ فنیقی اور اس سے زیادہ یونانی شہری مملکتوں سے مکے کی شہری مملکت غیر معمولی مشابہت رکھتی ہے۔'' (سیاسی زندگی ص 259)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ظہور اسلام سے پہلے عربوں کے سماجی نظام اور آس پاس کے ملکوں اور قوموں سے ان کے تجارتی' اور سفارتی تعلقات وغیرہ کے جو واقعات و حالات تاریخوں میں محفوظ ہیں وہ بھی نصرانیوں کے تمدنی اثرات کی غمازی کرتے ہیں۔

علمی اثرات:

نصرانیت یونان و اسکندریہ میں پروان چڑھی تھی۔ اس لیے وہ جہان بھی گئی اپنے ساتھ وہاں کے علوم و فنون مثلاً طب' نجوم' اور مابعد الطبیعاتی افکار بھی لیتی گئی' نصرانیت کو ان علوم کی اور خصوصیت سے فلسفہ اور نجوم کی مذہبی حیثیت سے بھی ضرورت تھی' چنانچہ آپ دیکھیں گے کہ عیسائیوں کے علماء اور مذہبی پیشوا' مذہبی سے زیادہ فلسفی ہوتے تھے' اس لیے کہ نصرانی ثقافت اور مذہب کی اشاعت میں ان کو ان علوم سے بہت کافی مدد ملتی تھی' ظاہر ہے کہ عرب میں اس کے قدم آئے ہوں گے' تو یہ علوم بھی اس کے ساتھ لگے لپٹے آئے ہوں گے' خیال ہوتا ہے کہ بعثت نبوی سے پہلے عربو ں میں علم نجوم' طب اور مابعد الطبیعاتی تصورات و افکار کے جو اثرات بھی نظر آتے ہیں' اس کے فروغ میں نصرانیت کو ضرور دخل تھا' اس خیال کی مزید تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ عہد اسلام کے بعد یونانی علوم و فنون کا جو سرمایہ عربی میں منتقل ہوا' وہ زیادہ تر نصرانی ہی علماء و مترجمین کی سرکردگی میں ہوا' خصوصیت سے فلسفہ و طب کا شعبہ تو کئی صدی تک ان ہی کے زیر اثر رہا۔

ادب و شعر:

عربی ادب و شاعری میں بے شمار ایسے الفاظ' جملے' ترکیبیں اور خیالات ملتے ہیں' جو نصرانیت کے اثر کا بین ثبوت ہیں۔

جاہلی ادب و شعر کا اگر ہم لغوی جائزہ لیں تو زمین کی پستی و بلندی' پہاڑ کے نشیب و فراز' راستوں کی فراخی و تنگی' صحرا کی خشکی و ویرانی کے لیے سینکڑوں ہزاروں الفاظ مل جائیں گے۔ جن سے ان مناظر و کیفیات کا پورا نقشہ کھینچ جاتا ہے' لیکن اگر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ سمندر اور اس کے متعلقات کے الفاظ کے لیے عربی لغت کو کھنگالیں تو مشکل سے چند الفاظ ملیں گے' ان میں بھی خالص عربی تو بہت کم ہوں گے' اونٹ' تلوار اور سانپ کے نام اور ان کے متعلقات کے لیے عربی لغت کا دامن تو بڑا وسیع ہے' لیکن کشتی' کشتی رانی' سمندری سفر' اور اس کے لوازم و ضروریات کے لیے مشکل سے دس بیس الفاظ ملیں گے' اور جو ہوں گے بھی وہ دوسری زبانوں سے مستعار ہوں گے' یہ تو محسوسات کا حال ہے' لیکن معنوی کیفیات کا حال بھی اس سے کچھ زیادہ مختلف نہیں ہے' خوشی و مسرت' لہو و لعب' عیش و تنعم کے حالات و جذبات کے اظہار کے لیے عربی لغت میں الفاظ کی اتنی بہتات نہیں ہے' جتنی بہتات فقر و فاقہ' حزن و ملال اور قتل و خونریزی کے الفاظ و محاورات کی ہے۔

غرض یہ ہے کہ کہ عربی ادب و شاعری کا نشوونما جس سرزمین میں ہوا' اس میں اس کے اثرات زیادہ نمایاں ہیں' لیکن جوں جوں عربوں کا اختلاط ان قوموں سے بڑھتا گیا جو علم و تمدن میں ان سے ترقی یافتہ تھیں' تو ان کے ادب و شعر میں بھی ان کے آثار نمایاں ہوتے چلے گئے' اور ظاہر ہے کہ عربوں کو سب سے زیادہ جن ترقی یافتہ قوموں سے اختلاط کا موقع ملا' ان میں ایرانی' یہودی اور نصرانی سب سے زیادہ نمایاں ہیں۔

ایرانیوں کے اثرات کی بحث تو ہمارے موضوع سے خارج ہے۔ اور یہودیوں کے اثرات کی طرف اشارہ کیا جاچکا ہے' اب چند سطریں نصرانیوں کے اثرات پر لکھی جاتی ہیں' غسانی گونسلاً عرب تھے' مگر رومیوں سے صدیوں کے تعلقات کی وجہ سے بہت زیادہ گھل مل گئے تھے' اور ان کے علم و تمدن کا اتنا گہرا اثر قبول کیا تھا کہ ظہور اسلام کے وقت وہ عرب سے زیادہ رومی معلوم ہوتے تھے' مگر اس کے باوجود بھی ان کا تعلق جزیرہ عرب سے منقطع نہیں ہوا تھا' اس لیے اس دوگونہ تعلق کیوجہ سے نصرانی علم و تمدن کے عرب میں فروغ پانے کا بہت بڑا ذریعہ بن گئے۔

جزیرہ کے ہر حصہ کے عربی شعراء اپنے ان عیسائی بھائیوں کے پاس جاتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے' ان کو اپنا کلام سناتے تھے' انعام و اکرام حاصل کرتے تھے اوران کے عیش و تنعم سے متاثر ہوتے تھے۔ نابغہ ذبیانی' اعشیٰ' المرقش الاکبر اور علقمۃ الفحل جیسے مشہور روزگار و صاحب کمال شعراء غسانیوں کے دربار میں گئے' اور ان سے خراج تحسین وصول کیا' ان ہی کے بارے میں حضرت حسانؓ نے جاہلیت کے زمانہ میں کہا تھا:

لله در عصابة نادمتهم　　　　یوماً بحلق فی الزمان الاول

خود حضرت حسانؓ کو غسانیوں نے ایک دعوت میں جو وہاں کے حکمران جبلہ بن ایہم کے اہتمام میں ہوئی تھی' مدعو کیا تھا' جب وہ وہاں سے واپس آئے تو لوگوں سے کہا کہ یہ میری آنکھوں نے ایسا منظر اس سے پہلے دیکھا' اور نہ میری کانوں نے سنا تھا[1]' پھر انھوں نے اس مجلس کی ایک ایک چیز کی شاعرانہ زبان میں تعریف کی' اس سے غسانیوں کے تمدن و تہذیب کا اندازہ کیا جاسکتا ہے' ان کے متعلق لاتعداد قصص و امثال' اور ان کے عیش و تنعم اور علم و عمران کے سینکڑوں واقعات عربی ادب و شاعری میں ملیں گے۔

نصرانی اور ان سے متاثر شعراء کے کلام پر آپ نظر ڈالیں گے تو آپ کو اس اثر کی بہت سی مثالیں ملیں گی۔

امیہ بن الصلت نے سب سے پہلے باسمک اللھم کے لفظ سی عربوں کو روشناس کیا۔ اسی طرح اما بعد کو سب سے پہلے قس بن ساعدہ نے استعمال کیا' امیہ صحف قدیم کا عالم تھا۔ وہ اپنے اشعار میں ایسے بہت سے الفاظ استعمال کرتا تھا' جو اس سے پہلے عربی زبان میں رائج نہیں تھے' مثلاً ''قمر وسا ہور'' یسل و یغمد''۔ اسی طرح اللہ کے لیے ''سلیط'' اور تعزور وغیرہ کے الفاظ اس نے استعمال کیے۔[2]

مفسرین نے لکھا ہے کہ قرآن میں عبرانی' سریانی' رومی اور حبشی زبان کے متعدد الفاظ اور ترکیبیں استعمال ہوئی ہیں' عبرانی الفاظ کی تفصیل تو یہودیت کی تاریخ کے

---

1. اغانی ج 19 ' ص 14 و فجر السلام' ص 30
2. فجر السلام' ص 32

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلسلہ میں اوپر آچکی ہیں کہ یہ زبان زیادہ تر یہود ہی سے مخصوص تھی' مگر نصرانیوں میں ان کے مختلف علاقوں میں مختلف زبانیں رائج تھیں' مثلاً سریانی' رومی' حبشی' وغیرہ' ان زبانوں کے جو الفاظ اور فقرے قرآن پاک میں آئے ہیں۔ وہ یہ ہیں۔

سریانی الفاظ:

فردوس' طہٰ' طور' ہیت لک' و لات حین مناص میں ولات' ربانیون' ربیون' رہو' الیم' صلوت' (کنالیس) قطار۔ ان کے علاوہ متعدد الفاظ ایسے ہیں جو انشقاق کے لحاظ سے تو عربی ہیں' مگر ان کے بہت سے معانی سریانی سے آئے ہیں' مثلاً قیوم' اسفار' آذر' قمل' سجد وغیرہ۔

www.KitaboSunnat.com

رومی الفاظ:

قطاس' رقیم' طفق' اور قطاس وغیرہ۔

حبشی الفاظ:

جبت' طاغوت' حوب' طوبیٰ' سکر' سجل' مشکوٰۃ' منساۃ۔

اس کے علاوہ اور بھی متعدد الفاظ کو حبشی بتایا گیا ہے' یہ ساری تفصیل امام سیوطیؒ کی کتاب المتوکلی اور ابن درید کی کتاب اشتقاق میں ملے گی۔

ابھی بعثت نبوی کے بعد مسلمانوں اور نصرانیوں کے اجتماعی اور سیاسی تعلقات' ان کی اخلاقی اور دینی حالت' قرآن و حدیث کی روشنی میں مومنین اہل کتاب کے فضائل و مناقب وغیرہ کی تفصیل باقی تھی' مگر مجبوراً یہ سلسلہ ختم کیا جاتا ہے۔ اس لیے کہ 51ء ختم ہو رہا ہے۔ اور حسب تجویز سال کے اندر اندر اس کتاب کا شائع ہو جانا ضروری ہے' اور ابھی کتاب کے نقشے اور ضمیمہ کی طباعت بھی باقی ہے۔ اب اگر چند صفحے اور بڑھائے جائے گے تو کتاب اس سال شائع نہ ہو سکے گی۔

آخر میں اہل علم حضرات سے گزارش ہے کہ اگر مقدمہ بالفس کتاب میں کوئی تاریخی غلطی یا میرے ان قیاسات میں جو میں نے واقعات کی روشنی میں کہے ہیں' کوئی تضاد نظر آئے' تو راقم السطور کو اس سے مطلع فرما کر ممنون احسان فرمائیں گے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس میں غلطی اور ترمیم و اضافہ کا اس لیے بھی اور زیادہ امکان ہے کہ اس سے پہلے نفس اس موضوع پر کوئی کتاب نہیں لکھی گئی' بلکہ یہ نقش اول ہے' جس کو ایک نو مشق طالب علم نے اپنی کم سوادی اور علمی بے بضاعتی کے باوجود صفحۂ قرطاس پر ثبت کرنے کی کوشش کی ہے۔

یہ کتاب صرف ایک دینی خدمت اور ایک علمی کمی کو پورا کرنے کے لیے لکھی گئی ہے' خدائے قدوس سے دعا ہے کہ اسے قبول اور اس کی جزا آخرت میں عطا فرمائے۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

خادم

مجیب اللہ ندوی' شبلی منزل' اعظم گڈھ

15صفر 1371ء مطابق 17نومبر 1951ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(الف)

(1) حضرت ابرہہؓ 1

نام ونسب:

ابرہہ نام' شام 2 یا حبشہ کے رہنے والے اور مذہبا عیسائی تھے' نام ونسب کے متعلق اور کوئی تفصیل کتب رجال میں نہیں ملتی۔

اسلام:

ان کے قبول اسلام کے متعلق یہ تو متعین طور سے نہیں بتایا جاسکتا کہ کب اور کہاں قبول کیا۔ مگر قرائن سے اتنا پتہ چلتا ہے کہ جب بہت سے صحابہ مکہ سے ہجرت کرکے حبشہ گئے اور ان کو نجاشیؓ کے دربار میں درخور حاصل ہوا' اور ان کے ذریعہ اہل حبشہ کو اسلام سے واقف ہونے کا موقع ملا تو خود نجاشیؓ اور ان کے ساتھ بہت سے

1 حافظ ابن حجر نے اصابہ میں اس نام کو دو نام شمار کر کے ایک جگہ "ابرہۃ الحبشی" اور دوسری جگہ "ابرہۃ آخر" کی سرخی قائم کی ہے۔ لیکن غالباً یہ صحیح نہیں ہے۔ اس لیے کہ اسد الغابہ تجرید اور دوسری کتب طبقات میں ایک ہی نام شمار کیا گیا ہے۔

2 اکثر کتب طبقات میں ان کا شامی ہونا درج ہے' حافظ ابن حجر نے بھی اصابہ میں احد الثمانیۃ الشامیین لکھا ہے مگر جہاں انہوں نے ان کے دوسرے احباب کے حالات لکھے ہیں وہاں ان کو شامی کے بجائے حبشی لکھا ہے۔ مثلاً اشرف کے تذکرہ میں لکھتے ہیں احد الثمانیۃ الذین قدموا من وھبان الحبشتہ یا ادریس کے تذکرہ میں لکھتے ہیں احد الثمانیۃ المھاجرین من الحبشۃ اس سے قیاس ہوتا ہے کہ غالباً ان کے اجداد شامی ہوں گے اور اہل حبشہ کے ہم عقیدہ ہونے کی وجہ سے عارضی طور سے یا مستقلاً حبشہ آ گئے ہوں گے اور وہیں اسلام قبول کیا ہو گا یمن سے ملوک حمیر کا جو وفد رسول ﷺ کی خدمت میں آیا تھا اس میں بھی ایک ابرہہ ذکر آتا ہے ہو سکتا ہے کہ یہ وہی ہوں واللہ اعلم بالصواب شمس العلوم صفحہ 93

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علمائے نصاریٰ نے اسلام قبول کیا1 غالباً ان ہی اسلام قبول کرنے والوں میں حضرت ابرہہؓ اور ان کے دوسرے2 رفقاء بھی تھے۔

خدمت نبوی میں حاضری:

اہل حبشہ میں سے جن لوگوں نے اسلام قبول کرلیا تھا' ان کے دل میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت کا بیحد اشتیاق تھا' اتفاق سے اسی درمیان میں مہاجرین حبشہ حضرت جعفرؓ کے ساتھ مدینہ واپس آرہے تھے' اسی قافلہ کے ساتھ حضرت ابرہہؓ بھی مدینہ آئے اور زیارت نبویؐ سے مشرف ہوئے۔

غزوات:

کسی غزوہ میں شرکت صحیح طور سے ثابت نہیں ہے۔3

فضائل:

آپؓ کا شمار ان اہل کتاب صحابہ میں ہے جن کے بارے میں یہ آیتیں نازل

---

1 چالیس آدمیوں تک کے اسلام قبول کرنے کا ذکر ہے' اگرچہ ان کے ناموں کی تصریح بہت کم ملتی ہے' اصابہ ص 17

2 آپ کے دوسرے رفقاء کے تذکرے آگے آتے ہیں' حالات لکھتے وقت اشارہ کردیا جائے گا۔

3 اسد الغابہ میں ہے کہ جب غزوۂ بدر میں مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی اور اس کی خبر حبشہ تک پہنچی تو جو لوگ اہل حبشہ میں اسلام لاچکے تھے انھوں نے مدینہ جاکر نبی ﷺ کی زیارت کرنے کی خواہش نجاشی سے ظاہر کی' چنانچہ وہ اجازت لیکر مدینہ آئے اور غزوۂ احد میں شرکت بھی کی۔ اس میں حضرت ابرہہؓ بھی تھے' اصابہ میں بھی اس قسم کی ایک روایت ہے مگر امام ذہبی نے تجرید میں یہ تصریح کی ہے کہ عن مقاعمل اهه شنی مدا احدا وھذا لایثبت روایت ہے کہ وہ احد میں شریک ہوئے مگر صحیح نہیں ہے' بعض روایتوں میں حضرت جعفرؓ کے آنے سے پہلے ایک وفد کے آنے کا ذکر ہے' مگر اہل رجال نے یہ تصریح کردی ہے کہ وہ مدینہ پہنچنے سے پہلے ہی دریا میں غرق ہوگیا۔

(اسد الغابہ ج 1' ص 62)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئی ہیں:

الذین اتینا هم الکتب من قبله هم به یومنون .... اولئک یؤتون اجرهم مرتین بما صبروا (قصص)	جن لوگوں کو ہم نے قرآن سے پہلے کتابیں دیں وہ اس پر ایمان لاتے ہیں (اور قرآن پر بھی ایمان رکھتے ہیں) ...... یہی لوگ ہیں جن کو ان کے صبر کی وجہ سے دوہرا ثواب ملے گا۔

گو آپ کے نام کی تصریح نہیں ہے مگر مفسرین لکھتے ہیں کہ حبشہ سے علماء نصاریٰ کا وفد آیا تھا اسی کے بارے میں یہ آیتیں بھی نازل ہوئیں' اور آپ بہرحال اسی وفد1 میں تھے۔

ولتجدن اقربهم مودة للذین امنوا الذین قالو انا نصاری ذلک بان منهم قسیسین ورهبانا وانهم لا یستکبرون' واذا سمعوا ما انزل الی الرسول تری اعینهم تفیض من الدمع ما عرفوا من الحق (مائدہ-11)	مسلمانوں سے محبت رکھتے ہیں قریب تر آپؐ ان لوگوں کو پائیں گے جو اپنے کو انصاریٰ کہتے ہیں' یہ اس لیے کہ ان میں بہت سے عالم اور بہت سے زاہد اور درویش ہیں اور اس لیے کہ وہ تکبر نہیں کرتے۔ جب وہ سنتے ہیں اس کو جو رسول کی طرف اتارا گیا (قرآن) تو آپ دیکھیں گے کہ ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوجاتے ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ انھوں نے حق کو پہچان لیا۔

2 وفات اور زندگی کے دوسرے حالات معلوم نہیں ہو سکے۔

---

1 بعض روایتوں سے پتہ چلتا ہے کہ یہ آیت رفاعۃ القرظی اور ان کے ساتھ اسلام قبول کرنے والوں کے بارے میں نازل ہوئی' اور بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سے حضرت سلمان فارسیؓ اور عبداللہ ابن سلام مراد ہیں' بعض روایتوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس کا نزول عام ہے' اور یہی صحیح ہے۔

2 اصابہ ج 1 'ص 17 واسد الغابہ ج 1 ص 16

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(2) حضرت ادریسؒ

نام ونسب:

ادریس نام' شام 1 یا حبشہ کے رہنے والے تھے۔ حضرت جعفرؓ کے ساتھ حبشہ کے جو عیسائی مدینہ آئے تھے' ان میں یہ بھی 2 تھے۔

اسلام:

آپؓ نے بھی حضرت ابرہہؓ کے ساتھ ہی اسلام قبول کیا۔

زیارت نبویؐ:

حبشہ کے وفد کے ساتھ مدینہ آئے' اور حضورﷺ کی زیارت کی دولت سے بہرمند ہوئے۔ 3

فضائل:

آپؓ بھی ان خوش قسمت اہل کتاب صحابہ میں ہیں جن کے بارے میں قرآن کی متعدد آیتیں نازل ہوئیں' اور اس انعام کے بھی مستحق ہوئے۔

اولیک یؤتون اجرھم مرتین یہی لوگ جن کو دوہرا ثواب ملے گا۔

آپ کی زندگی کے عام حالات اور وفات وغیرہ کے متعلق اور کوئی تفصیل نہیں مل سکی۔

---

1 اصابہ ج' ص 27 اوپر حضرت ابرہہؓ کے تذکرہ میں شامی یا حبشی ہونے کی تحقیق گزر چکی ہے۔

2 ایضاً

3 ایضاً

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(3) حضرت اسید بن سعیدؓ

نام ونسب:

اسید 1 نام' باپ کا نام سعید تھا' قبیلہ ھدل 2 جو بنو قریظہ 3 ہی کی ایک شاخ تھی۔ اس سے آپ کا نسبی تعلق تھا۔

اسلام:

بنو قریظہ کا معاملہ ان کی خواہش کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے حضرت سعدؓ بن معاذؓ کے سپرد کردیا تھا کہ وہ جو فیصلہ کریں گے اسی کے مطابق عمل کیا جائیگا' حضرت سعد بن معاذؓ نے یہ فیصلہ کیا کہ قبیلہ کے جتنے بالغ مرد ہیں وہ سب قتل کیے جائیں' اور عورتیں اور بچے اور لونڈی غلام بنائے جائیں' جب جب اس فیصلہ کی خبر حضرت اسیدؓ کو ہوئی تو وہ اپنے چند احباب کے ساتھ بنو قریظہ کے پاس گئے اور ان سے کہا کہ تم لوگوں کو ابن الھیبان 4 کی بات یاد نہیں ہے کہ تم نے کیا وعدہ کیا تھا؟ اے یہود! اللہ سے

---

1. اکثر لوگوں نے آپ کا نام اسد بغیر 'ی' کے لکھا ہے مگر استیعاب اور اسد الغابہ میں یہ تصریح ہے کہ صحیح اسید ہی ابن ہشام نے بھی اسید ہی لکھا ہے' ابن ہشام ج 2 ' ص 169 ' اصابہ ج 1 ' ص 33

2. هدلي' هذه النسبة الى الهلال اخوة بني قريظة ودعوتهم (ای نسبھم ج 18 ص 246 لسان) من بني قريظة (سمعانی) بنو ہدل بنی قریظہ ہی کی ایک شاخ ہے۔

3. ابن ہشام ج 2 ' ص 169

4. ابن الھیبان ایک یہودی عالم تھا' جو شام سے مدینہ چلا آیا تھا' مدینہ کے یہود قحط اور دوسری مصیبتوں کے وقت اس سے دعائیں کراتے تھے' جب اس کے انتقال کا وقت آیا تو اس نے یہود کو جمع کیا' اور کہا کہ تمہیں معلوم ہے کہ میں شام جیسی سرسبز وشاداب جگہ چھوڑ کر مدینہ جیسی غیر شاداب جگہ کیوں چلا آیا؟ میں یہاں اس لیے آیا تھا کہ مجھے ایک نبی کا انتظار تھا جو یہاں ہجرت کرکے آئے گا' میں اگر زندہ رہتا تو اس کا اتباع کرتا' دیکھو! تم لوگ اس کی اطاعت سے گریز نہ کرنا' ورنہ یہ اعراض تمہارے قتل کا سبب بنے گا۔ چنانچہ بنو قریظہ نے اس وعدہ کیا کہ ہم لوگ ایسا ہی کریں گے' جنگ قریظہ کے روز حضرت اسیدؓ نے اسی وعدہ کی طرف اشارہ کیا تھا۔ (صابہ ج 1 ' ص 23 و ابن ہشام ج 1 ' ص 137)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڈرو! اور اس نبی برحق کا اتباع کرو! مگر یہود نے اتباع کرنے اور اسلام قبول کرنے سے گریز کیا' حضرت اسیدؓ اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کیا' اور اپنے اہل و عیال اور مال و دولت کو اللہ کی حفاظت میں دیکر بچالیا[1]۔

وفات:

آپ کے سنہ وفات کی تصریح تو نہیں ملتی۔ مگر بخاریؒ کے بیان سے اتنا پتہ چلتا ہے کہ عہد نبویؐ میں اس دارفانی کو چھوڑ چکے تھے[2]۔

فضل و کمال:

جب رسول اللہ ﷺ کے متعلق ان کو پورے طور سے یقین ہوگیا کہ نبی موعود آپؐ ہی ہیں تو ان کو آپؐ کے اتباع سے کوئی تعلق اور رشتہ نہ روک سکا' گو آپ کو اس راہ میں نشانۂ ملامت و مصیبت بننا پڑا۔ چنانچہ جب آپؓ اسلام لائے تو یہود نے مختلف طریقہ سے آپ کو ستانا شروع کیا۔ اس پر یہ آیت نازل[3] ہوئی:

لیسو اسوٰۃ من اھل الکتاب امۃ قائمۃ یتلون ایات اللہ اناء الیل وھم یسجدون	سب اہل کتاب برابر نہیں ہیں۔ ان میں ایک جماعت ہے جو (دین) پر قائم ہے۔ اور رات کے اوقات میں وہ اللہ کی آیات کی تلاوت کرتی ہے' اور وہ نمازی بھی ہیں۔

زندگی کے حالات پردۂ خفا میں ہیں' ثعلبہ آپ کے ایک بھائی تھے۔ جن کا ذکر آگے آئے گا۔

---

1. استیعاب ذکر اسید ج 1 ' ص 36
2. ایضاً
3. استیعاب ج 1 ' ص 36 و اصابہ ج 1 ' ص 13

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(4) حضرت اسد بن عبیدؓ

نام ونسب:

اسد نام، باپ کا نام عبید تھا، آپؓ بھی قبیلہ ہدل کے ایک فرد تھے[1]۔

اسلام:

بنو قریظہ کو آپؓ نے بھی بہت کچھ سمجھایا، مگر جب وہ اپنی ضد پر اڑے رہے تو حضرت اسیدؓ کیساتھ انھوں نے بھی اپنے اہل خاندان سے رشتہ توڑ کر اسلام سے جوڑ لیا، اور پھر اس سے کبھی علیحدہ نہیں[2] ہوئے۔

وفات:

آپؓ کی وفات کے متعلق کوئی تصریح نہیں مل سکی۔

عام حالات:

زندگی کے عام حالات کے متعلق بھی کوئی اور تفصیل نہیں مل سکی۔ صاحب تجرید[3] نے لکھا ہے کہ:

له ذكر من وجه عجيب — عجیب وغریب طور سے ان کا ذکر ملتا ہے۔

غالباً اس سے ابن الہیبان کے واقعہ کی طرف اشارہ ہے، واللہ اعلم بالصواب

فضائل:

آپؓ بھی ان صحابہ میں ہیں جن کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی[4]۔

---

1. استیعاب ج 1، ص 36
2. اصابہ، استیعاب و ابن ہشام ص 169
3. تجرید تذکرہ اسد
4. استیعاب ج 1، ص 36

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیسوا سواء من اھل الکتاب امۃ قائمۃ یتلون ایات اللہ۔ (ال عمران)

سب اہل کتاب برابر نہیں ہیں' ان میں سے ایک جماعت (دین) پر قائم ہے جو رات کے اوقات میں وہ اللہ کی آیات کی تلاوت کرتی ہے۔

(5) حضرت اسد بنؓ کعب القرظی

نام و نسب:

اسد نام' باپ کا نام کعب[1] بن اسد تھا۔ یہود مدینہ کے مشہور قبیلہ بنو قریظہ سے آپؓ کا نسبی تعلق تھا' حافظ ابن حجرؒ کے علاوہ ارباب رجال میں سے کسی نے آپ کا ذکر مستقل[2] طور سے نہیں کیا ہے۔ البتہ ابن جریرؒ نے تفسیر میں اس آیت کے ضمن میں آپ کا اور آپ کے بھائی اسید کا نام لیا ہے۔

من اھل الکتب امۃ قائمۃ یتلون ایات اللہ۔ الخ

اہل کتاب میں سے ایک جماعت ہے جو اللہ کی آیات رات کے اوقات میں پڑھتی ہے۔

اسلام:

زمانہ قبول اسلام کے متعلق کوئی تفصیل نہیں ملتی۔ غالباً قریظہ کے روز یا اس کے بعد اسلام قبول کیا' آپؓ کا تذکرہ عموماً حضرت عبداللہ بنؓ سلام وغیرہ کے ساتھ آتا ہے۔

---

1. غالباً یہ وہی کعب ہے جس نے غزوۂ خندق میں قریش وغیرہ سے مدد دینے کا وعدہ کیا تھا' اور قریظہ کے روز قتل کیا گیا' یہ وہ کعب نہیں ہیں جو محمد بن کعب القرظی مشہور تابعی کے والد ہیں' جن کے بارے میں روایتوں سے پتہ چلتا ہے کہ وہ بنو قریظہ کے روز نابالغوں میں شمار کر کے چھوڑ دیئے گئے تھے' اور بعد میں مسلمان ہو گئے' اصابہ ج 1' ص 33

2. استیعاب میں ثعلبہؓ بن سلام کے حالات کے ضمن میں آپ کا نام بھی آیا ہے' ج 1' ص

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فضل و کمال:

آپؓ بھی ان آیات کے مورد اور مصداق ہیں جو دوسرے اہل کتاب صحابہ کے بارے میں نازل ہوئی ہیں۔ قبول اسلام کے بعد یہود نے آپؓ کو طعن و تشنیع کا ہدف بنالیا تھا۔ لیکن یہ سب کچھ آپؓ نے خندہ پیشانی کے ساتھ برداشت کیا۔ مگر اپنا رشتہ اسلام سے جوڑنے کے بعد پھر کبھی نہیں توڑا' گو اور تمام رشتے ٹوٹ گئے' یہ آپؓ کی سب سے بڑی فضیلت ہے۔

(6) حضرت اسید بن کعب القرظیؓ

نام و نسب:

اسید نام' باپ کا نام کعب بن اسد تھا' آپؓ بھی بنو قریظہ ہی کے ایک فرد تھے۔ اور حضرت اسدؓ کے جن کا تذکرہ اوپر ہوا ہے۔ بڑے یا چھوٹے بھائی تھے 1۔

اسلام:

ان کے قبول اسلام کے متعلق بھی متعین طور سے نہیں بتایا جاسکتا کہ کب قبول کیا۔ غالباً دونوں بھائی ساتھ ہی دائرہ اسلام میں داخل ہوئے ہوں گے۔ بھائی کی طرح زندگی کے دوسرے حالات پردۂ خفا میں ہیں۔ آپؓ بھی ان تمام افضال و انعام کے مورد و مستحق ہیں۔ جن کے مستحق آپؓ کے بھائی حضرت اسدؓ ہیں۔

ابن جریرؒ 2 نے اس آیت کے ضمن میں آپؓ کا نام بھی لیا ہے:

من اهل الكتاب امة يتلون ايات الله	اہل کتاب میں ایک جماعت ہے جو اللہ کی آیات کی تلاوت کرتی ہے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؓ بھی ان مصائب کا شکار ہوئے ہوں گے جن

---

1. اصابہ ج 1' ص 50
2. تفسیر طبری تفسیر آیت مذکورہ سورہ آل عمران

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے آپ کے بھائی حضرت اسدؓ اور دوسرے اہل کتاب صحابہ ہوئے تھے۔

(7) حضرت اشرف حبشیؓ

نام و نسب:

اشرف 1 نام تھا، حبشہ یا شام کے رہنے والے اور عقیدۃً عیسائی تھے۔

اسلام:

اپنے دوسرے رفقاء 2 حضرت ابرہہؓ اور حضرت ادریسؓ وغیرہ کے ساتھ اسلام لائے۔

خدمت نبوی میں آمد:

حضرت جعفرؓ کے ساتھ اہل حبشہ کا جو وفد خدمت نبویؐ آیا تھا اس میں آپ بھی تھے۔

وفات:

وفات کے متعلق کوئی تفصیل نہیں مل سکی۔

فضل و کمال:

آپؓ علمائے نصاریٰ میں تھے۔ حافظ ابن حجرؒ نے آپؓ کے اوصاف کے سلسلے میں لکھا ہے کہ:

من رهبان الحبشة 3 — حبشہ کے راہبوں میں سے تھے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؓ کا شمار علمائے نصاریٰ میں تھا، لیکن اسلام قبول

---

1 حافظ ابن حجر نے صحابہ کی چار قسمیں قرار دی ہیں، ان کو قسم اول میں شمار کیا ہے، جس سے ان کی اہمیت کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔

2 اوپر ان کا تذکرہ آچکا ہے۔

3 اصابہ ج 1، ص 51

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے کے بعد اسلامی علوم سے کہاں تک واقف ہوئے اس کی تفصیل نہیں ملتی' اور نہ آپؓ سے کوئی روایت ہے۔

(ب)

(8) حضرت بحیرا الحبشیؓ

نام ونسب:

بحیرا نام[1]' شام یا حبشہ کے رہنے والے اور عقیدۃً نصرانی تھے۔

اسلام:

غالباً آپؓ نے بھی اپنے احباب حضرت اشرفؓ و تمامؓ وغیرہ کیساتھ اسلام قبول کیا ہوگا۔

زیارت نبوی کا شرف:

حضرت جعفرؓ کے ساتھ آپؓ بھی حبشہ سے مدینہ آئے' اور زیارت نبویؐ سے مشرف ہوئے۔

وفات:

وفات کا سنہ یا تاریخ معلوم نہیں ہوسکی۔

روایت:

ابن عدی نے ایک ضعیف واسطہ سے آپؓ سے یہ ایک روایت نقل کی ہے:

---

1. یہ وہ بحیرا الراہب نہیں ہیں جو رسول اللہ ﷺ سے قبل نبوت شام میں ملے تھے' ابن اثیر نے دونوں کو ایک شمار کیا ہے' اس پر حافظ ابن حجر نے حضرت ابرہہؓ کے حالات میں بحث کرتے ہوئے لکھا ہے' یہ دوسرے بحیرا ہیں' ابن اثیر کو غلط فہمی ہوئی ہے اور اسی لیے بحیرا الراہب کو انھوں نے قسم رابع میں داخل کیا ہے اور انھیں قسم اول میں' اصابہ 1 ص 36

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عن جعفر بن محمد بن علی بن ابیه عن جده قال سمعت بحیرا الراهب یقول سمعت رسول الله صلی الله صلی الله اذا اشرب الرجل کاسا من خمر[1] الخ	جعفر بن محمد اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے بحیر سے سنا وہ بیان کرتے تھے کہ میں نے آنحضرتﷺ سے سنا کہ اگر کسی شخص کو شراب کا ایک پیالہ پلایا جائے۔

اور روایت کرنے کے بعد خود ہی جرح[2] بھی کی ہے' جرح کے الفاظ یہ ہیں:

هذا حدیث منکر ولم اسمع بحیر اعند غیر هذا	یہ منکر حدیث ہے ان کے علاوہ بحیر کی کوئی اور حدیث نہیں سنی۔

(9) حضرت بشیر بنؓ معاویہ

نام و نسب:

بشیر نام' ابو علقمہ کنیت' باپ کا نام معاویہ تھا' اسقف نجران کے بھائی تھے۔

اسلام:

اہل نجران کے پاس جب آنحضرتﷺ کا نامۂ مبارک پہنچا۔ تو انھوں نے ایک وفد آپؐ کی خدمت میں دریافت حال کے لیے بھیجا' یہ وفد مدینہ سے نجران واپس ہوا تو راستہ میں اسقف رئیس وفد نے آنحضرتﷺ کے اس نامۂ مبارک کو پڑھنا شروع کیا' اتفاق سی اسی اثنا میں بشیر کی اونٹی کو ٹھوکر کرلگی۔ اس پر انھوں نے آنحضرتﷺ کی شان میں کچھ ناملائم الفاظ استعمال کیے۔ اسقف نے انھیں ڈانٹا اور کہا

---

1. بقیہ الفاظ حدیث جستجو و تلاش کے بعد بھی نہیں ملے' تجرید ج 1 ' ص 36
2. حافظ ابن حجر نے لکھا ہے کہ بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ صاحب حدیث بحیرا راہب شامی ہیں۔ یہ غلط ہے' اگر حدیث صحیح ہے تو یہ وہی بحیرہؓ ہیں جو حبشہ سے حضرت ابرہہؓ کے ساتھ آئے تھے اصابہ ج' ص 139

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ نبی صادق ہیں۔ حضرت بشیرؓ کے دل میں یہ بات گھر کر گئی' انھوں نے فرمایا کہ جب وہ نبی صادق ہیں تو خدا کی قسم جب تک ان کی خدمت میں نہ پہنچ جاؤں گا' اونٹنی کا کجاوہ نہ کھولوں گا' چنانچہ شوق وارفتگی میں یہ اشعار پڑھتے ہوئے وہاں سے پھر مدینہ واپس ہوئے۔

الیک تغدو قلقا وضینها　　　معترضا فی بطنها فیها

مخالفادین النصاریٰ دینها

اور خدمت نبوی میں پہنچ کر اسلام قبول کیا' اور ساری زندگی دربار رسول کی غلامی میں گزار دی۔

شہادت:

غزوہ کی تصریح تو نہیں مل سکی۔ لیکن کسی غزوہ ہی میں شہادت پائی 1۔

(ت)

(10) حضرت تمامؓ

نام ونسب:

تمام نام' شام یا حبشہ کے رہنے والے اور عقیدہ کے اعتبار سے نصرانی تھے۔

اسلام:

اوپر جن لوگوں کا تذکرہ ہوا ہے غالبًا اپنے ان ہی رفقاء کیساتھ انھوں نے بھی اسلام قبول کیا ہوگا۔

---

1 اصابہ جلد اول صفحہ 160 ' قریب قریب ان ہی کے واقعہ سے ملتا جلتا کرز بن علقمہ کا واقعہ بھی ہے' لیکن صاحب اصابہ نے ان کو دو شمار کیا ہے' اور یہ دو اس لیے بھی ہیں کہ کرز کا واقعہ مدینہ جاتے ہوئے پیش آیا تھا۔ اور بشیر کا واقعہ وہاں سے واپسی پر۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شرف زیارت:

آپؓ بھی حضرت جعفرؓ کے ساتھ حبشہ سے آئے اور زیارت نبویؐ سے بہرہ مند ہوئے۔

وفات:

وفات اور دوسرے حالات کے متعلق کوئی تصریح نہیں مل سکی، تجرید میں آپؓ کے متعلق یہ بھی ہے کہ بحیرؓ اور ابرہہؓ کے ساتھ آئے۔

وفد مع بحيرا وابرهه في حديث ساقط تمرة[1] — بحیرؓ اور ابرہہؓ کے ساتھ یہ بھی ساقط تمرہ والے واقعہ میں تھے۔

آپؓ بھی ان تمام فضائل اور انعام کے مورد ہیں جس کے مورد دوسرے اہل کتاب صحابہؓ ہیں۔

(11) حضرت تمیم الحبشیؓ

نام و نسب:

تمیم نام، شام یا حبشہ کے رہنے والے اور عقیدہ کے اعتبار سے عیسائی تھے۔

اسلام:

آپ کے چند احباب کا تذکرہ ہوچکا ہے، غالباً آپ نے بھی حبشہ میں ان کے ساتھ اسلام قبول کیا ہوگا۔

شرف زیارت:

حبشہ کے وفد کے ساتھ آپ بھی مدینہ آئے۔ اور شرف زیارت نبویؐ سے

---

1. حدیث کا پورا متن بڑی کاوش کے بعد بھی نہیں مل سکا، اصابہ ج1، ص 183، تجرید ج1، ص 61

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہرہ ور ہوئے۔

روایت:

آپؓ سے کوئی روایت نہیں ہے 1۔

وفات و عام حالات کے متعلق کوئی تفصیل نہیں ملتی۔

•.........•.........•

(12) حضرت تمیم داریؓ

نام و نسب:

تمیم نام' ابو رقیہ کنیت' داری نسبت ہے' پورا سلسلۂ نسب یہ ہے' تمیم بن اوس بن حارجہ ابن سود بن خزیم بن ذراع بن عدی بن الدار 2 بن ھانی بن حبیب بن تمارہ بن لخم بن عدی بن عمرو بن سباء۔

ابن ہشام نے عمرو و سباء کے درمیان دو ایک نام اور بڑھائے ہیں۔ شام کے رہنے والے تھے۔ قبیلہ لخم 3 سے نسبی تعلق تھا اور مذہبا عیسائی تھے۔

اسلام:

9ھ میں اپنے بھائی نعیمؓ کے ساتھ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آئے' اور

---

1 اصابہ اور اسد الغابہ

2 حافظ ابن عبد نے داری کی نسبت کی یہ وجہ بتائی ہے کہ لخم کی ایک شاخ دار ہو' اور یہ نسبت اسی کی طرف ہے مگر یہ توجیہ صحیح نہیں ہے' بلکہ صحیح یہ ہے کہ ان کے اجداد میں ایک شخص کا نام دار ہے' جیسا کہ سلسلہ نسب میں مذکور ہے یہ نسبت اس کی طرف ہے اس کی تائید سمعانی کے اس بیان سے بھی ہوتی ہے۔ فاما النسبة الی الجد فهو فیه الداری (سمعانی ص 219 ذکر داری)

3 لخم وجذام یمن کے رہنے والے تھی جو شام میں آکر اقامت پذیر ہو گئے تھے (سمعانی ذکر لخم ص 490)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشرف با سلام ہوئے 1۔

غزوات:

اسلام لانے کے بعد سے جتنے غزوات پیش آئے سب میں شریک ہوئے 2، رسول اللہ ﷺ نے کفاف کے لیے شام میں قریۂ عینون کا ایک حصہ آپؓ کو دیدیا تھا اور اس کی تحریری سند بھی لکھ دی تھی، مگر دیارِ محبوب کی محبت نے وطن کی محبت فراموش کردی، چنانچہ عہدِ نبویؐ کے بعد خلفائے ثلاثہ کے زمانہ تک آپؓ مدینہ ہی میں رہے، حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد جب ملی فتنہ و فساد شروع ہوا تو آپ بادلِ ناخواستہ مدینہ چھوڑ کر اپنے وطن شام میں چلے گئے 3۔

آپؓ جب شام سے مدینہ آئے، تو اپنے ساتھ کچھ قندیلیں اور تھوڑا سا تیل بھی لیتے آئے مدینہ پہنچ کر قندیلوں میں تیل ڈال کر مسجد نبویؐ میں لٹکا دیں۔ اور جب شام ہوئی تو انھوں نے انھیں جلادیا، اس سے پہلے مسجد میں روشنی نہیں ہوتی تھی۔ آنحضرت ﷺ مسجد میں تشریف لائے اور مسجد کو روشن پایا تو دریافت فرمایا کہ مسجد میں روشنی کس نے کی ہے، صحابہ کرامؓ نے حضرت تمیمؓ کا نام بتایا، آپؐ بیحد خوش ہوئے ان کو دعائیں دیں اور فرمایا کہ اگر میری کوئی لڑکی ہوتی تو میں تمیم سے اس کا نکاح کردیتا۔ اتفاق سی اس وقت نوفل بن حارث موجود تھے، انھوں نے اپنی بیوہ صاحبزادی ام المغیرہ کو پیش کیا، آپؐ نے اسی مجلس میں ام المغیرہ سے حضرت تمیمؓ کا نکاح کردیا 4۔

وفات:

مدینہ سے واپسی کے بعد گوشہ نشینی اختیار کرلی اور آخر عمر تک زاہدانہ اور

---

1 اصابہ استیعاب ابن سعد

2 ابن سعد اسد الغابہ

3 ابن سعد جز 2 قسم 2 ص 113 ، اسد الغابہ کے بیان سے پتہ چلتا ہے کہ آپ مستقل طور پر شام ہی میں رہتے تھے مگر ابن سعد کا بیان زیادہ صحیح ہے کہ اسلام لانے کے بعد مدینہ ہی میں قیام پذیر ہوگئے تھے، حضرت عثمانؓ کے بعد مستقل طور سے شام واپس چلے گئے۔

4 پہلے ان کا نکاح براء یا ابوالبرا سے ہوا تھا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

درویشانہ زندگی بسر کی 1۔ 40ھ میں داعی اجل کو لبیک کہا' اور بیت جیرون 2 میں مدفون ہوئے۔

اولاد:

آپؓ کے کوئی ولاد نرینہ نہ تھی' صرف ایک صاحبزادی رقیہ تھیں' جن کی نسبت سے آپؓ کی کنیت ابورقیہ ہے۔

علم و فضل:

اسلام سے پہلے آپؓ کا شمار علماء نصاریٰ میں تھا۔ قبول اسلام کے بعد علمی ذوق قرآن مجید کی جانب منتقل ہوگیا اور اس سے پوری واقفیت پیدا کی' قتادہ کا قول ہے کہ:

كان من علما اهل الكتابين 3	آپؓ کا شمار انجیل و قرآن کے علماء میں تھا۔

بعض لوگوں 4 نے آپؓ کا شمار ان صحابہ میں کیا ہے' جنہوں نے عہد نبویؐ میں قرآن جمع کیا تھا۔

تراویح کی امامت:

فتح الباری میں ہے کہ جب حضرت عمرؓ نے تراویح با جماعت قائم کی تو مردوں کا امام ابی بن کعبؓ کو اور عورتوں کا امام تمیمؓ داری کو مقرر کیا 5۔

---

1 ارباب طبقات نے آپ کا سنہ وفات نہیں ہے البتہ تہذیب التہذیب میں ہو کر آپ کی قبر پر کچھ ایسے نشانات پائے گئے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ. آپ کی وفات 40 میں ہوئی تہذیب ص 512 جلد 1

2 اصابہ میں جیرن ہے اور تہذیب میں جیرون' میں نے تہذیب ہی کے بیان کو اختیار کیا تھا ج' ص 513 سمعانی ج 1 ص 219 3 تہذیب ایضا

4 ابن سعد جز 2 قسم 2 ص 713

5 فتح الباری ص 219 ج 1 بعض روایتوں میں تمیم داری کے بجائے سلیمان بن حشمہ کا نام ہے آئمہ حدیث نے اس کی یہ توجیہ کی ہے کہ دونوں آدمی مختلف اوقات میں اس خدمت پر متعین ہوئے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک روایت:

آپؓ کا سب سے بڑا شرف یہ ہے کہ خود رسول اللہ ﷺ نے ان سے ایک واقعہ جو مسلم میں موجود ہے [1] روایت کیا ہے۔ اس کے علاوہ بہت سے کبار صحابہ اور تابعین نے بھی آپؓ سے روایتیں کی ہیں' مثلاً عبداللہ بنؓ عمرؓ' ابن عباسؓ' ابوہریرہؓ' انس بنؓ مالک' زارہ بن اوفیؒ' وروح بن زنباعؒ' عبداللہ ابن موہبؒ' عطاء بن یزیدؒ' اللیثی' شہر بن جوشبؒ' عبدالرحمٰن [2] بن غنم' سلیم بن عامرؒ' شرجیل بن مسلمؒ' قبیصہ بن ذویبؒ [3] کثیر بن مرہؒ' ازہر بن عبدؒ [4] اللہ وغیرہ۔

چونکہ آپؓ متاخر الاسلام تھے' اس لیے آپؓ کی روایتوں کی تعداد کچھ زیادہ نہیں ہو۔ مسند میں 12 حدیثیں آپؓ کی سند [5] سے درج ہیں۔

اتباع سنت اور مواظبت عمل:

آپؓ کو اتباع سنت کا بڑا لحاظ تھا اور جس سنت پر ایک مرتبہ عمل شروع کر دیتے' اس پر ہمیشہ مواظبت کرتے' چنانچہ معمول تھا کہ نماز عصر کے بعد دو رکعت نماز نفل ادا فرماتے تھے۔ حضرت عمرؓ کا دستور تھا کہ جن لوگوں کو نماز عصر کی ادائیگی کے بعد نفل پڑھتے دیکھتے۔ انھیں منع فرماتے اور بعض اوقات سزا بھی دیتے' ایک مرتبہ تمیم داری سے بھی اس کے متعلق فرمایا تو آپؓ نے حضرت عمرؓ کو درشت لہجہ میں جواب دیا کہ:

لاادعهما صليتهما مع من هو خير منک رسول لله صلى الله عليه وسلم	میں ان دو رکعتوں کو ہرگز نہیں چھوڑوں گا میں نے تو یہ دو رکعتیں رسول اللہ ﷺ کیساتھ پڑھی ہیں جو تم سے بہتر ہیں۔

---

1. محدثین نے اسی روایت سے روایۃ الکبار عن الصغار ایک مستقل اصول روایت بنالیا ہے اور یہی اس کی پہلی مثال ہے۔
2. مسلم شریف ذکر جاسہ صد 4
3. تہذیب التہذیب ص 511
4. یہ تین نام استیعاب میں درج ہیں۔
5. یہ دو نام سند سے لیے گئے ہیں ج 4

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ سنکر حضرت عمرؓ نے پھر کوئی باز پرس نہیں کی۔ اور فرمایا کہ اگر تمام لوگ تمہاری ہی طرح ہو جائیں' تو مجھے کوئی پرواہ نہیں 1۔

حصول ثواب کے لیے کام:

ایک مرتبہ روح بن زنباعؓ آپؓ کی خدمت میں گئے تو دیکھا کہ گھوڑے کیلئے جو صاف کرر ہے ہیں' اور گھر کے تمام لوگ آپؓ کے گرد بیٹھے ہوئے ہیں' روح نے عرض کیا' کیا ان لوگوں میں سے کوئی شخص ایسا نہیں ہے جو اس کام کو کر سکے' آپؓ نے فرمایا یہ ٹھیک ہے لیکن میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ:

مامن امرء مسلم ينقي لفرسه شعيراً ثم يعلفه عليه كتب له بكل حبة حسنة 2	جب کوئی مسلمان اپنے گھوڑے کیلئے دانہ صاف کرتا ہے اور پھر اس کو کھلاتا ہے تو ہر دانہ کے بدلے اسے ایک نیکی ملتی ہے۔

اس لیے میں خود اپنے ہاتھ سے کام کرتا ہوں' تاکہ ثواب سے محروم نہ رہ جاؤں۔

عبادت:

آپؓ کا شمار ان صحابہ میں تھا جو زہد و تقویٰ' عبادت و ریاضت میں ضرب المثل تھے۔ مشکل ہی سے کبھی آپؓ کی نماز تہجد ناغہ ہوتی' تہجد میں بسا اوقات ایک آیت اتنی بار دہراتے کہ پوری رات ختم ہو جاتی' ایک مرتبہ آپؓ تہجد میں جب اس آیت

ام حسب الذين اجترحوا السيات ان نجعلهم كالذين امنو وعملوا الصلحت سواء محياهم ومماتهم (جاثیہ)	جو لوگ برے کام کرتے ہیں کیا وہ گمان کرتے ہیں کہ ہم ان کو ان کے برابر رکھیں گے جنہوں نے ایمان و عمل صالح کو اختیار کیا کہ ان سب کا مرنا جینا برابر ہو جائے۔

---

1 مسند جلد 4 ص 106

2 ایضاً ص 103

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر پہنچے تو اسی کو رات بھر دہراتے رہے' یہاں تک کہ صبح ہو گئی1۔

محمد بن سیرینؒ بیان فرماتے ہیں کہ کبھی کبھی ایک رکعت میں پورا قرآن ختم کر دیتے تھے2۔

انھوں نے ایک بہت قیمتی جوڑا خریدا تھا' جس روز ان کو شب قدر کی توقع ہوتی تھی اسے اس روز پہنتے تھے3۔

ریا سے پرہیز:

با این ہمہ اپنی عبادات کو لوگوں پر ظاہر نہیں ہونے دیتے تھے' ایک مرتبہ ایک شخص نے آپؓ سے سوال کیا کہ آپؓ رات میں کتنی نمازیں پڑھتے ہیں۔ آپؓ اس سوال پر بہت ناراض ہوئے' اور فرمایا کہ ایک رکعت نماز جسے میں رات کی تنہائی میں پڑھوں' وہ مجھے اس بات سے زیادہ محبوب ہے کہ میں رات بھر نماز پڑھوں اور صبح کو سب سے بیان کرتا پھروں4۔

مسجد میں روشنی کی ابتدا:

یہ آپؓ کا بہت بڑا شرف ہے کہ آپ نے مسجد میں روشنی کی سنت حسنہ جاری کی' ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تمیم داریؓ پہلے شخص ہیں جنہوں نے مسجد میں چراغ جلانے اور روشنی کرنے کی ابتدا کی5۔

ایک کرامت:

حضرت عمرؓ کے زمانۂ خلافت میں ایک مرتبہ مقام حرہ میں آگ لگی' حضرت عمرؓ حضرت تمیم داریؓ کے پاس آئے اور ان سے واقعہ بیان کیا' حضرت تمیمؓ وہاں گئے' اور

1۔ اصابہ' اسد الغابہ' نسائی میں بھی یہ روایت ہے۔

2۔ تہذیب التہذیب ذکر تمیم۔

3۔ صفوۃ الصفوۃ ج 1' ص 310

4۔ ایضاً

5۔ ابن ماجہ' باب المساجد ص 56

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بے خطر آگ میں گھس گئے اور اس کو بجھا کر صحیح و سالم واپس چلے آئے۔ حضرت عمرؓ آپ کو خیر اہل المدینہ (مدینہ کے سب سے اچھے اور نیک آدمی) فرمایا کرتے تھے 1۔

حلیہ و لباس:

خوش پوش، خوش وضع اور خوبصورت آدمی تھے 2۔

(13) حضرت ثعلبہ بنؓ سیعۃ الہدلی

نام و نسب:

ثعلبہ نام، باپ کا نام سعیہ، قبیلہ ہدل جو بنو قریظہ کی ایک شاخ تھی اس سے نسبی تعلق تھا، حضرت اسیدؓ جن کا اوپر ذکر آچکا ہے ان کے حقیقی بھائی تھے۔

اسلام:

جب بنو قریظہ کے قتل کا فیصلہ ہوا تو حضرت ثعلبہؓ قبیلہ کے دو تین نوجوانوں کے ساتھ اہل قبیلہ کے پاس گئے اور ان کو ابن الہیبان 3 کی وصیت اور اس کا وعدہ یاد دلا کر سمجھانے کی کوشش کی اور اسلام قبول کرنے کی ترغیب دی، لیکن جب یہ کوشش بے سود رہی تو اپنے بھائی حضرت سیدؓ اور قبیلہ کے ایک اور نوجوان اسد بن عبید کیساتھ آنحضرت صلعم کی خدمت میں حاضر ہو کر خود اسلام قبول کیا 4۔

آپؓ کی زندگی کے اور دوسرے حالات نہیں مل سکے۔

---

1 اسد الغابہ ص 615 ج

2 اس کی تحقیق حضرت اسیدؓ کے حالات میں گزر چکی ہے۔

3 پورا قصہ حضرت اسیدؓ کے حالات میں لکھا جا چکا ہے۔

4 اصابہ ذکر اسید ج 1، ص 33، بعض لوگوں کا خیال ہے کہ حضرت عبداللہ بنؓ سلام کے ساتھ اسلام لائے مگر صاحب اسد الغابہ نے اس کی تردید کی ہے، ان ہشام وغیرہ کا بیان بھی اس کے خلاف ہے، اسد الغابہ ج 1، ص 241 ابن ہشام ج 2، ص 169

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وفات:

سنہ وفات کی تصریح نہیں مل سکی البتہ امام بخاریؒ کے بیان سے اتنا پتہ چلتا ہے کہ حیات نبویؐ میں وہ اس دار فانی کو چھوڑ چکے تھے 1۔

فضل و کمال:

اہل کتاب صحابہ کے عام فضائل و محامد کے ساتھ .... حضرت ثعلبہ ابنؓ سعیہ کو یہ شرف بھی حاصل ہوا کہ جب حضرت ریحانہؓ غزوۂ بنو قریظہ میں گرفتار ہو کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئیں، تو آپؐ کی خواہش ہوئی کہ وہ اسلام قبول کر لیں، مگر وہ کسی طرح اس پر راضی نہ ہوئیں، رسول اللہ ﷺ کو ان کے اسلام نہ لانیکا بیحد رنج تھا، ایک روز آپؐ صحابہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ حضرت ثعلبہ ابنؓ سعیہ آئے اور آہستہ سے آپؐ سے حضرت ریحانہؓ کے اسلام قبول کرلینے کی خوشخبری سنائی، آنحضرت ﷺ نے مسرت آمیز لہجہ میں حاضرین سے فرمایا کہ ثعلبہ ریحانہ کے اسلام کی خوشخبری لیکر آئے ہیں۔ (ابن ہشام جلد 2)

(14) حضرت ثعلبہؓ بن سلام

نام و نسب:

ثعلبہ نام، باپ کا نام سلام حضرت عبداللہ بنؓ سلام کے بھائی تھے۔ پورا سلسلہ نسب عبداللہ بنؓ سلام کے تذکرہ میں آئے گا۔

اسلام:

آپؓ کے اسلام لانے کا زمانہ متعین نہیں کیا جاسکتا، مگر اتنا معلوم ہے آپؓ عبداللہؓ بن اسلام کے بعد اسلام لائے 2۔

---

1 اسد الغابہ ج 2 ص 241

2 اصابہ ج 2

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وفات:

آپؓ کی وفات کے بارے میں بھی کوئی تصریح نہیں ملتی اور نہ آپؓ کی زندگی کے عام حالات اور کارنامے کے متعلق کوئی تذکرہ ملتا ہے۔

(15) حضرت ثعلبہؓ بن قیس

نام ونسب:

ثعلبہ نام' باپ کا نام قیس' یہود مدینہ سے تھے' مگر تصریح نہیں مل سکی کہ کس قبیلہ سے تعلق تھا۔

اسلام:

صحیح طور سے نہیں کہا جاسکتا کہ آپ نے کب اسلام قبول کیا' لیکن چونکہ ان آیتوں کی تفسیر کے ضمن میں جو اہل کتاب صحابہ کے بارے میں نازل ہوئیں۔ آپؓ کا نام عبداللہ بنؓ سلام وغیرہ کے ساتھ آتا ہے' اس لیے یہ کہا جاسکتا ہے کہ آپؓ متقدم الاسلام ہوں گے۔

وفات:

وفات کے متعلق بھی کوئی تصریح نہیں مل سکی۔

فضائل:

یوں تو ان تمام فضائل و انعام کے آپؓ بھی مستحق ہیں جن کے دوسرے اہل کتاب صحابہ مستحق ہیں۔ لیکن ذیل کی دو آیتوں کے ضمن میں خصوصیت سے آپؓ کا نام بھی مفسرین لیتے ہیں' جب کفار قریش آنحضرت صلعم اور قرآن کے متعلق مختلف قسم کے شکوک وشبہات پیدا کرنے لگے تو اس کے لیے ایک ثبوت یہ بھی پیش کیا گیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اولم یکن لھم ایۃ ان یعلمہ علماء بنی اسرائیل۔ 1

کیا ان کیلئے یہ بات دلیل نہیں ہے کہ اس کو (قرآن) علمائے بنی اسرائیل جانتے ہیں۔

علماء سے جو لوگ مراد ہیں ان میں حضرت ثعلبہؓ کا نام بھی لیتے ہیں۔ ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بنؓ سلام اور حضرت ثعلبہؓ وغیرہ آنحضرت صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انھوں نے غرض کیا یا رسول اللہؐ ہم لوگ آپؐ پر' قرآن پر' حضرت موسیٰ اور توریت اور حضرت عزیرؑ پر تو ضرور ایمان لاتے ہیں مگر اس کے علاوہ تمام کتب و رسل کو ماننا ضروری نہیں سمجھتے' اس پر یہ آیت نازل ہوئی:

یا ایھا الذین امنو امنوا باللہ ورسولہ والکتاب الذی نزّل علی رسولہ والکتاب الذی انزل من قبل (نساء)

اے ایمان والو ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول پر اور اس کی کتاب پر جو اللہ نے اپنے رسول پر اتاری اور ان کتابوں پر جن کو اللہ نے اس سے پہلے اتارا ہے۔

زندگی کے دوسرے آلات و کمالات پردۂ خفا میں ہیں۔

(16) حضرت ثعلبہؓ بن ابی مالک

نام ونسب:

ثعلبہ نام' ابو یحییٰ کنیت' حضرت ابو مالکؓ صحابی کے جن کا تذکرہ آگے آئے گا'

---

1. سورہ شعراء یقیناً مکی ہے' مگر اس کی پانچ آیتوں کے نزول کے بارے میں مفسرین کے مختلف اقوال ہیں جو لوگ اس آیت کو بھی مدنی کہتے ہیں' ان کے نزدیک تو کوئی اشکال نہیں ہے' لیکن جو لوگ اس کو مکی کہتے ہیں ان کے سامنے یہ اشکال آتا ہے کہ مکہ میں علمائے بنی اسرائیل کہاں تھے۔ اس کا انھوں نے یہ جواب دیا ہے کہ کفار مکہ نے مدینہ کے علمائے یہود سے آنحضرت صلعم کے متعلق دریافت کرایا تھا تو انھوں نے جواب دیا کہ وہ زمانہ یہی ہے' اس پر یہ آیت نازل ہوئی' بہرحال دونوں صورتوں میں آیت کے مخاطب یہی حضرات ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صاحبزادے تھے، اصلی وطن یمن تھا، آپؓ کے والد ترک وطن کر کے مدینہ آئے، اور یہیں سکونت اختیار کرلی۔

اسلام:

اپنے والد کی طرح خود بھی حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ اور بہ اختلاف 1 روایت شرف صحبت سے بھی سرفراز ہوئے۔

اصابہ میں مصعب الزبیری کی ایک روایت سے پتہ چلتا ہے کہ غزوۂ بنی قریظہ کے روز جو بچے نابالغ ہونے کی وجہ سے چھوڑ دیے گئے تھے، ان میں حضرت ثعلبہؓ بھی تھے، امام بخاریؒ نے تاریخ الکبیر میں لکھا ہے کہ:

كان كبيراً ايام بني قريظة — غزوۂ بنو قریظہ کے زمانے میں وہ بڑے تھے۔ (ج اصفا)

بخاریؒ کی اس روایت سے پتہ چلتا ہے کہ وہ بالکل بچے نہیں تھے بلکہ سن شعور کو پہنچ چکے تھے۔ لیکن بہرحال ان کے زمانہ قبول اسلام کے متعلق کوئی صحیح تعین کی جاسکتی۔

---

1 ان کے صحابی ہونے میں ارباب رجال کی روایتیں مختلف ہیں، اصابہ اور تاریخ کبیر کی روایتوں سے پتہ چلتا ہے کہ وہ غزوۂ بنی قریظہ کے وقت اچھے خاصے بڑے تھے، جس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ جب انھوں نے اسلام قبول کیا ہوگا تو وہ سن شعور کو پہنچ گئے تھے، اسد الغابہ میں ہے کہ ولد على عهد النبي صلى الله عليه وسلم (آنحضرت صلعم کے زمانہ میں پیدا ہوئے) جس سے ان کی صحابیت اور عدم صحابیت دونوں کا احتمال ہے، ابن حاتم اور ابن حبان نے ان کو زمرۂ تابعین میں شمار کیا ہے، یحیٰی ابن معین فرماتے ہیں له روية انھیں دیدار نبوی حاصل ہوا) حافظ ابن حجر نے اصابہ میں تو احتمال کا اظہار کیا ہے لیکن تہذیب التہذیب میں لکھا ہے کہ حضرت ثعلبہؓ نے آنحضرت ﷺ کی زیارت کی ہے، اور ان سے بغیر کسی واسطہ کے روایت بھی کی ہے۔

ان تمام بیانات سے اندازہ ہوتا ہے کہ زیادہ تر ارباب رجال کا رجحان ان کی صحابیت کی طرف ہے، گو تابعین میں داخل کرنے والے حضرات کے اقوال بھی بالکل نظر انداز نہیں کیے جاسکتے، لیکن میں نے حافظ ابن حجر کی اتباع میں انھیں صحابہ ہی کی فہرست میں رکھا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وفات:

وفات کا علم نہیں ہو سکا۔

اولاد:

ان کی دو اولاد ابو مالکؒ اور منظورؒ کا ذکر حافظ ابن حجرؒ نے تہذیب میں کیا ہے لیکن دوسرے ارباب رجال نے صرف ابو مالکؒ کا نام لیا ہے۔

علم و فضل:

حضرت ثعلبہؓ کا گھرانہ علم و فضل میں ممتاز تھا' آپؓ کے والد حضرت ابو مالکؓ عہد عتیق کے عالم تھے' آپؓ کے دونوں صاحبزادے اور ایک بھتیجے محمد بن عقبہؒ صاحب علم و فضل اور صاحب روایت تھے' خود حضرت ثعلبہؓ نے رسول اللہ ﷺ اور بڑے بڑے صحابہ سے روایتیں کی ہیں' مثلاً حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ حضرت حارثہؓ بن نعمان' حضرت جابرؓ 1 اور ابن عمرؓ 2 وغیرہ۔ان سے حسب ذیل حضرات نے روایتیں کی ہیں۔ ان کے دونوں صاحبزادے' امام زہریؒ مسور بن رفاعہؒ محمد بن عقبہؒ صفوانؒ 3 بن سلیم' ابن الہادؒ 4۔

امامت:

قبیلہ بنو قریظہ کے جو لوگ مسلمان ہو گئے تھے' ان کی نماز کی امامت کم عمری کے باوجود حضرت ثعلبہؓ ہی کے سپرد تھی' تہذیب میں ہے:

و کان ثعلبة یؤم بنی قریظة	حضرت ثعلبہؓ بچپن کے باوجود بنی قریظہ کی امامت کرتے تھے۔

اس سے بھی معلوم ہوا کہ وہ غزوۂ بنی قریظہ کے وقت کم سن تھے۔

---

1. تہذیب ذکر ثعلبہ
2. تاریخ الکبیر ذکر ثعلبہ
3. تہذیب ذکر ثعلبہ
4. تاریخ الکبیر ایضاً

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(ج)

(17) حضرت جارودؓ بن عمرو

نام نسب:

بشر نام' ابو منذر کنیت' جارود لقب' نسب نامہ یہ ہے' جارود بن عمرو ابن معلیٰ عبدی قبیلہ عبدقیس کے سردار تھے' جارود کا لقب ایک خاص واقعہ کی یادگار ہے۔ زمانہ جاہلیت میں انھوں نے قبیلہ بکر بن وائل کو لوٹ کر بالکل صاف کردیا تھا' ''جرد'' کے معنی بے برگ و بار کے ہیں' اس لیے جارود ان کا لقب پڑگیا' اسی واقعہ کو بطور مثال ایک شاعر کہتا ہے:

فدسناهم بالخيل من كل جانب	ہم نے ہر طرف سے دشمن کو اپنی لشکر کے
كما جرذ الجارود بكر بن وائل	ذریعہ روند ڈالا جس طرح کہ جارود نے بکر بن وائل کو صاف کیا تھا۔

اسلام:

جارود مذہباً عیسائی تھے' قبیلہ عبد قیس کے وفد کے ساتھ 10ھ میں مدینہ آئے آنحضرت ﷺ نے ان کے سامنے اسلام پیش کیا۔ انھوں نے کہا محمد میں ایک مذہب پر تھا' اب تمہارے مذہب کے لیے اپنے مذہب کو چھوڑنے والا ہوں' میرے تبدیل مذہب کے بعد تم میرے ضامن ہوگے؟ فرمایا ہاں! میں تمہارا ضامن ہوں' خدا نے تم کو تمہارے مذہب سے بہتر مذہب کی ہدایت کی ہے' اس مختصر سوال و جواب کے بعد جارود اسلام کے حلقہ بگوش ہوگئے' ان کے ساتھ ان کے اور ساتھی بھی مشرف بہ اسلام ہوئے۔ آنحضرت صلعم کو ان کے اسلام لانے پر بڑی مسرت ہوئی' آپ نے ان کی بڑی عزت و توقیر کی[1]' قبول اسلام کے بعد وطن لوٹنے کا قصد کیا اور آنحضرت

---

1. سیرت ابن ہشام ج 2 ص 366 ' بعض رواتوں میں ہے کہ جب وہ آئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ جارود تم نے اور تمہاری قوم نے آنے میں بہت دیر کی' جارود نے معذرت پیش کی اور کہا کہ آپ کے پاس آیا ہوں' میں نے آپ کے صفات انجیل میں دیکھے ہیں' عیسیٰ علیہ السلام نے آپ کے آنے کی خوشخبری دی ہے' پھر آپ نے آنحضرت سے کہا کہ آپ اپنا ہاتھ تو پھیلائیں' پھر آپ نے کلمہ پڑھا اور دائرہ اسلام میں داخل ہوگئے' تاریخ ابن عساکر ص 356

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صلعم سے سواری مانگی' لیکن سواری کا انتظام نہ ہوسکا' تو جارود نے اجازت مانگی کہ یارسول اللہ! راستے میں ہم کو دوسروں کی بہت سی سواریاں ملیں گی' ان کے استعمال میں لانے کی اجازت ہے؟ فرمایا نہیں انھیں آگ سمجھو' غرض جارود خلعت اسلام سے سرفراز ہونے کے بعد وطن واپس گئے[1]۔

فتنۂ ارتداد:

فتنۂ ارتداد میں ان کے قبیلہ کے بہت سے آدمی مرتد ہوگئے' لیکن ان کی استقامت ایمانی میں کوئی تزلزل نہ آیا' چونکہ سردار قبیلہ تھے اس لیے اپنے اسلام کا اعلان کرکے دوسروں کو ارتداد سے روکتے تھے[2]۔

شہادت:

حضرت عمرؓ کے زمانہ میں بصرہ میں اقامت اختیار کرلی اور ایران کی فوج کشی میں مجاہدانہ شریک ہوئے' باختلاف روایت فارس یا نہاوند کے معرکہ میں شہید ہوئے[3]۔

اولاد:

آپؓ کے ایک صاحبزادہ منذرؒ تھے' جن کی نسبت سے آپؓ کی کنیت ابومنذر ہے۔

فضل وکمال:

ابومسلم الجذمیؒ' ابو القموصؒ' زید بن علیؒ اور محمد بن سیرینؒ نے ان سے روایت[4] کی ہے' جارود شاعر تھے اشعار ذیل بارگاہ نبوی میں بطور نذر عقیدت پیش کیے تھے[5]۔

---

1. سیرت ابن ہشام ج 2' ص 366
2. ایضاً
3. اصابہ جلد اول ص 217
4. تہذیب التہذیب ج 2' ص 54
5. اصابہ ج اول ص 226

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شهدت بان الله حق و سامحت بناتفوادی بالشهادة و النهضی	میں نے گواہی دی کہ اللہ حق ہے اور میرے جذبات نے بھی اس شہادت اور عمل میں میرا ساتھ دیا۔
فابلغ رسول الله انی رسالة بانی حنیف حیث کنت من الارض	میری طرف سے رسول اللہ صلعم کو یہ پیغام پہنچا دو کہ میں زمین کے جس حصہ پر بھی رہوں گا موحد رہوں گا۔
واجعل لنفسی دون کل ملمة لکم جنة من عرضکم عرضی	ہر مصیبت کے وقت میں اپنی جان پیش کروں گا' اے مسلمانو! تمہاری عزت کیلئے میری عزت ڈھال ہے۔
فال لم تکن داری بیثرب فیکم فانی لکم عند الاقامة و الحفض	اگرچہ میرا مستقل قیام یثرب میں نہیں ہے' مگر اس عارضی اقامت میں بھی میں تمہارا ہی ہوں۔

اخلاق:

جارود کے صحیفۂ کمال میں آزادی' جرأت اور اظہار حق میں بے باکی کا عنوان نہایت جلی تھا' جس بات کو حق سمجھ لیتے تھے پھر اس کے اظہار میں وہ کسی کی پرواہ نہیں کرتے۔

ایک مرتبہ بحرین کے گورنر قدامہ بن منطعون کو بعض رومیوں نے شراب پیتے ہوئے دیکھا' جارودؓ کو اس کا علم ہوا تو حضرت عمرؓ کے پاس آ کر کہا کہ امیر المومنین قدامہ نے شراب پی ہے' ان پر شرعی حد جاری کیجئے' آپ نے شہادت طلب کی جارودؓ نے ابوہریرہؓ کو پیش کیا' حضرت ابوہریرہؓ نے شہات دی کہ میں نے نشہ کی حالت میں قے کرتے ہوئے دیکھا ہے' حضرت عمرؓ نے قدامہ کو طلب کیا' وہ آئے' ان کے آنے کے بعد جارود نے پھر کہا۔ امیر المومنین کتاب اللہ کی رو سے حد جاری کیجئے' حضرت عمرؓ نے فرمایا تم کو اتنا اصرار کیوں ہے تم گواہ ہو مدعی نہیں ہو' تمہارا کام شہادت دینا تھا جسے تم پورا کر چکے' اس وقت جارود خاموش ہوگئے لیکن دوسرے دن پھر اصرار کیا' شہادت ناکافی تھی' اس لیے حضرت عمرؓ کو جارودؓ کا بیجا اصرار ناگوار ہوا' اور فرمایا تم مدعی بنے جاتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو' شہادت صرف ایک ہے۔ اس اعتراض پر جارود نے کہا عمرؓ! میں تم کو خدا کی قسم دلاتا ہوں کہ حد میں تاخیر نہ کرو' آخر میں جارود کی بیجا ضد پر حضرت عمرؓ کو تنبیہ کرنا پڑی کہ جارودؓ خاموش رہو' ورنہ میں بری طرح پیش آؤں گا۔ اس تنبیہ پر جارودؓ نے غضب آلود ہو کر کہا' عمرؓ! حق اس کا نام نہیں ہے کہ تمہارا ابن عم شراب پئے اور تم الٹے مجھے برے سلوک کی دھمکی دو' آخر میں جب قدامہ کی بیوی نے شہادت دی تو حضرت عمرؓ نے حد جاری کرائی 1۔

روایت:

آپؓ چونکہ متاخر الاسلام تھے' اس لیے آپؓ کی روایتوں کی تعداد بہت ہی کم ہے' مسند میں یہ ایک روایت ہے:

ضالۃ المومن حرق النار 2	مؤمن کی گم شدہ چیز کو جس نے اپنی ملکیت بنایا اس نے اپنے کو آگ میں جلایا۔

آپؓ سے صحابہ میں حضرت عبداللہ بنؓ عمرو بن العاص اور تابعین میں ابو مسلمؒ الجذامی و مطرف ابن عبداللہؒ۔ بن شخیر و زید بنؒ علی و ابوالخوصؒ بن سیریں وغیرہ نے روایت کی۔

(18) حضرت جبرؓ

نام ونسب:

جبر نام' عبداللہ بن الحضرمی کے غلام اور مذہباً یہودی تھے۔

اسلام:

خدمت نبویؐ میں اکثر ان کی آمدورفت رہا کرتی تھی' ایک روز رسول اللہ صلعم

1 اس واقعہ کو تمام ارباب سیر نے قدامہ کے حالات میں لکھا ہے۔

2 مسند ج 5 ' ص 80 یہ روایت کئی طرق سے مروی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے ان کے سامنے سورۂ یوسف تلاوت فرمائی' ان پر کلام الٰہی کا ایسا اثر ہوا کہ اسی وقت حلقہ بگوش اسلام ہو گئے 1۔

تعذیب اور کتمان اسلام:

لیکن چونکہ وہ ابن حضرمی کے خاندان کے غلام تھے' اور اس خانوادہ نے ابھی تک اسلام قبول نہیں کیا تھا' اس لیے ان کو ڈر تھا کہ اگر وہ اسلام کا اظہار کرتے ہیں تو ان کی جان کی خیر نہیں' اس بنا پر انھوں نے اسلام کا اظہار نہیں کیا' لیکن آنحضرت ﷺ کے یہاں آمدورفت یا کسی اور ذریعہ سے جب انھیں ان کے اسلام قبول کر لینے کی اطلاع ہوئی تو انھوں نے ان پر سختی شروع کی اور ان کو دائرۂ اسلام سے خارج ہونے پر مجبور کیا' لیکن اسلام کی تاثیر ایسی نہیں تھی کہ وہ ایک بار دل میں گھر کر جانے کے بعد زائل ہو سکے۔ چنانچہ ظاہری طور پر تو انھوں نے اسلام سے برأت کا اظہار کر دیا لیکن قلب کے سوز و گداز کا حال ویسا ہی تھا' چنانچہ قرآن نے ان کے متعلق فرمایا:

وقلبه مطمئن بالایمان (اس کو کفر کے اظہار پر مجبور کیا گیا) لیکن اس کا قلب ایمان پر مطمئن ہے۔

فتح مکہ اور آزادی:

رسول اللہ ﷺ جب مکہ میں تھے اسی وقت انھوں نے اسلام قبول کر لیا تھا' لیکن فتح مکہ تک اپنے اسلام کو چھپاتے رہے' جب مکہ فتح ہو گیا تو آنحضرت صلعم کی خدمت میں آئے' اور اپنی تکالیف اور گذشتہ مشقتوں کا اظہار کیا۔ آنحضرت ﷺ نے خرید کر آزاد کر دیا' آزادی کے بعد انھوں نے پوری زندگی بڑی فارغ البالی سے گزاری۔

نکاح:

بنی عامر کی کسی معزز عورت سے ان کی شادی ہوئی تھی 2۔

---

1 اصابہ ج 1 ص 221

2 اصابہ جلد 1 ص 224

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذریعہ معاش:

تلوار اور برتن وغیرہ کی صفائی اور قلعی کا کام ان کا ذریعۂ معاش تھا1۔

فضائل:

بہت سی آیتوں کے سبب نزول کے ضمن میں ان کا نام بھی آتا ہے، طبریؒ نے اس آیت کے ضمن میں:

ولقد نعلم انهم يقولون انما يعلمه بشر لسان الذی يلحدون اليه اعجی وهذ السان عربی مبين

اور ہم کو معلوم ہے کہ یہ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ ان کو تو آدمی سکھاتا ہے، جس شخص کی طرف اس کی نسبت کرتے ہیں اس کی زبان تو عجمی ہے اور یہ قرآن صاف عربی ہے۔

خصوصیت کے ساتھ ان کا نام لیا ہے۔

(19) حضرت جبلؓ

نام ونسب:

جبل نام، قبیلہ ذبیان سے نسبی تعلق تھا مگر یہود بنی قریظہ کے ساتھ مدینہ میں رہتے تھے، پورا سلسلۂ نسب یہ ہے، جبل بن جوال بن صفوان بن بلال بن اصرم بن لویاس بن عبد غنم بن حجاش بن مجالۂ بن مازن بن ثعلبہ بن سعد بن ذبیان النشاء الذبیانی ثم الثعلبی2۔

اسلام:

آپؓ کے قبول اسلام کا زمانہ صحیح طور پر معلوم نہیں، ارباب رجال صرف اتنا کہتے ہیں:

كان يهود يامع بنی قريظة فا سلم

یہودی تھے بنی قریظہ کے ساتھ رہتے پھر اسلام لائے۔

---

1. اصابہ جلد 1 ص 224

2. اسد الغابہ ج 1، ص 267

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مگر قرائن سے اتنا پتہ چلتا ہے کہ وہ غزوۂ بنو قریظہ کے بعد اور غزوۂ خیبر سے پہلے اسلام لاچکے تھے' اس لیے کہ بنو قریظہ کا جب استیصال کیا گیا تو جبل نے حیی بن اخطب کا مرثیہ کہا اور بنو قریظہ کی حمایت میں یہ اشعار کہے[1]:

الا یا سعد سعد بنی معاذ   لما فعلت قریظة والنظیر
ترکتم قدرکم لاشئی فیھا   وقدر القوم حامیة تفور
ولکن لا خلود مع المنایا   تخطف ثم نضمھا الغیور

جس کا جواب حضرت حسان بن ثابتؓ نے اسی بحر و قافیہ میں دیا:

تعاھد معشر نصرو اعلینا   فلیس لھم ببلد تھم نصیر
ھم اوتوا کتاب فضیعوہ   فھم عن التوراة بوز
کذبتم بالقران وا ابیتم   بتصدیق الذی قال النذیر

ظاہر بات ہے کہ اگر وہ اسلام لاچکے ہوتے تو بنو قریظہ کی حمایت میں یہ اشعار کہتے' اور نہ حضرت حسان بن ثابتؓ کو جواب دینے کی ضرورت پیش آتی۔

انھوں نے ایک شعر میں خیبر میں اپنی بہادری اور شرکت کا ذکر کیا ہے' جس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ خیبر کے وقت اسلام قبول کرچکے تھے' وہ شعر یہ ہے:

رمیت نطاة من النبی بفیلق   شھبا ذات مناقب ودقار

میں نے نطاۃ (چراگاہ یا کوئی خاص جگہ) پر نبی ﷺ کے ایک بہادر مسلح اور بڑے محاسن والے لشکر کے ذریعہ حملہ کیا۔

وفات:

وفات کے متعلق ارباب رجال نے کوئی تصریح نہیں کی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(ح)

(20) حضرت حیر نجرہؓ

نام و نسب:

حیر نجرہ[1] نام' نسباً اور عقیدۃً یہودی تھے لیکن یہ نہیں پتہ چلتا کہ یہود کے کس قبیلہ سے آپؓ کا تعلق تھا' اور کہاں کے باشندے تھے' آگے جو واقعات آتے ہیں ان سے قیاس ہوتا ہے کہ یہود مدینہ ہی کے کسی قبیلہ سے رہے ہوں گے۔

اسلام:

رسول اللہ ﷺ نے حیر نجرہ سے کچھ رقم بطور قرض لی تھی' انھوں نے آپ سے اس کا تقاضا کیا' رسول اللہ ﷺ کے پاس اس وقت ادائیگی کے لیے رقم موجود نہیں تھی' اس لیے آپ نے مہلت چاہی' مگر حیر نجرہ نہ مانے' اور کہا کہ آپؐ جب تک مجھے میرا قرض نہ ادا کردیں گے' میں آپؐ کو نہیں چھوڑوں گا' چنانچہ وہ آنحضرت صلعم سے بالکل چمٹ کر بیٹھ گئے' ''صحابہ کو ان کا یہ طرز عمل برا معلوم ہوا' انھوں نے حیر نجرہ کو کچھ لعنت ملامت کرنی شروع کی' مگر آنحضرت صلعم نے انھیں منع کیا اور فرمایا کہ ''میرے رب نے مجھے اس سے روکا ہے کہ میں اپنے کسی معاہد پر کسی قسم کا ظلم کروں'' پھر دن ڈھلتے ڈھلتے حیر نجرہ نے آپؐ کے اس حلیمانہ طرز عمل سے متاثر ہو کر اسلام قبول کرلیا۔

وفات اور زندگی کے دوسرے حالات کے متعلق کوئی تصریح نہیں ملتی۔ فضائل

آپؓ کے صحیفۂ فضائل میں یہ واقعہ بہت ہی درخشاں طور سے درج ہے کہ جب آپ نے اسلام قبول کیا تو اپنی دولت کا ایک بڑا حصہ برضا و رغبت راہ خدا میں خرچ کرڈالا۔

---

1 بعض لوگوں نے خیر نجرہ لکھا ہے مگر حیر نجرہ صحیح ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(د)

(21) حضرت دید الراہبؓ

نام ونسب:

درید نام' حبشہ کے رہنے والے اور مذہباً عیسائی تھے' حضرت نجاشیؓ نے آنحضرت صلعم کی خدمت میں جو وفد بھیجا تھا' اس میں حضرت دریدؓ بھی تھے۔

فضل وکمال:

راہب ان کے نام کا جز ہوگیا تھا' جس سے ان کے فضل وکمال پر روشنی پڑتی ہے' اس آیت کے جو لوگ مصداق ہیں ان میں حضرت دریدؓ کا نام بھی لیا گیا ہے۔

واذا سمعوا ما انزل الی الرسول تری اعینهم تفیض من الدمع	رسول اللہ کی طرف جو کچھ نازل ہوا جب انھوں نے اسے سنا تو تم دیکھو گے کہ ان کی آنکھیں پرنم ہوگئیں۔

(ذ)

(22) حضرت ذودجنؓ

نام ونسب:

علقمہ نام' ذودجن 1 کے نام سے مشہور ہیں' حبشہ سے بہتر 72 آدمیوں کا جو وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں مدینہ آیا تھا' اس میں آپ بھی تھے' رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں سے ان کا نسب دریافت کیا' تو ان میں ایک نے کچھ اشعار پڑھے' جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ حضرت ہود علیہ السلام کی اولاد سے ہیں۔

اسلام:

قبول اسلام کے متعلق کوئی تصریح نہیں ملی' مگر اتنا معلوم ہے کہ اس وفد کے

1 اصابہ جلد 1 صفحہ 474

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمام افراد شرف صحبت سے سرفراز ہوئے تھے' اسد الغابہ میں ہے:

وصحبوا[1] كلهم النبى صلى الله عليه وسلم — سب کے سب صحابی ہیں۔

اس سے یہ قیاس ہوتا ہے کہ یہ لوگ حبشہ میں اسلام لا چکے تھے' اگر مدینہ میں اسلام لاتے تو جس طرح نسب کے متعلق رسول اللہ ﷺ کے سوال اور ان کے جواب کا ذکر ہے' اسلام لانے کا بھی ذکر ضرور ہوتا' واللہ اعلم

زندگی کے دوسرے حالات اور وفات وغیرہ کے متعلق کوئی تفصیل نہیں معلوم ہو سکی۔

(23) حضرت ذو[2] مخمرؓ

نام و نسب:

ذو مخمر یا دو مخبر نام' شاہ حبشہ نجاشیؓ کے بھتیجے تھے' نجاشی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں خود تو نہ آ سکے مگر ان کو آپ کی خدمت کے لیے بھیجا۔

خدمت نبوی میں آمد:

حبشہ کے بہتر آدمیوں کے ساتھ آپؓ بھی خدمت نبویؐ میں حاضر ہوئے۔

اسلام:

اس کی تصریح تو نہیں ملتی کہ وہ مدینہ پہنچ کر اسلام لائے یا حبشہ ہی میں اسلام قبول کر چکے تھے' مگر حضرت نجاشیؓ حضرت ذو مخمرؓ کے آنے سے پہلے اسلام قبول کر چکے

---

1 اسد الغابہ جلد 2 ص 141

2 تجرید اور البدایہ النہایہ ج5 ص 334 ' امام اوزاعیؒ ہمیشہ آپ کا نام ذو مخمر (م) کیساتھ لیا رتے تھے' ابن سعد نے بھی اس کو اختیار کیا ہے' البتہ امام ترمذیؒ و مخبر (ب) کیساتھ ان کا ذکر کرتے ہیں' تہذیب التہذیب ج 3 ص 224

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے' اس سے یہ قیاس ہوتا ہے کہ چچا کے ساتھ حضرت ذومخمرؓ نے بھی اسلام قبول کیا ہوگا' اور مدینہ بحالت اسلام آئے ہوں گے۔

غزوات:

غزوات میں شرکت کی کوئی تصریح تو نہیں ملتی' البتہ مسند کی ایک روایت سے اتنا پتہ چلتا ہے کہ آپؓ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں بھی شریک رہتے تھے' وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے' آپؐ کی عادت شریف یہ تھی کہ تیز چل کر لوگوں سے آگے نکل جایا کرتے تھے' (اور ایسا سامان سفر کی قلت کی وجہ سے کیا کرتے تھے کہ راستہ میں زیادہ دیر لگے گی تو زاد راہ سفر زیادہ چاہیے) چنانچہ اس سفر میں بھی وہ آگے نکل گئے' تو ایک شخص نے کہا یارسول اللہ بہت سے لوگ پیچھے چھوٹ گئے ہیں' آپ ٹھہر گئے' جب سب لوگ جمع ہوگئے تو آپ نے فرمایا' اگر تم لوگ چاہو تو تھوڑا سا آرام کرلو' پھر فرمایا کہ رات کے وقت نگرانی کون کریگا؟ حضرت ذومخمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اس خدمت کے لیے اپنے کو پیش کیا' آپ نے اپنی اونٹنی کی نکیل میرے ہاتھ میں دیدی اور فرمایا کہ غلطی سے بے خبر نہ ہوجانا' میں نے آپ کی اور اپنی اونٹنی کی نکیل پکڑ کر وہاں سے کچھ دور لے گیا اور دونوں کو چرنے کے لیے چھوڑ دیا' میں برابر اونٹوں کو دیکھتا رہا' اسی اثنا میں مجھے نیند آگئی' اور ایسی گہری نیند آئی کہ جب اٹھا تو سورج کی کرنیں میرے اوپر پڑ رہی تھیں میں نے دیکھا کہ دونوں اونٹنیاں چر رہی ہیں' میں دونوں کی نکیل پکڑے ہوئے جہاں سب لوگ سو رہے تھے .... آیا' اور کنارے سے ایک شخص کو جگایا' اور پوچھا کہ تم لوگوں نے نماز پڑھ لی؟ اس نے کہا نہیں! پھر اس نے سب لوگوں کو جگایا' رسول اللہ ﷺ بھی اٹھے' اور آپ نے اور تمام صحابہ نے وضو کیا اور باجماعت نماز فجر کی قضا کی[1]' اس واقعہ سے پتہ چلتا ہے کہ یہ سفر کسی غزوہ ہی کے لیے رہا ہوگا۔

رسول اللہ ﷺ کی وفات تک تو آپ مدینہ میں رہے' بعد میں شام منتقل

---

1. البدایہ ج 5 ص 334

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو گئے' اور غالباً وہیں سکونت بھی اختیار کرلی' اس لیے کہ اہل طبقات آپؓ کو شامیین میں شمار کرتے ہیں 1۔

وفات:

وفات کے متعلق اہل طبقات نے تو کوئی تصریح نہیں کی ہے' البتہ تہذیب التہذیب میں ہے کہ:

نزل الشام ومات به — شام گئے اور وہیں وفات پائی۔

علم و فضل:

آپؓ سے مسند میں متعدد روایتیں ہیں' ابو داؤد اور ابن ماجہ میں بھی آپؓ کی روایتیں موجود ہیں۔ حسب ذیل حضرات نے آپؓ سے روایتیں کی ہیں' ابوحی المؤذنؒ جبیرؒ ابن نغیر' عباس بن عبدالرحمانؒ عمرو بن عبداللہ الحضرمیؒ وغیرہ۔

خدمت نبویؐ:

ذومخمر کا سب سے بڑا شرف یہ ہے کہ آپؓ کا شمار رسول اللہ ﷺ کے خدام میں ہے' اس شرف میں آپؓ اس قدر مشہور ہوئے کہ بعض لوگوں نے آنحضرت ﷺ کے موالی کی فہرست میں آپؓ کو بھی شمار کیا ہے۔

(24) حضرت ذومناحب 2

نام و نسب:

آپؓ کے نام میں تھوڑا سا اختلاف ہے' بعض لوگوں نے مناحب (خ) اور بعض لوگوں نے ذومنارح (ح) اور بعض نے ذومناحب لکھا ہے۔

---

1. استیعاب ج 1' ص 174
2. بعض لوگوں نے ذومناحب اور ذومنارح کو دو سمجھا ہے' مگر اسد الغابہ نے یہ تصریح کی ہے کہ ذومنارح اور ذومناحب ھما واحد (دونوں ایک ہیں) ص 145

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زیارت نبوی:

آپؓ بھی حبشہ کے وفد کے ساتھ خدمت نبویؐ میں حاضر ہو کر زیارت سے مشرف ہوئے اور دوسرے حالات حضرت ذودجنؓ کے تذکرہ میں گزر چکے ہیں۔

(25) حضرت ذوم مہدمؓ

نام ونسب:

ذو مہدم نام' آپؓ بھی حبشہ کے وفد کے ساتھ مدینہ آئے تھے۔

خدمت نبوی میں آمد:

جب حبشہ کا وفد آنحضرتﷺ کی خدمت میں آیا' اور آنحضرت صلعم نے ان کا نسب دریافت کیا تو حضرت ذو مہدمؓ نے ان اشعار میں جواب دیا:

علی عهد ذی القرنين كانت سيوفنا صوارم يغلقن الحديد المذاكرا

وهود 1 ابونا سيد الناس كلهم وفي زمن الاحقاف غداً مفخرا

فمن كان يعمى عن ابيه فاننا وجدنا اباناا العدعلى المذاكرا

اور دوسرے حالات پردۂ خفا میں ہیں۔

1 اسد الغابہ میں ان اشعار کے نقل کرنے کے بعد یہ لکھا ہے کہ وھود ابو نا قابل غور ہے اس لیے کہ اہل رجتہ ہود علیہ السلام کی اولاد سے نہیں ہیں' پھر خود ہی جواب دیا ہے کہ ہوسکتا ہے کہ عرب کے باشندے ہوں اور حبشہ میں سکونت اختیار کرلی ہو' واللہ اعلم' اسد الغا ج 2 ' ص 145۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(ر)

(26) حضرت رافع القرظیؓ

نام و نسب:

رافع[1] نام، بنو قریظہ کی ایک شاخ زنباع تھی، آپؓ کا نسبی تعلق اسی قبیلہ زنباع سے تھا۔

اسلام:

اس کی تصریح نہیں مل سکی کہ آپؓ کب اسلام لائے۔

خدمت نبویؐ میں درخواست:

آپؓ کو اپنے متعلق غالباً کچھ خطرہ تھا، اس لیے آپ آنحضرتﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور امان کی ایک تحریر لکھ دینے کی درخواست کی، آنحضرتﷺ نے انھیں یہ تحریر لکھ کر دی:

انه لا يجنى عليه احدالايده (اپنے کیے پر ماخوذ ہوں گے) اس کے علاوہ کوئی دارو گیر نہیں کر سکتا۔

وفات اور دوسرے حالات کی کوئی تصریح نہیں ملتی۔

(27) حضرت رفاعۃ بنؓ السموال

نام و نسب:

رفاعۃ نام باپ کا نام سموال[2] یہود مدینہ کے مشہور قبیلہ بنو قریظہ سے آپؓ کا

---

1. تجرید میں رافع ابن القرظی درج ہے، مگر اور کتب طبقات میں رافع القرظی ہے، اس لیے ہم نے اسی کو ترجیح دی ہے اصابہ ج 1، ص 501
2. سموال فیاضی اور سخاوت کے علاوہ شاعری میں بھی ممتاز تھا، اس کے یہودی یا نصرانی ہونے میں تھوڑا سا اختلاف ہے، الاب شیخو جنھوں نے سمؤل کا دیوان شائع کیا ہے، اس کے مقدمہ میں لکھا ہے کہ وہ نصرانی تھا، اور اس کے ثبوت میں دو باتیں خاص طور سے (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نسبی تعلق تھا1' سموال کی ایک لڑکی سبرۃ حی بن اخطب حضرت صفیہؓ کے باپ سے منسوب تھی' اور اسی رشتہ سے حضرت رفاعہؓ حضرت صفیہؓ کے ماموں ہوتے تھے2۔

اسلام:

آپؓ کے اسلام لانے کے متعلق کوئی تفصیل کتابوں میں مذکور نہیں ہے' غزوہ بنی قریظہ کے روز ایک عورت کے کہنے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو قتل سے بری کر دیا تھا۔ (الدایہ 4 ص 126)

(پچھلے صفحہ کا بقیہ حاشیہ) پیش کی ہیں' ایک یہ کہ سموال غسان کی طرف منسوب ہے' اور ظاہر ہے کہ غسان نصرانی تھے' دوسری یہ کہ سموٗل کے بعض اشعار میں مسیح سید اور حواری وغیرہ کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں' جن سے پتہ چلتا ہے کہ وہ نصرانی تھا۔ لیکن جن اشعار سے الاب شیخو نے ان کے عیسائی ہونے پر استدلال کیا ہے' حماسہ کے شارح نے لکھا ہے کہ یہ اشعار سموال کے نہیں بلکہ عبداللہ الحارثی کے ہیں' اب رہی اس کی نسبی حیثیت تو اہل انساب میں اختلاف ضرور ہے' لیکن یہ کہیں سے پتہ نہیں چلتا کہ وہ نصرانی تھا' اور اگر اس کو غسانی بھی مان لیا جائے' تو یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ وہ نصرانی بھی تھا' نیز یہ کہ خود اس کے بھائی شعبہ بن عریض کے متعلق سب یہ کہتے ہیں کہ وہ یہودی تھا' اس کے علاوہ سموال کے عزیزانہ تعلقات سے بھی پتہ چلتا ہے کہ وہ یہودی تھا چنانچہ حضرت صفیہؓ کی ماں اسی سموال ہی کی لڑکی تھیں' او حضرت صفیہؓ کے متعلق معلوم ہے کہ وہ مدینہ کے مشہور یہودی حی بن اخطب کی صاحبزادی تھیں' محمد بن اسلام نے بھی اپنی کتاب طبقات الشعرا میں جو شعراء کا سب سے قدیم تذکرہ ہے' لکھا ہے کہ تیما' کا یہودی تھا' ص 109

1. مسعودیؒ وغیرہ کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت رفاعہؓ کا آبائی وطن تیماء اور نسبی تعلق عادیا سے تھا' چونکہ ان کی بہن سبرہ حی بن اخطب سے منسوب تھی' شاید اسی ذریعہ سے لوگ مدینہ چلے گئے ہوں گے' اس کا ثبوت اس سے بھی ملتا ہے کہ حضرت رفاعہؓ کا باپ سموال ابن عادیا کے نام سے مشہور ہے اور ظہور اسلام کے وقت بنو عادیا ہی کا خاندان تیماء پر حکمران تھا' (التنبیہ والاشراف' ص 258 بحوالہ سیاسی زندگی ص 346 از ڈاکٹر حمید اللہ)

2. اسد الغابہ ج 2 ' ص 151

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ کا نکاح اور طلاق:

عائشہ یا تمیمہ[1] نام ایک صحابیہ سے شادی کرلی تھی' لیکن کسی وجہ سے انھیں طلاق دیدی' حضرت تمیمہؓ نے ایک یہودی صحابی عبدالرحمٰنؓ بن زبیر سے نکاح کرلیا' مگر عبدالرحمٰنؓ بن زبیر سے بھی کسی خاص وجہ سے تعلقات خوشگوار نہیں رہے' اس لیے انھوں نے ان سے بھی علیحدگی کرالی' اس کے بعد پھر دوبارہ حضرت رفاعہؓ سے نکاح کا خیال ظاہر کیا' لیکن آنحضرت ﷺ نے ان کو اس ارادہ سے باز رکھا[2]' اس آیت

فان طلقها فلا تحل له من بعد حتی تنکح زوجا غیره	جب وہ طلاق دیدے تو جب تک عورت دوسرے شوہر سے نکاح نہ کرے اس کیلئے حلال نہیں ہوتی۔

کے نزول کا سبب یہی واقعہ ہے[3]' اسد الغابہ میں ہے کہ آنحضرتؐ کی وفات کے بعد وہ حضرت ابوبکرؓ کی خدمت میں آئیں اور حضرت رفاعہؓ سے نکاح کا خیال ظاہر کیا' مگر انھوں نے بھی روکا' حضرت ابوبکرؓ کے بعد حضرت عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہوئیں' اور ان سے نکاح کی اجازت چاہی' حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اس کے بعد تم اس ارادہ سے باز نہ ہوگی تو تم کو رجم[4] کردوں گا' چنانچہ پھر وہ اس ارادہ سے باز رہیں۔

عہد صدیقی اور عہد فاروقی:

اس مذکورہ واقعہ سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت عمرؓ کے زمانۂ خلافت تک حضرت

---

1 آپ کے نام میں بڑا اختلاف ہے ان دو ناموں کے علاوہ سہمیہ' رمیصاء' امہیہ' غیصاء اسماء مذکور ہیں' مگر زیادہ تر روایتوں میں عائشہ یا تمیمیہ آتا ہے' اسد الغابہ ج 5 ' ص 185

2 چونکہ یہ صورت حلالہ کی تھی اور حضرت عبدالرحمٰنؓ اب تک ان سے متمتع نہیں ہوسکے تھے اس لیے آپ نے اس ارادہ سے باز رکھا (روح المعانی ج2 ' ص 122)

3 اسد الغابہ میں یہی واقعہ رفاعہ بن ذہب کے تذکرہ میں بھی درج ہے' مگر آخر میں انھوں نے یہ تصریح کردی ہے کہ یہ دونوں واقعہ ایک ہی ہے' حافظ ابن حجر نے بھی ایک ہی واقعہ تسلیم کیا ہے۔

4 اصابہ ج' ص 519

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رفاعہؓ زندہ رہے' لیکن اس کے بعد وہ کب تک اس دارفانی میں رہے اور کب داعی اجل کو لبیک کہا' تذکروں میں اس کی تصریح نہیں ملتی۔

(28) حضرت رفاعۃ[1] القرظیؓ

نام ونسب:

رفاعہ نام' باپ کا نام قرظہ' نسباً[2] یہودی تھے' جب بنو قریظہ کے لوگوں کو قتل کرنے کا فیصلہ ہوا تو یہ تاکید تھی کہ نابالغ بچے نہ قتل کیے جائیں' حضرت رفاعہؓ اس وقت کمسن تھے' اس لیے قتل نہیں کیے گئے۔

اسلام:

قبول اسلام کے بارے میں کوئی تفصیل نہیں معلوم ہوسکی' اصابہ میں اس قدر ہے کہ "ان کو دیدار نبوی حاصل ہوا تھا"۔ آپؓ کے صاحبزادے علیؒ کا بیان ہے کہ:

کان ابی من الوفد الذین اسلموا من اھل الکتاب[3]

اہل کتاب کے اس وفد میں جنھوں نے اسلام قبول کیا میرے باپ بھی تھے۔

فضل وکمال:

آپؓ کا شمار ان اہل کتاب صحابہ میں ہے جن کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی:

ولقد وصلنا لھم القول لعلھم یتذکرون' الذین ایتنھم الکتاب من قبلہ ھم بہ یؤمنون

ہم نے اس کلام کو وقتاً فوقتاً یکے بعد دیگرے بھیجا تاکہ وہ لوگ نصیحت پکڑیں اور جن کو ہم نے اس سے پہلے کتاب دی وہ اس پر بھی ایمان لاتے ہیں (اور قرآن پر بھی)

1۔ بعض لوگوں نے رفاعہ بن السموال اور ان کو ایک تصور کیا ہے' مگر اصابہ میں اس کی تردید ہے' اصابہ ج' ص 519

2 البدایہ والنہایہ ج' 5 ص 125

3 اصابہ 2 'ص 507

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت رفاعہؓ خود فرماتے تھے کہ یہ آیت جن دس آدمیوں کے بارے میں نازل ہوئی' ان میں ایک میں بھی تھا1۔

دین کی راہ میں آپؓ کو بارہا مشق ستم بننا پڑا' مگر آپؓ کے قدم میں کبھی لغزش نہیں آئی' آپؓ کے صاحبزادے علیؓ فرماتے ہیں کہ جب یہود میرے والد کے پاس سے گزرتے تو ان کا مذاق اڑاتے' اس پر یہ آیت نازل ہوئی:

اولئک یوتون اجرھم مرتین بما صبروا2	یہی لوگ ہیں جنہیں ان کے صبر کی وجہ سے دوہرا ثواب ملے گا۔

(ز)

(29) حضرت زید بنؓ سعنہ

www.KitaboSunnat.com

نام ونسب:

زید نام' باپ کا نام سعنہ' آپؓ کا شمار علمائے یہود میں تھا' یہ معلوم نہ ہوسکا کہ آپ کا نسبی تعلق کس قبیلہ سے تھا۔

اسلام:

زید بن سعنہؓ نے اپنے اسلام لانے کے واقعہ کو خود بیان کیا ہے' فرماتے ہیں کہ توریت میں آنحضرتؐ کی جتنی نشانیاں بتائی گئی تھیں' وہ سب کی سب میں نے آپؐ کے چہرۂ انور پر دیکھ لیں' صرف دو چیزوں کا مجھے تجربہ کرنا تھا' جب ان کا بھی تجربہ ہوگیا' تو اسلام قبول کرلیا' چنانچہ میں نے آپؐ سے ملنا جلنا شروع کردیا کہ آپؐ کے حلم کا اندازہ کروں' فرماتے ہیں کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ اپنے حجرے سے باہر نکلے آپؐ کے ہمراہ حضرت علیؓ بھی تھے' اسی وقت ایک دیہاتی شخص آپؐ کے پاس آیا' اور اس نے آپؐ سے کہا کہ فلاں بستی کے لوگوں نے اسلام قبول کرلیا' میں ہمیشہ ان سے

---

1. تجرید ج 1' ص 198
2. اسد الغابہ ج 4' ص 15

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ کہتا تھا کہ اسلام قبول کرلو تو رزق کی فراوانی ہوگی' لیکن اللہ کا کیا دیکھیے کہ اس سال سخت قحط پڑا ہے' بارش بالکل نہیں ہوتی ہے' یا رسول اللہؐ میں ڈرتا ہوں کہ کہیں وہ اسلام چھوڑ نہ دیں' اگر آپؐ ان کی مدد کے لیے کچھ غلہ وغیرہ بھیجتے تو بہت بہتر ہوتا' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حضرت علیؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور کچھ فرمایا' حضرت علیؓ نے جواب دیا (یارسول اللہ ﷺ) اس میں سے تو کوئی چیز باقی نہیں رہ گئی۔

حضرت زید بنؓ سعنہ کہتے ہیں کہ میں آپؐ کے قریب گیا' اور کہا کہ آپ فلاں باغ کی کھجوریں کچھ مہلت کے ساتھ فروخت کریں گے؟ آپؐ نے فرمایا کہ کچھ کھجوریں فروخت تو ضرور کرنا چاہتا ہوں' مگر کسی خاص باغ کی شرط نہیں لگا سکتا' میں نے کہا اچھی بات ہے پھر میں نے اپنی روپیوں کی تھیلی کھولی اور اسی 80 مثقال سونا ایک متعین مدت کے لیے دیدیا' جب مدت ختم ہونے میں دو تین روز باقی رہ گئے تو میں آپؐ کے پاس آیا' اور آپؐ کا گریبان پکڑ کر اپنی طرف کھینچا اور غصہ آلود نگاہوں سے آپؐ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا کہ اب تک تم نے قرض ادا نہیں کیا' خدا کی قسم بنو عبدالمطلب ہمیشہ ایسے ہی حیلہ حوالہ کرتے رہتے ہیں' مجھے کئی بار لین دین میں تجربہ ہوچکا ہے' حضرت عمرؓ بھی موجود تھے' یہ دیکھ کر غصہ سے بیتاب ہوگئے' اور کہا کہ او دشمن خدا رسول اللہ ﷺ سے گستاخی کررہا ہے' رسول اللہ ﷺ نے تبسم فرمایا اور کہا کہ اے عمر! تم سے ہم کو یہ توقع تھی کہ تم اس سے کہتے کہ نرمی سے تقاضا کرو اور مجھ سے کہتے کہ میں وقت پر اس کا قرض ادا کروں' عمر! جاؤ اس کا قرض ادا کرنے کے بعد بیس صاع کھجوریں اور زیادہ دیدو! حضرت سعنہؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمرؓ سے پوچھا کہ یہ زیادہ کیوں دینے کو کہتے ہیں' حضرت عمرؓ نے کہا کہ میں نے جو تم سے سخت کلامی کی ہے یہ اس کا کفارہ ہے پھر میں نے کہا عمرؓ! تم نے مجھے پہچانا' انھوں نے کہا نہیں' میںؓ نے کہا کہ میں زید بن سعنہ ہوں' حضرت عمرؓ نے کہا کہ وہ زید جو الحبر (عالم) مشہور ہیں! میں نے کہا ہاں' پھر انھوں نے کہا کہ کیا بات تھی کہ تم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایسا کیا' زید بن سعنہ نے کہا کہ نبوت کی اور تمام نشانیاں تو آنحضرتؐ کے چہرے بشرے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے ظاہر تھیں' صرف ان دو باتوں کا تجربہ کرتا تھا۔

هل يستبق حلمه بلجهلا ولا قيد شدة جهل الاحلماً	کیا اس کا حلم اس کے غصہ سے سبقت لیجاتا ہے اور جاہلانہ حرکتیں حلم و تحمل کو اور بڑھادیتی ہیں۔

ان باتوں کا تجربہ ہوگیا' اس لیے اب اسلام کا حلقہ بگوش ہوتا ہوں' چنانچہ وہ آنحضرت صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے' اور اسلام قبول کیا1۔

وفات:

آخری مرتبہ زید غزوۂ تبوک میں شریک ہوئے' پوری شجاعت سے لڑے' مدینہ واپس ہوتے ہوئے راستہ میں شہادت نصیب ہوئی2۔

غزوات:

اسلام لانے کے بعد سے جتنے غزوات ہوئے سب میں شریک ہوئے۔

انفاق فی سبیل اللہ:

آپؓ کے صحیفہ' اخلاق میں انفاق فی سبیل اللہ نمایاں طور سے نظر آتا ہے' چنانچہ جب آپؓ نے اسلام قبول کیا تو اپنا نصف مال راہ خدا میں صدقہ کردیا3۔

(30) حضرت سعد بنؓ وہب

نام و نسب:

سعد نام' باپ کا نام وہب' قبیلہ بنونضیر سے نسبی تعلق تھا۔

---

1 مستدرک ج 3' ص 605

2 ایضاً

3 ایضاً

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام:

بنونضیر جب اپنی بدعہدی کی وجہ سے مدینہ سے جلا وطن کیے گئے تو ان میں سے جو دو آدمی اسلام کی دولت سے بہرہ ور ہوئے ان میں ایک حضرت سعد بن وہبؓ بھی تھے۔

بنونضیر نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بدعہدی اور دشمنی کی حد کر دی تھی' چنانچہ جب وہ جلا وطن کیے گئے' تو ان کا مال اور ان کی جائداد بھی ضبط کر لی گئی' مگر حضرت سعدؓ چونکہ اسلام لا چکے تھے' اس لیے ان کی تمام چیزیں محفوظ رہیں 1۔

●..........●..........●

(31) حضرت سعنہؓ

نام و نسب:

سعنہ نام پورا سلسلۂ نسب یہ ہے' سعنہ بن عریض بن عادیا الیتماوی 2' نسباً اور عقیدۃً یہودی تھے۔

اسلام:

زمانۂ قبول اسلام کی کوئی تصریح نہیں ملتی' حضرت علیؓ کے معاونین میں تھے اور ان سے خاص تعلق تھا۔

حضرت معاویہؓ سے آپ گفتگو:

ایک مرتبہ حضرت معاویہؓ حج کے لیے تشریف لائے تو مسجد میں حضرت سعنہؓ سے ملاقات ہوئی' آپؓ نے ان سے دریافت فرمایا کہ ارض تیماء کا کیا حال ہے' انھوں نے جواب دیا کہ وہ صحیح و سالم باقی ہے' حضرت معاویہؓ نے کہا کہ اسے میرے ہاتھ

---

1 البدایہ 4' ص 76

2 شام اور حجاز کے درمیان ایک مقام ہے' اصابہ ج' 2 ص 42

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فروخت کردو! آپؓ نے نہایت صفائی سے فرمایا کہ اگر مجھے ضرورت نہ بھی ہوتی تو میں اسے فروخت نہ کرتا' پھر آپؓ سے اور حضرت امیر معاویہؓ میں بہت سی باتیں ہوئیں' اثنائے گفتگو میں حضرت علیؓ کا ذکر بھی آ گیا' حضرت سعنہؓ نے حضرت امیر معاویہؓ کی شان میں کچھ سخت الفاظ استعمال کیے' حضرت امیر معاویہؓ نے کہا کہ چھوڑو' بڈھا سٹھیا گیا ہے' حضرت سعنہؓ نے فوراً کہا کہ اے معاویہ! تمہیں یاد نہیں ہے کہ ایک روز ہم سب لوگ آنحضرت ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ حضرت علیؓ آ گئے' آپ ﷺ نے ان کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا:

قاتل الله من يقاتلك — اللہ تعالیٰ اسے ہلاک کرے جو تجھ سے لڑے۔

حضرت امیر معاویہؓ اس کے بعد موضوع گفتگو بدل کر دوسری گفتگو فرمانے لگے[1]۔

وفات:

حضرت امیر معاویہؓ کے آخری عہد خلافت میں آپؓ نے وفات پائی[2]' لیکن یہ نہ معلوم ہوسکا کہ وفات کہاں ہوئی۔

حلیہ:

بڑھاپے کے آثار کے باوجود اپنے ہم عمروں میں نہایت ہی خوش صورت' خوش وضع و خوش لباس تھے' اصابہ میں ہے' **كان احسن الشيوخ سمتا و انظفهم ثوبا**[3]

---

1 حافظ ابن حجر نے لکھا ہے کہ میرا خیال تھا کہ یہ مخضرم ہیں مگر میں نے ابن ابی طے کے ہاتھ کا لکھا ہوا رجال سبعہ امامیہ کا نسخہ پایا جس میں تحریر تھا کہ یہ صحابی ہیں 2 ' ص 42

2 ایضاً

3 اصابہ ج2 ' ص 113

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(32) حضرت سعید بنؓ عامر

نام و نسب:

آپ کا نام سعید، باپ کا نام عامر تھا، صاحب تجرید نے آپؓ کو قبیلہ لخم کی طرف منسوب کیا ہے، اصابہ میں ہے کہ یہود میں جن لوگوں نے اسلام قبول کیا تھا، ان میں حضرت سعیدؓ بھی ہیں، طبری نے اس آیت کی تفسیر کے ضمن میں آپؓ کا نام بھی لیا ہے[1]:

الذین اتینا هم الکتاب یتلونه حق تلاوته	جن کو ہم نے کتاب دی ہے، وہ اس کے حق کے مطابق اس کی تلاوت کرتے ہیں۔

(33) حضرت سلامؓ

نام و نسب:

سلام نام، سلسلۂ نسب کی تصریح نہیں مل سکی، مگر اتنا معلوم ہے کہ حضرت عبداللہؓ ابن سلام کے بھانجے تھے۔

اسلام:

اسلام لانے کی کوئی تصریح کتب طبقات میں نہیں ملتی، البتہ مفسرین اس آیت کے ضمن میں حضرت عبداللہ بنؓ سلام وغیرہ کے ساتھ آپؓ کا نام بھی لیتے ہیں۔

یایها الذین امنوا امنوابا الله ورسوله والکتاب الذی نزل علی رسوله والکتاب الذی انزل من قبل (نساء)	اے ایمان والو! ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول پر اور جو کتاب ان پر نازل کی گئی، اور جو کتاب اس سے پہلے اللہ نے نازل کی۔

---

1 ایضاً، ص 59، طبری تفسیر آیت ہذا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس سے قیاس ہوتا ہے کہ ان کے ساتھ اسلام لائے ہوں گے۔

(34) حضرت سلمہ بنؓ سلام

نام ونسب:

سلمہ نام' باپ کا نام اسلام' مشہور صحابی عبداللہ بنؓ سلام کے بھائی تھے 1۔

اسلام:

عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ جب سلمہؓ بن سلام اور عبداللہ بنؓ سلام وغیرہ اہل کتاب صحابہ نے اسلام قبول کیا تو ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی:

یایھا الذین امنوا امنوا باللہ ورسولہ — اے ایمان لانے والو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ۔

اس سے گمان ہوتا ہے کہ آپؓ نے بھی ہجرت کے ابتدائی سالوں میں اسلام قبول کیا ہوگا۔

زندگی کے اور حالات معلوم نہ ہو سکے۔

(35) حضرت سلمان فارسی

نام ونسب:

نسبی تعلق اصفہان کے آب الملک کے خاندان سے تھا' مجوسی نام مابہ تھا' اسلام کے بعد سلمان رکھا گیا' اور بارگاہ نبوت سے سلمان الخیر لقب ملا' ابو عبداللہ کنیت ہے' سلسلۂ نسب یہ ہے' مابہ ابن بوزخشان بن مور سلان بن یہوذان بن فیروز ابن

1 بعض لوگوں نے لکھا ہے کہ ان کے بھتیجے تھے مگر صحیح یہی ہے کہ ان کے بھائی تھے' اسد الغابہ ج2' ص 336

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سپرک۔

قبل اسلام:

سلمان کے والد اصفہان کے جی نامی قریہ کے باشندہ اور وہاں کے زمیندار و کاشتکار تھے' ان کو حضرت سلمانؓ سے اس قدر محبت تھی کہ ان کو لڑکیوں کی طرح گھر کی چار دیواری سے نکلنے نہ دیتے تھے' آتشکدہ کی دیکھ بھال ان ہی کے متعلق رکھی تھی' چونکہ مذہبی جذبہ سلمان میں ابتدا سے تھا' اس لیے جب تک آتش پرست رہے اس وقت تک آتش پرستی میں سخت غلو رہا' اور نہایت سخت مجاہدات کیے' شب و روز آگ کی نگرانی میں مشغول رہتے تھے' حتی کہ ان کا شمار ان پجاریوں میں ہوگیا تھا جو کسی وقت آگ کو بجھنے نہ دیتے تھے۔

مجوسیت سے نفرت اور عیسویت کا میلان:

زمین ہی ان کے باپ کے معاش کا ذریعہ تھی' اس لیے زراعت کی نگرانی وہ بذات خود کرتا تھا' ایک دن وہ گھر کی مرمت میں مشغولیت کی وجہ سے کھیت خود نہ جاسکا' اور اس کی دیکھ بھال کے لیے سلمان کو بھیج دیا' ان کو راستہ میں ایک گرجا ملا' اس وقت اس میں عبادت ہورہی تھی' نماز کی آوازیں سنکر دیکھنے کے لیے گرجے میں چلے گئے' نماز کے نظارہ سے ان کے دل پر خاص اثر ہوا' اور مزید حالات کی جستجو ہوئی' عیسائیوں کا طریقہ عبادت اس قدر بھایا کہ بیساختہ زبان سے نکل آیا کہ یہ مذہب ہمارے مذہب سے بہتر ہے' چنانچہ کھیتوں کا خیال چھوڑ کے اسی میں محو ہوگئے' عبادت ختم ہونے کے بعد عیسائیوں سے پوچھا کہ اس مذہب کا سرچشمہ کہاں ہے' انھوں نے کہا کہ شام میں' پتہ پوچھ کر گھر واپس آئے' باپ نے پوچھا کہ اب تک کہاں رہے' جواب دیا' کچھ لوگ گرجے میں عبادت کررہے تھے' مجھ کو ان کا طریقہ ایسا بھلا معلوم ہوا کہ غروب آفتاب تک وہیں رہا' باپ نے کہا' وہ مذہب تمہارے مذہب کا پاسنگ بھی نہیں' جواب دیا' بخدا وہ مذہب ہمارے مذہب سے کہیں برتر ہے' اس جواب سے ان کے باپ کو خطرہ پیدا ہوگیا کہ کہیں یہ خیال تبدیل مذہب کی صورت میں نہ ظاہر ہو' اس لیے بیڑیاں پہنا کر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقید کردیا' مگر ان کے دل میں تلاش حق کی تڑپ تھی' اس لیے عیسائیوں کے پاس کہلا بھیجا کہ جب شام کے تاجر آئیں تو مجھ کو اطلاع دینا' چنانچہ جب وہ آئے تو ان کی خبر کردی' انھوں نے کہا کہ جب وہ واپس ہوں تو مجھے بتلانا' چنانچہ جب کاروان تجارت واپس لوٹنے لگا' ان کو خبر کی گئی' یہ بیڑیوں کی قید سے نکل کر ان کے ساتھ ہوگئے' شام پہنچ کر دریافت کیا کہ یہاں سب سے بڑا مذہبی شخص کون ہے' لوگوں نے وہاں کے پادری کا پتہ دیا' اس سے جا کر کہا کہ مجھ کو تمہارا مذہب بہت پسند ہے' اس لیے میں چاہتا ہوں کہ تمہارے پاس رہ کر مذہبی تعلیم حاصل کروں اور مجھ کو اس مذہب میں داخل کرو۔

تبدیل مذہب:

چنانچہ وہ مجوسیت کے آتشکدہ سے نکل کر آسمانی باپ کی بادشاہت کی پناہ میں آگئے' مگر یہ پادری بہت بدکردار اور بداخلاق تھا' لوگوں کو صدقہ کرنے کی تلقین کرتا' اور جب اس کے قبضہ میں آجاتا تو فقرا اور مساکین کو دینے کے بجائے خود لے لیتا' حتی کہ سونے اور چاندی کے سات مٹکے اس کے پاس جمع ہوگئے' حضرت سلمانؓ اس کی حرص اور آز کو دیکھ دیکھ کر پیچ و تاب کھاتے تھے' مگر زبان سے کچھ نہ کہہ سکتے تھے' اتفاق سے وہ مرگیا' عیسائی شان و شوکت سے اس کی تجہیز و تکفین کرنے کو جمع ہوگئے' اس وقت انھوں نے سارا اعمالنامہ ان لوگوں کے سامنے کھول کر رکھ دیا' انھوں نے ان کو لیجا کر اس کے اندوختہ کے پاس کھڑا کردیا' تلاشی لی گئی تو واقعی سات مٹکے سونے چاندی سے بھرے ہوئے برآمد ہوئے' عیسائیوں نے اس کی سزا میں دفن کرنے کے بجائے اس کی نعش کو صلیب پر لٹکا کر سنگ سار کیا' اس کی جگہ دوسرا پادری مقرر ہوا' یہ بڑا عابد و زاہد اور تارک الدنیا تھا' شب و روز عبادت الٰہی میں مشغول رہتا' سلمان اس سے بہت مانوس ہوگئے' اور دلی محبت کرنے لگے' اور آخر تک اس کی صحبت سے فیضیاب ہوتے رہے' جب اس کی موت کا وقت قریب آیا' تو اس سے کہا کہ میں آپ کے پاس عرصہ تک نہایت لطف و محبت کے ساتھ رہا' اب آپ کا وقت آخر ہے' اس لیے آئندہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لیے مجھ کو کیا ہدایت ہوتی ہے' اس نے کہا کہ میرے علم میں کوئی ایسا عیسائی نہیں ہے جو مذہب عیسوی کا سچا پیرو ہو' سچے لوگ مرکھپ گئے اور موجودہ عیسائیوں نے مذہب کو بہت کچھ بدل دیا ہے' بلکہ بہت سے اصول تو سرے سے چھوڑ ہی دیے ہیں' ہاں موصل میں فلاں شخص ہے جو دین حق کا سچا پیرو ہے' تم جا کر اس سے ملاقات کرنا۔

موصل کا سفر:

اس پادری کی موت کے بعد حق کی جستجو میں وہ موصل پہنچے' اور تلاش کر کے اس سے ملے' اور اپنا واقعہ بیان کیا کہ فلاں پادری نے مجھ کو ہدایت کی تھی کہ آپ کے یہاں ابھی تک حق کا سرچشمہ ابلتا ہے' اور میں آپ سے مل کر اپنی تشنگی فرد کرنا چاہتا ہوں' اس نے ان کو ٹھہرالیا' پہلے پادری کی رائے کے مطابق یہ پادری درحقیقت بڑا متقی اور پاکباز تھا' اس لیے انھوں نے اس کے پاس مستقل قیام کرلیا' مگر تھوڑے دنوں کے بعد اس کا وقت بھی آ گیا' آئندہ کے متعلق حضرت سلمانؓ نے اس سے بھی وصیت کی خواہش کی۔ اس نے نصیبین میں ایک شخص کا پتہ بتایا۔

نصیبین کا سفر:

چنانچہ اس کی موت کے بعد آپ نصیبین پہنچے اور اس پادری سے ملکر دوسرے پادری کی وصیت بتلائی' یہ اسقف بھی پہلے دونوں اسقفوں کی طرح بڑا عابد اور زاہد تھا' سلمان یہاں مقیم ہو کر اس سے روحانی تسکین حاصل کرنے لگے ابھی کچھ ہی دن اس کی صحبت سے فیض اٹھایا تھا کہ اس کا وقت بھی آخر ہوگیا' حضرت سلمانؓ نے گذشتہ اسقفوں کی طرح اس سے بھی آئندہ کے متعلق مشورہ طلب کیا' اس نے عموریہ میں گوہر مقصود کا پتہ دیا۔

عموریہ کا سفر:

چنانچہ اس کی موت کے بعد انھوں نے عموریہ کا سفر کیا' اور وہاں کے اسقف سے مل کر پیام سنایا' اور اس کے پاس مقیم ہوگئے' کچھ بکریاں خریدلیں' اس سے مادی غذا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حاصل کرتے تھے' اور صبر و شکر کے ساتھ روحانی غذا اسقف سے حاصل کرنے لگے' جب اس کا پیمانہ حیات بھی لبریز ہوگیا' تو حضرت سلمانؓ نے اپنی سرگذشت سنائی کہ اتنے مراتب طے کرتا ہوا' آپ کے پاس پہنچا تھا' آپ بھی آخرت کا سفر کرنے کو آمادہ ہیں' اس لیے میرا کوئی سامان کرتے جایئے' اس نے کہا بیٹا میں تمہارے لیے کیا سامان کروں' آج دنیا میں کوئی شخص ایسا باقی نہیں ہے کہ جس سے ملنے کا میں تمہیں مشورہ دوں' البتہ اب اس نبی کے ظہور کا زمانہ قریب ہے' جو ریگستان عرب سے اٹھ کر دین ابراہیم کو زندہ کرے گا اور کھجوروں والی زمین کی طرف ہجرت کرے گا' اس کے علامات یہ ہیں کہ وہ ہدیہ قبول کرے گا' لیکن صدقہ کو اپنے لیے حرام سمجھے گا' اس کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت ہوگی' اگر تم اس سے مل سکو تو ضرور ملنا۔

اسقف کی بشارت اور عرب کا سفر:

اس پادری کے مرنے کے بعد عرصہ تک عموریہ میں رہے' کچھ دنوں بعد بنو کلب کے تاجر ادھر سے گذرے' آپ نے ان سے کہا کہ اگر تم مجھ کو عرب پہنچا دو تو میں اپنی گائیں اور بکریاں تمہاری نذر کردوں گا' وہ لوگ تیار ہوگئے' اور زبان حال سے یہ شعر

چلتا ہوں تھوڑی دور ہر اک راہرو کے ساتھ
پہچانتا نہیں ہوں ابھی راہبر کو میں

پڑھتے ہوئے ساتھ ہولیے۔

غلامی:

لیکن ان عربوں نے وادی القریٰ میں پہنچ کر ان کو دھوکا دیا' اور ایک یہودی کے ہاتھ غلام بنا کر فروخت کرڈالا' کھجور کے درخت نظر آئے تو آس باندھی کی شاید یہی وہ منزل مقصود ہے جس کو اسقف نے پتہ دیا تھا' تھوڑے دن قیام کیا تو یہ امید بھی منقطع ہوگئی' آقا کا چچا زاد بھائی مدینہ سے ملنے آیا' اس نے سلمان کو ان کے ہاتھ بیچ دیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غلامی اور مدینہ کا سفر:

وہ اپنے ساتھ ان کو مدینہ لے چلا' اور سلمانؓ غلامی در غلامی کی رسوائی سہتے ہوئے مدینہ پہنچے' مگر ہاتف غیب تسکین دے رہا تھا کہ یہ غلامی نہیں ہے۔

اسی سے ہوگی تیرے غمکدہ کی آبادی
تری غلامی کے صدقے ہزار آزادی

درحقیقت اس غلامی پر جو مقصود دو عالم کے آستان پاک تک پہنچانے کا ذریعہ بن جائے۔ ہزاروں آزادیاں قربان ہیں' جوں جوں محبوب کی منزل قریب آتی جاتی تھی' کشش بڑھتی جاتی تھی' اور آثار و علامات بتاتے تھے کہ شاید مقصود کی جلوہ گاہ یہی ہے' اب ان کو پورا یقین ہوگیا اور دیدار جمال کی آرزو میں یہاں دن کاٹنے لگے۔

اس وقت آفتاب رسالتؐ مکہ پر تو افگن ہو چکا تھا' لیکن جور و ستم کے بادلوں میں چھپا تھا۔

سلمانؓ کو آقا کی خدمت سے اتنا وقت نہ ملتا کہ خود اس کا پتہ لگاتے' آخر انتظار کرتے کرتے وہ روز مسعود بھی آ گیا کہ مکہ کا آفتاب عالمتابؐ مدینہ کے افق پر طلوع ہوا' حرماں نصیب سلمانؓ کی شب ہجر تمام ہوئی اور صبح امید کا اجالا پھیلا' یعنی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کرکے مدینہ تشریف لائے' سلمانؓ کھجور کے درخت پر چڑھے ہوئے کچھ درست کر رہے تھے اور آقا نیچے بیٹھا ہوا تھا کہ اس کے چچا زاد بھائی نے آ کر کہا کہ خدا بنی قیلہ کو غارت کرے' سب کے سب قبا میں ایک شخص کے پاس جمع ہیں جو مکہ سے آیا ہے' یہ لوگ اس کو نبی سمجھتے ہیں' سلمانؓ کے کانوں تک اس خبر کا پہنچنا تھا کہ یارائے ضبط باقی نہ رہا' صبر و شکیب کا دامن چھوٹ گیا' بدن میں سنسناہٹ پیدا ہوگئی اور قریب تھا کہ کھجور کے درخت سے فرش زمین پر آ جائیں' اسی مدہوشی میں جلد از جلد درخت سے نیچے اترے اور بدحواسی میں بے تحاشا پوچھنے لگے؟ تم کیا کہتے ہو؟ آقا نے اس سوال پر گھونسا مار کر ڈانٹا کہ تم کو اس سے کیا غرض' تم اپنا کام کرو' اس وقت سلمان خاموش ہوگئے' لیکن اب صبر کسے تھا کھانے کی کچھ چیزیں پاس تھیں' ان کو لے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر دربار رسالتؐ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میں نے سنا ہے کہ آپ خدا کے برگزیدہ بندے ہیں' اور کچھ غریب الدیار اور اہل حاجت آپؐ کے ساتھ ہیں' میرے پاس یہ چیزیں صدقہ کے لیے رکھی تھیں' آپ لوگوں سے زیادہ ان کا مستحق کون ہوسکتا ہے' اس کو قبول فرمایئے' آنحضرت ﷺ نے دوسرے لوگوں کو کھانے کا حکم دیا' مگر خود نوش نہ فرمایا' اس طرح سے سلمانؓ کو نبوت کی ایک علامت کا مشاہدہ ہوگیا کہ نبی صدقہ نہیں قبول کرتا' دوسرے دن پھر ہدیہ لیکر حاضر ہوئے' اور عرض کیا کہ کل آپؐ نے صدقہ کی چیزیں نہیں نوش فرمائی تھیں' آج یہ ہدیہ قبول فرمایئے' آپؐ نے قبول فرمایا' خود بھی نوش کیا اور دوسروں کو بھی دیا' اس طرح سے دوسری نشانی یعنی مہر نبوت کی بھی زیارت کی اور باچشم پرنم آپؐ کی طرف بوسہ دینے کو جھکے' آنحضرت صلعم نے فرمایا سامنے آؤ' وہ سامنے آئے اور اپنی ساری سرگذشت سنائی' پھر آنحضرت ﷺ نے یہ دلچسپ داستان اپنے تمام اصحاب کو سنوائی۔

اسلام:

حضرت سلمانؓ جب اپنا گوہر مقصود پاچکے تو اس دولت کو اپنے دل کے خزانے میں رکھ کر آقا کے گھر واپس آئے' اتنے مرحلوں کے بعد وہ دین سے ہم آغوش ہوئے۔

آزادی:

غلامی کی مشغولیت کے باعث فرائض مذہبی ادا نہ کرسکتے تھے' اسی وجہ سے غزوۂ بدر واحد میں شریک نہ ہوسکے' اس لیے آنحضرت ﷺ نے ان سے فرمایا کہ اپنے آقا کو معاوضہ دے کر آزادی حاصل کرلو' تین سو کھجور کے درخت اور چالیس اوقیہ سونے پر معاملہ طے ہوا' آنحضرت ﷺ نے عام مسلمانوں سے سفارش فرمائی کہ اپنے بھائی کی مدد کرو' سب نے حسب حیثیت کھجور کے درخت دیئے' اس طریقہ سے تین سو درخت ان کو مل گئے' اور آنحضرت ﷺ کی مدد سے ان کو بٹھایا' اور زمین وغیرہ ہموار کرکے ایک شرط پوری کردی' اب سونے کی ادائیگی باقی رہ گئی' اس کا سامان بھی خدا نے کردیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آنحضرت ﷺ کو کسی غزوہ میں مرغی کے بیضہ کے برابر سونا مل گیا، آپؐ نے سلمانؓ کو دیدیا، وزن میں ٹھیک چالیس اوقیہ تھا، اس سے گلو خلاصی حاصل کی اور آنحضرت ﷺ کی خدمت میں رہنے لگے 1۔

مواخاۃ:

غلامی سے آزادی کے بعد مسلمانوں کے ساتھ مستقل اقامت اختیار کی، اس وقت بالکل غریب الدیار تھے، کوئی شناسا نہ تھا، آنحضرت ﷺ نے مکی مہاجرین کی طرح ان سے اور ابودرداءؓ سے مواخاۃ کردی 2۔

غزوات:

بدرو احد کی لڑائیاں ان کی غلامی کے زمانہ میں ختم ہوچکی تھیں، آزادی کے بعد پہلا غزوۂ خندق پیش آیا۔ اس میں انھوں نے اپنے حسن تدبیر سے دونوں لڑائیوں کی تلافی کردی، غزوۂ خندق میں تمام عرب کا ٹڈی دل مسلمانوں کے خلاف امنڈ آیا تھا، کہ ان کا کامل استیصال کردے، حملہ خود مدینہ پر تھا، جس کے چاروں طرف نہ قلعہ تھا، نہ فصیل تھی، اور مقابلہ بھی سخت تھا، ایک طرف کفار کی تعداد ریگستان عرب کے ذروں کے برابر تھی اور دوسری طرف مٹھی بھر مسلمان تھے، آنحضرت ﷺ نے عام مسلمانوں سے مشورہ کیا، سلمان فارسیؓ چونکہ ایران کی صف آرائیاں دیکھے ہوئے تھے، اس لیے جنگی اصولوں سے اچھی طرح واقف تھے، چنانچہ انھوں مشورہ دیا کہ اس انبوہ کا کھلے میدان مقابلہ کرنا اچھا نہیں ہے، بلکہ مدینہ کے چاروں طرف خندقین کھود کر شہر کو محفوظ کردینا چاہیے، یہ تدبیر مسلمانوں کو بہت پسند آئی 3، اور اسی پر عمل کیا گیا، خندق کی کھودائی میں

---

1 قبل از اسلام سے آزادی تک کے کل حالات مسند احمد ابن حنبل ج 5، ص 44,43,42,41 سے ماخوذ ہیں۔

2 بخاری ج 2، ص 898 مواخاۃ کے معنی بھائی چارہ کے ہیں۔

3 ابن سعد جز 2 قسم 1 ص 48

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آنحضرت ﷺ بھی بہ نفس نفیس شریک ہوئے تھے' اور مٹی ڈھوتے ڈھوتے شکم مبارک مٹی سے اٹ گیا تھا' اور رجزیہ اشعار زبان مبارک پر جاری تھے[1]۔ ذیقعد 5ھ میں طرفین میں جنگ شروع ہوئی عربوں کو اس طریقۂ جنگ سے واقفیت نہ تھی وہ آئے تو تھے کہ مدینہ کی اینٹ سے اینٹ بجادیں گے' مگر یہاں آکر دیکھا کہ ان کے اور مدینہ کے بیچ میں خندق کی فصیل حائل ہے 21-22دن تک مسلسل محاصرہ کیے پڑے رہے مگر شہر تک پہنچنا ان کو نصیب نہ ہوا' اور آخر کار ناکام واپس پھر گئے۔

غزوۂ خندق کے علاوہ حضرت سلمانؓ تمام لڑائیوں میں مسلمانوں کے دوش بدوش شریک رہے[2]' اور غزوۂ خندق کے بعد سے کوئی غزوہ ایسا نہیں ہوا جس میں شریک ہوکر دادِ شجاعت نہ دی ہو[3]۔

عہد صدیقی اور عراق:

آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد آپؓ عرصہ تک مدینہ میں رہے' عہد صدیقی کے آخر یا عہد فاروقی کی ابتدا میں انھوں نے عراق کی' اور ان کے اسلامی بھائی ابودرداءؓ نے شام کی سکونت اختیار کرلی' یہاں کی اقامت کے بعد ابودرداءؓ کو خدا نے مال اور اولاد کی حیثیت سے بہت نوازا' انھوں نے سلمانؓ کو خط لکھا کہ تم جدا ہونے کے بعد خدا نے مجھ کو مال و دولت اور اہل و عیال سے سرفراز کیا' اور ارض مقدس کی سکونت کا شرف بخشا۔ انھوں نے جواب دیا کہ یاد رکھو مال و دولت اور اولاد کی شرکت میں کوئی خیر نہیں ہے' بلکہ خیر اس میں ہے کہ تمہارا علم زیادہ ہو اور تمہارا علم تم کو نفع پہنچائے' محض ارض مقدس کا قیام کوئی فائدہ نہیں پہنچاسکتا' جب تک تمہارا عمل اس قابل نہ ہو' اور عمل بھی اس طرح کا ہو کہ گویا خدا تم کو دیکھ رہا ہے' اور تم اپنے کو مردہ سمجھو[4]۔

---

1. بخاری ج2 کتاب المغازی غزوۂ خندق
2. مسند ابن حنبل ج5' ص 44
3. اسد الغابہ ج2' ص 330
4. اسد الغابہ ج2' ص 331

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عہد فاروقی:

ایران کی فوج کشی میں مجاہدانہ شریک ہوئے' اور چونکہ خود ایرانی تھے' اسی لیے فتوحات میں بہت قیمتی امداد پہنچائی' مگر اصول اسلام کو ہمیشہ پیش نظر رکھا' ایک ایرانی قصر کے محاصرہ کے وقت جارحانہ حملے سے پہلے محصورین کو سمجھا دیا کہ میں بھی تمہارا ہم قوم تھا' لیکن خدا نے مجھ کو اسلام سے نوازا' تم لوگ عربوں کی اطاعت گزاری سے کسی طرح نہیں بچ سکتے' میں تم کو سمجھائے دیتا ہوں کہ اگر تم اسلام لا کر ہجرت کر کے ہم میں مل جاؤ تو تم کو اہل عرب کے حقوق دیئے جائیں گے۔ اور جو قانون ان کے لیے ہے وہی تم پر جاری کیا جائے گا' اور اگر اسلام نہیں قبول کرتے اور صرف جزیہ منظور کرتے ہو تو ذمیوں کے حقوق تم کو ملیں گے' اور ان کا قانون تم پر نافذ کیا جائے گا' تین دن تک برابر تبلیغ کا فرض ادا کرتے رہے' جب کوئی اثر نہ ہوا تو حملہ کا حکم دیدیا' اور مسلمانوں نے قصر مذکور بزور شمشیر فتح کرلیا1۔

فتح جلولا میں بھی شریک تھے' اور وہاں مشک کی ایک تھیلی ان کے ہاتھ آئی تھی' جس کو اپنی زندگی کے آخری لمحات میں کام میں لائے۔

گورنری:

حضرت عمرؓ کے عہد خلافت میں مدائن کی حکومت پر سرفراز ہوئے' اس کی تفصیلات آئندہ اخلاق و عادات میں آئیں گی۔

چونکہ حضرت سلمانؓ مقربین بارگاہ نبویؐ میں سے تھے' اسی لیے حضرت عمرؓ ان کا بہت احترام کرتے تھے' ایک دفعہ یہ حضرت عمرؓ کے پاس گئے' اس وقت آپؓ ایک گدے پر ٹیک لگائے بیٹھے تھے' سلمان کو دیکھ کر گدا ان کی طرف بڑھادیا2۔

علالت:

حضرت عثمانؓ کے عہد خلافت میں بیمار پڑے' سعد بنؓ ابی وقاص عیادت کو

1۔ مسند ابن حنبل ج 5' ص 441

2۔ ابن سعد جزو 4 قسم 1 ص 66

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گئے تو رونے لگے سعدؓ نے کہا ابو عبداللہؓ رونے کا کون سا مقام ہے آنحضرت ﷺ تم سے خوش خوش دنیا سے اٹھے تم ان سے حوض کوثر پر ملو گے بچھڑے ہوئے ساتھیوں سے ملاقات ہوگی کہا خدا کی قسم میں موت سے نہیں گھبراتا اور نہ دنیا کی حرص باقی ہے رونا یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے عہد کیا تھا کہ ہمارا دنیاوی ساز و سامان ایک مسافر کے زادراہ سے زیادہ نہ ہو حالانکہ میرے گرد اسقدر سانپ (اسباب) جمع ہیں سعدؓ کہتے ہیں کل سامان جس کو سانپ سے تعبیر کیا تھا ایک بڑے پیالے ایک لگن اور ایک تسلہ سے زیادہ نہ تھا اس کے بعد سعدؓ نے خواہش کی مجھ کو کچھ نصیحت کیجئے۔ فرمایا "کسی کام کا قصد کرتے وقت فیصلہ کرتے وقت اور تقسیم کرتے وقت خدا کو یاد رکھا کرو[1] اس بیماری کے دوران میں اور احباب نے بھی نصیحت اور وصیت کی خواہش کی فرمایا تم میں سے جس سے ہوسکے اس کی کوشش کرے کہ وہ حج عمرہ جہاد یا قرآن پڑھتے ہوئے جان دیدے اور فسق و فجور اور خیانت کی حالت میں نہ مرے[2]۔

وقت آخر آیا تو اپنی بیوی سے وہی مشک کی تھیلی منگائی اور اپنے ہاتھ سے پانی میں گھول کر اپنے چاروں طرف چھڑکوایا اور سب کو اپنے پاس سے ہٹادیا لوگ تنہا چھوڑ کر ہٹ گئے تھوڑی دیر کے بعد پھر گئے تو دیکھا کہ مرغ روح قفس خاکی سے پرواز کرچکا تھا۔

فضل و کمال:

حضرت سلمانؓ کے دن کا بڑا حصہ رسول اللہ ﷺ کی صحبت میں گزرا تھا۔ اس لیے قدرۃً آپ علوم و معارف نبویؐ سے کافی بہرہ ور ہوئے حضرت علیؓ سے آپ کے مبلغ علم کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا ان کو علم اول اور علم آخر سب کا علم تھا اور وہ خود ایسا دریا تھے جو پایابی سے ناآشنا رہا وہ ہمارے اہل بیت میں تھے دوسری روایت میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ وہ علم و حکمت میں لقمان حکیم کے برابر تھے[3] علم اول سے

1 ابن سعد جزو 4 قسم 2 ص 6,5

2 ایضا

3 ایضا ص 66

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مراد کتب سابقہ کا علم اور علم آخر سے مقصود آخری کتاب الٰہی یعنی قرآن کا علم ہے' اور اہل بیت سے ہونا آنحضرت ﷺ سے قربت و اختصاص کی بنا پر اور اس لیے کہ عربوں میں ان کا کوئی خاندان نہ تھا' آپ نے ان کو یہ شرف بخشا کہ اعزازاً اپنے اہل بیت میں داخل کرلیا۔

حضرت معاذ بن جبلؓ جو خود بھی بڑے عالم اور صاحب کمال صحابی تھے..... ان کے کمال علم کے معترف تھے' چنانچہ ایک مرتبہ اپنے ایک شاگرد سے کہا کہ چار آدمیوں سے علم حاصل کرنا' ان ..... میں ایک سلمانؓ کا نام بھی تھا1' ایک موقع پر خود زبان نبوت نے ان کے علم و فضل کی ان الفاظ میں تصدیق کی ہے کہ سلمانؓ علم سے لبریز ہیں2' صاحب اسد الغابہ لکھتے ہیں کہ سلمانؓ فضلاے صحابہ میں تھے3' آپ کی کوششوں سے حدیث کا کافی حصہ اشاعت پذیر ہوا' آپؓ کے مرویات کی تعداد 60 ہے' ان میں سے تین حدیثیں متفق علیہ ہیں' ان کے علاوہ ایک میں مسلم اور تین میں بخاری منفرد ہیں4۔

ابوسعید خدریؓ ابو الطفیل' ابن عباسؓ اوس بن مالک اور ابن عجرہ وغیرہ آپ کے زمرہ تلامذہ میں ہیں۔

گو حضرت سلمانؓ علم اول اور آخر کے امین تھے' تاہم حدیث بیان کرنے میں بہت محتاط تھے' اس لیے ان کی مرویات کی تعداد 60 سے زیادہ متجاوز نہ ہوئی' حضرت حذیفہؓ مدائن میں لوگوں سے ایسی باتیں بیان کرتے تھے' جو آنحضرت ﷺ نے غصہ کی حالت میں کسی سے فرمائی تھیں' لوگ اس کی تصدیق کے لیے حضرت سلمانؓ کے پاس آئے' آپؓ نے صرف اس قدر جواب دیا کہ حذیفہؓ خود زیادہ اچھا جانتے ہیں' لوگوں نے

---

1 ابن سعد ج4 ق 1 ' ص 61

2 ایضاً

3 اسد الغابہ ج 2 ' ص 331

4 تہذیب الکمال' ص 147

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت خدیفہؓ سے آ کر کہا کہ ہم نے آپؓ کی بیان کردہ حدیث سلمانؓ کو سنائی' وہ نہ اس کی تصدیق کرتے ہیں اور نہ تردید' حضرت خدیفہؓ نے آ کر سلمانؓ سے کہا جو کچھ تم نے آنحضرت ﷺ سے سنا ہے' اس کی تصدیق کیوں نہیں کرتے' فرمایا بعض اوقات آنحضرت ﷺ لوگوں کو کچھ غصہ میں کہہ دیتے تھے' اور بعض اوقات خوش ہو کر کچھ فرمادیتے تھے' معلوم ہوتا ہے کہ تم اس قسم کی باتوں کو بیان کرکے کسی کو کسی کا دوست اور کسی کو کسی کا دشمن بنادو گے' کیا تمہیں معلوم نہیں کہ آنحضرت ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ خداوند غصہ کی حالت میں اگر کسی کے متعلق کوئی برا کلمہ نکل جائے تو اس کو بھی اس کے حق میں خیر کردینا' پھر ان سے کہا کہ تم اس قسم کی باتوں سے باز آؤ' نہیں تو میں عمرؓ کو آگاہ کردوں گا[1]۔

چونکہ وہ اسلام کے قبل عرصہ تک نصرانی رہ چکے تھے' اس لیے عیسائی مذہب کے متعلق بھی کافی معلومات رکھتے تھے' حضرت ابوہریرہؓ فرماتے تھے کہ سلمانؓ دو کتابوں کا علم رکھتے ہیں' کلام اللہ کا اور انجیل کا مذہب عیسوی کے مسائل محض پادریوں کی زبانی نہیں سنے تھے بلکہ خود انجیل کا مطالعہ کیا تھا' چنانچہ ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ سے عرض کیا کہ میں نے توراۃ میں دیکھا ہے کہ کھانے کے بعد وضو کرنے سے برکت ہوتی ہے[2]۔

عام حالات میں تقرب بارگاہ نبوی:

حضرت سلمانؓ صحابۂ کرام کے اس مخصوص زمرہ میں تھے' جس کو بارگاہ نبویؐ میں خاص تقرب حاصل تھا' مخصوص صحابۂ کرامؓ کے علاوہ کم لوگ ایسے تھے' جو بارگاہ نبوتؐ کی پذیرائی میں حضرت سلمانؓ کی ہمسری کرسکتے ہوں' غزوۂ خندق کے موقع پر جب مہاجرین اور انصار علیحدہ علیحدہ جمع ہوئے تو مہاجرین کہتے تھے کہ سلمانؓ ہمارے زمرہ میں ہیں' انصار کہتے تھے کہ ہماری جماعت میں ہیں آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ سلمان ہمارے اہل بیت میں ہیں[3]' ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ

1۔ مسند ابن حنبل ج 5' ص 41

2۔ ایضاً

3۔ مستدرک حاکم ج3' ص 598

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلمانؓ کی شب کی تنہائی کی صحبت آنحضرتﷺ کے پاس اتنی لمبی ہوتی تھی کہ ہم لوگوں (ازدواج) کو خطرہ پیدا ہوگیا تھا کہ کہیں ہماری باری کی رات بھی اس نشست میں نہ گزر جائے۔ انس بن مالکؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرتﷺ فرماتے تھے کہ جنت تین آدمیوں کی مشتاق ہے' علیؓ' عمار اور سلمان کی 1' آپ کے تقریب کی آخری مثال یہ ہے کہ ایک موقع پر آنحضرتﷺ حضرت صدیق اکبرؓ جیسے فدائی اسلام اور جلیل القدر صحابی سے حضرت سلمانؓ اور ان کے بعض رفقاء کے بارہ میں رنجیدہ ہوگئے' اس کا واقعہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ ابوسفیان چند آدمیوں کے ساتھ حضرت صہیبؓ حضرت بلالؓ اور حضرت سلمانؓ کے پاس سے گزرے' ان تینوں بزرگوں نے کہا کہ خدا کی کوئی تلوار خدا کے دشمن (ابوسفیان) کے گردن پر نہیں پڑی' حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ تم لوگ سردار قریش کے متعلق زبان سے ایسا کلمہ نکالتے ہو' اور آنحضرتﷺ سے آکر واقعہ بیان کیا' آپؐ نے فرمایا کہ شاید تم نے ان لوگوں کو ناراض کردیا' اگر تم نے ان لوگوں کو ناراض کیا تو گویا خدا کو ناراض کیا' حضرت ابوبکرؓ بہت نادم ہوئے اور آکر ان بزرگوں سے معذرت کی 2۔

اخلاق و عادات:

حضرت سلمان فارسیؓ میں مذہبی جذبہ کی شدت فطری تھی' جس طرح آتش پرستی کے زمانہ میں سخت آتش پرست اور نصرانیت کے زمانہ میں سخت عابد و زاہد نصرانی تھے' اسی طرح مشرف بہ اسلام ہونے کے بعد اسلام کا مکمل ترین نمونہ بن گئے' ان کے اصلی فضل و کمال کا میدان یہیں ہے۔

زہد و تقویٰ:

ان کا زہد و ورع اس حد تک پہنچ گیا تھا جس کے بعد رہبانیت کی حد شروع ہوجاتی ہے' اس کی ادنیٰ مثال یہ ہے کہ عمر بھر گھر نہیں بنایا' جہاں کہیں دیوار یا درخت کا سایہ ملتا پڑ رہتے' ایک شخص نے اجازت چاہی کہ میں آپؓ کے لیے مکان بنادوں' فرمایا

---

1 جامع ترمذی مناقب سلمان

2 مسلم ج 2' ص 362 مصر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجھ کو اس کی حاجت نہیں، وہ پیہم اصرار کرتا رہا یہ برابر انکار کرتے رہے، آخر میں اس نے کہا کہ آپ کی مرضی کے مطابق بناؤں گا، فرمایا وہ کیسا، عرض کیا کہ اتنا مختصر کہ کھڑے ہوں تو سر چھت سے ہل جائے اور اگر لیٹیں تو پیر دیواروں سے لگیں، فرمایا خیر اس میں کوئی مضائقہ نہیں، چنانچہ اس نے ایک جھونپڑی بنادی 1۔

اس زہد کا اثر زندگی کے ہر شعبہ میں نمایاں تھا، مزید خرفات دنیاوی کو کبھی پاس نہ آنے دیا، وفات کے وقت گھر کا پورا اثاثہ بیس بائیس درہم سے زیادہ کا نہ تھا، بستر میں معمولی سا بچھونا تھا، اور دو اینٹیں جن کا تکیہ بناتے تھے، اس پر بھی روتے تھے اور فرماتے تھے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ انسان کا ساز و سامان ایک مسافر سے زیادہ نہ ہونا چاہیے، اور میرا یہ حال ہے 2، یہ حالت زندگی کے ہر دور میں قائم رہی، جب امارت کے عہدہ پر ممتاز تھے اس وقت بھی کوئی فرق نہ آیا، حسنؒ بیان کرتے ہیں کہ سلمانؓ جب پانچ ہزار تنخواہ پاتے تھے اور تیس ہزار نفوس پر حکومت کرتے تھے، اس وقت بھی صرف ان کے پاس ایک عبا تھی جس میں لکڑیاں جمع کرتے تھے، اس کا آدھا حصہ بچھاتے تھے اور آدھا اوڑھتے تھے 3۔ ورع کا یہ حال تھا کہ خادم کو گوشت کی بوٹیاں گن کر دیا کرتے تھے کہ مبادا اس کی طرف سے کوئی سوء ظن نہ پیدا ہو۔

رہبانیت سے اجتناب:

اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ وہ اسلام کی تعلیم کے خلاف رہبانیت کی طرف مائل تھے، مذہبی تشدد کے ساتھ ساتھ دنیاوی حقوق کا بھی پورا پورا لحاظ رکھتے تھے۔ اور دوسروں کو بھی اس کی تلقین کرتے تھے، ان کے اسلامی بھائی حضرت ابودرداؓ بڑے عابد و زاہد تھے، رات بھر نماز پڑھتے تھے اور دن بھر روزہ رکھتے تھے، حضرت سلمانؓ ان سے ملنے ان کے گھر جایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ابودرداؓ کی بیوی کو بہت خراب حالت میں دیکھا، پوچھا تم نے یہ کیا صورت بنا رکھی ہے، انھوں نے کہا، کس کے لیے بناؤ سنگھار

---

1 استیعاب ج 3 ، ص 576

2 مسند احمد بن حنبل ج 5 ، ص 438، 439

3 ابن سعد ج 4 ، ق اول ص 62

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کروں، تمہارے بھائی کو تو دنیا کی ضرورت باقی نہیں رہی ہے۔ حضرت ابودرداؓ جب گھر آئے تو بڑے تپاک سے ملے اور کھانا منگوایا، مگر خود معذرت کی کہ میں روزے سے ہوں، فرمایا جب تک تم نہ کھاؤ گے، میں نہ کھاؤں گا، پھر رات کو حضرت سلمانؓ ان کے پاس ہی لیٹے، اور ان کو دیکھتے ہی رہے، جب وہ عبادت کو اٹھے تو روک کر فرمایا کہ تم پر تمہارے رب، تمہاری آنکھ اور تمہاری بیوی سب کا حق ہے، روزوں کے ساتھ افطار اور شب بیداری کے ساتھ سونا بھی ضروری ہے، اس کے بعد دونوں نے یہ معاملہ آنحضرت ﷺ کے پاس پیش کیا، آپؐ نے ابودردا کو مخاطب کرکے فرمایا کہ سلمان تم سے زیادہ مذہب کے واقف کار ہیں1۔

سادگی:

حضرت سلمانؓ کی تصویر حیات میں تکلف کے آب و رنگ کے بجائے سادگی بہت غالب تھی، جو ہر زمانہ میں یکساں قائم رہی، مدائن کی امارت کے زمانہ میں جب کہ شان و شوکت اور خدام و حشم وغیرہ تمام لوازم ان کے لیے مہیا ہوسکتے تھے، اس وقت بھی ان کی سادگی میں کوئی فرق نہیں آیا، لباس میں ایک عبا اور ایک معمولی سی جانگھیا اور ایک اونچا پائجامہ ہوتا تھا، چونکہ ان کے سر کے بال گھنے اور کان لمبے لمبے تھے اس لیے اس ایرانی ہیئت کو دیکھ کر لوگ "گرگ آمد گرگ آمد" کہتے، ایک مرتبہ اسی امارت کے زمانہ میں اس شان و شوکت سے نکلے کہ سواری میں بلازین کا گدھا تھا، لباس میں ایک تنگ اور چھوٹی قمیض تھی، جو سواری پر سے کسی وجہ سے اٹھ گئی تھی، جس سے گھٹنے بھی نہ چھپتے تھے، ٹانگیں کھلی ہوئی تھیں، لڑکے اس ہیئت کذائی میں دیکھ کر ان کے پیچھے لگے گئے، لوگوں نے یہ طوفان بدتمیزی دیکھا تو ڈانٹ کر ان کو ہٹایا کہ امیر کا پیچھا کیوں کرتے ہو، ایک مرتبہ ایک دستۂ فوج کی سرداری سپرد ہوئی، فوجی امارت کی شان و شوکت کا تو کیا ذکر یہاں معمولی سپاہی کی بھی وضع نہ تھی، چنانچہ فوجی نوجوان دیکھ کر ہنستے اور کہتے کہ یہی امیر ہیں، حضرت ابودرداؓ کی والدہ فرماتی ہیں کہ حضرت سلمانؓ ایک مرتبہ

1۔ استیعاب ج 2، ص 572

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مدائن سے شام آئے' اس وقت وہ وہاں کے گورنر تھے' مگر اپنی سادگی کی وجہ سے معمولی لباس اور ابتر حالت میں تھے' ان سے کہا گیا کہ آپؓ نے اپنے آپ کو اس قدر ابتر کیوں بنا رکھا ہے' آپؓ نے فرمایا کہ آرام و راحت تو صرف آخرت کے لیے ہے۔

ابوقلابہ راوی ہیں کہ ایک شخص سلمانؓ کے یہاں گیا' دیکھا تو آٹا گوندھ رہے ہیں' پوچھا خادم کہاں ہے' کہا کام سے بھیجا ہے' مجھ کو یہ اچھا نہیں معلوم ہوتا کہ دو دو کاموں کا بار اس پر ڈالوں۔

اس غیر معمولی سادگی کی وجہ سے لوگوں کو ان پر اکثر مزدور کا دھوکا ہو جایا کرتا تھا' ایک مرتبہ ایک عجمی نے جانور کے لیے چارہ خریدا' حضرت سلمانؓ کھڑے تھے' ان سے کہا کہ اس کو گھر تک پہنچا دو وہ اٹھا کر لے چلے' راستہ میں لوگوں نے دیکھا تو کہنے لگے لایئے ہم پہنچا دیں' یہ حال دیکھ کر عجمی نے پوچھا یہ کون ہیں' لوگوں نے کہا آنحضرت ﷺ کے صحابی ہیں' وہ سن کر بہت نادم ہوا' اور کہا کہ آپ تکلیف نہ کیجئے' آپ نے فرمایا اس میں مجھے نیت کا ثواب ملتا ہے' اب میں اس بوجھ کو بغیر پہنچائے ہوئے نیچے نہیں رکھ سکتا۔

فیاضی:

فیاضی اور انفاق فی سبیل اللہ بھی آپؓ کا نمایاں وصف تھا' جو کچھ آپؓ کو تنخواہ ملتی تھی وہ کل کی کل مستحقین میں تقسیم کر دیتے تھے' اور خود چٹائی بن کر معاش پیدا کرتے تھے' اور چٹائی کی آمدنی کا بھی ایک تہائی اصل سرمایہ کے لیے رکھ لیتے تھے' ایک تہائی بال بچوں پر خرچ کرتے اور ایک تہائی خیرات کرتے تھے' ارباب علم کے بڑے قدر دان تھے' جب کوئی رقم ہاتھ آجاتی تو حدیث نبوی کے شائقین کو بلا کر کھلا دیتے تھے[1]۔

صدقات سے اجتناب:

صدقات سے بہت سخت پرہیز کرتے تھے' اگر کسی چیز میں صدقہ کا ادنیٰ شائبہ ہوتا تو اس سے بھی احتراز کرتے' ایک غلام نے خواہش کی کہ مجھ کو مکاتب بنا دیجئے'

---

1. ابن سعد جزو 4 قسم 1 ص 64

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمایا تمہارے پاس کچھ ہے' کہا میں لوگوں سے مانگ کر ادا کردوں گا' فرمایا تم مجھ کو لوگوں کے ہاتھ کا دھوون کھلانا چاہتے ہو (حالانکہ اس کا مانگنا ان کے لیے صدقہ نہ رہ جاتا)

حلیہ:

بال گھنے' کان لمبے اور دراز قامت تھے۔

زرین اقوال:

حضرت سلمانؓ کے بہت سے حکیمانہ جملے اور زرین اقوال کتب احادیث میں منقول ہیں' ان میں سے چند جواہر ریزے ہم یہاں نقل کرتے ہیں۔

ایک مرتبہ دجلہ کے کنارے جانے کا اتفاق ہوا' ایک شاگرد بھی ساتھ تھا' حضرت سلمانؓ نے اس سے کہا کہ گھوڑے کو پانی پلاؤ' اس نے حکم کی تعمیل کی' آپؓ نے فرمایا خوب اچھی طرح پلاؤ جب وہ سیراب ہوگیا تو شاگرد سے مخاطب ہو کر حضرت سلمانؓ نے فرمایا کہ کیا اس جانور کے پانی پینے سے دجلہ میں کوئی کمی واقع ہوئی؟ اس نے کہا جی نہیں' پھر آپؓ نے فرمایا کہ علم کی مثال بھی ایسی ہی ہے' اس میں سے جتنا بھی خرچ کیا جائے گھٹتا نہیں چاہیے کہ علم نافع طلب کرو۔

آپؓ نے فرمایا کہ علم بہت ہے اور عمر تھوڑی تو بقدر علم دین اسے حاصل کرلو اور ساری دنیا کے علوم کے پیچھے نہ پڑو۔

فرمایا' مومن کی مثال ایک مریض کی ہے اور اس کے پاس طبیب موجود ہے جو مرض اور اس کے علاج سے بخوبی واقف ہے' مریض کو جب کوئی ایسی چیز کی خواہش ہوتی ہے جو اس کیلئے مضر ہوتی ہے' تو وہ اس کو روکتا ہے' اسی طرح وہ برابر اس کی دیکھ بھال کرتا رہتا ہے' یہاں تک کہ وہ بالکل تندرست ہوجاتا ہے' اسی طرح مومن کی خواہشات بھی بہت ہوتی ہیں' مگر اللہ تعالیٰ اس کو بری اور مضر خواہشات سے بچاتا رہتا ہے' تاکہ اسے موت آجاتی ہے' اور وہ جنت کی تمام نعمتوں سے بہرہ ور ہوتا ہے اگر وہ پہلے باز نہ رکھا گیا ہوتا تو اس کو یہ نعمتیں کیسے ملتیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابودرداءؓ نے ایک مرتبہ ان کو لکھا کہ آپؓ ارض مقدس (غالباً بیت المقدس) میں۔ چلے آیئے' حضرت سلمانؓ نے ان کو جواب میں لکھا کہ کوئی زمین انسان کو مقدس نہیں بناتی' بلکہ اس کو خود اس کا عمل مقدس اور متبرک بناتا ہے' پھر آپؓ نے لکھا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم کسی جگہ کے قاضی بنادیے گئے ہو' تو اگر تمہارے فیصلوں سے لوگوں میں انصاف ہو تو بہت اچھا ہے' اور اگر تم مصنوعی قاضی ہو تو پھر ایسا نہ ہو کہ اپنے فیصلوں سے تمہیں دوزخ میں جانا پڑے' یحییٰ بن سعیدؒ بیان کرتے ہیں کہ اس کے بعد ابودرداءؓ کا یہ حال ہوگیا کہ جب دو آدمیوں میں فیصلہ کرتے اور فریقین واپس جانے لگتے تو ان کی طرف ایک نظر ڈالتے' اور ان سے فرماتے کہ واقعی میں مصنوعی قاضی ہوں' واپس آؤ اور پھر مجھ سے اپنا مقدمہ بیان کرو' شاید فیصلہ میں غلطی ہوگئی ہو۔

فرماتے کہ مجھے تین آدمیوں پر بڑا تعجب ہوتا ہے' ایک وہ جو دنیا کی طلب میں پڑا ہوا ہے۔ اور موت اسے طلب کررہی ہے' دوسرا وہ جو موت سے غافل ہے حالانکہ موت اس سے غافل نہیں ہے تیسرا وہ جو قہقہہ مار کر ہنستا ہے' اور نہیں سمجھتا کہ اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہے یا ناراض فرمایا: ''تین چیزیں مجھے اس قدر غمگین کرتی ہیں کہ میں رودیتا ہوں' ایک تو آنحضرت ﷺ اور ان کے اصحابؓ کی جدائی' دوسری عذاب قبر' تیسری قیامت کا خطرہ''۔

آپؓ کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے آپؓ سے نصیحت کی خواہش ظاہر کی' آپؓ نے فرمایا بولو! نہیں' اس نے کہا کہ لوگوں میں رہ کر یہ کیسے ممکن ہے' آپؓ نے فرمایا کہ اگر بولو تو صحیح اور مناسب بات کہو' اس نے کہا کہ کچھ اور ارشاد ہو' فرمایا کہ غصہ نہ کرو! اس نے کہا کہ میں غصہ میں قابو سے باہر ہوجاتا ہوں' فرمایا کہ اپنے ہاتھ اور زبان کو قابو میں رکھو' اس نے کہا کچھ اور ارشاد فرمایئے فرمایا کہ لوگوں سے ملو جلو نہیں' اس نے کہا یہ کیسے ممکن ہے کہ لوگوں سے ملا جلا نہ جائے' آپؓ نے فرمایا اگر ملتے جلتے ہو تو پھر بات میں سچائی سے کام لو اور امانت ادا کردیا کرو[1]۔

---

1. یہ تمام اقوال صفو الصفوۃ سے لیے گئے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(36) حضرت سمعانؓ بن خالد

صاحب اصابہ نے ان کے تذکرہ میں صرف اتنا لکھا ہے کہ یہ بنو قریظہ سے تھے' آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آئے' آپ نے ان کے لیے برکت کی دعا کی اور ان کے سر پر اپنا دست شفقت پھیرا1۔

صاحب تجرید نے اتنا اضافہ کیا ہے کہ ان سے کچھ احادیث بھی مروی ہیں' جو ان کی اولاد کے پاس موجود ہیں2۔

(37) حضرت سیمونہ بلقاویؓ

نام و نسب:

سیمونہ یا سیماء نام نسباً اور عقیدۃً نصرانی' بلقا کے رہنے والے تھے' اور ان کا شمار عباد نصاریٰ میں تھا۔

اسلام:

یہ تصریح نہیں مل سکی کہ کب اسلام لائے ارباب رجال صرف اتنا لکھتے ہیں:

کان نصرانیاً شماساو مسافا مسلم3 — ایک نصرانی عابد شخص تھے' پھر اسلام لائے۔

مدینہ سے تجارتی تعلقات:

حضرت سیمونہؓ کو تجارت کے سلسلہ میں مختلف جگہ جانے کا اتفاق ہوتا تھا' کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم چند آدمی بلقا سے گیہوں لے کر مدینہ آئے اور یہاں سے فروخت

---

1. اصابہ جلد 2' ص 80
2. تجرید ج 1 ذکر سمعان بن خالدؓ
3. تجرید ص 270' ج 1

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا، اور اس کی قیمت میں مدینہ کی کھجوریں بلقا لیجانے کا خیال ہوا، مدینہ کے لوگوں نے کھجوریں دینے سے انکار کیا، یہ معاملہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش ہوا، رسول اللہ ﷺ نے اہل مدینہ سے فرمایا کہ یہ لوگ اپنا گیہوں سستا دیتے ہیں، اور کھجوریں گراں خریدتے ہیں، اس پر بھی تمہیں اطمینان نہیں ہے، تم لوگ انھیں کھجوریں لیجانے کے لیے دو[1]۔

وفات:

آپؓ کی عمر میں اللہ تعالیٰ نے برکت دی تھی، ایک سو بیس برس کی عمر میں وفات پائی، سنہ وفات کی تصریح نہیں مل سکتی۔

فضائل:

شرف صحبت کے علاوہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کا شرف بھی حاصل ہے، فرماتے ہیں:

رأیت النبی صلعم و سمعت من فیه اذنی[2]	میں نے رسول اللہ صلعم کو دیکھا اور ان کے دہن مبارک سے خود میرے کانوں نے سنا۔

منصور بن صبیح "نے جو ربیع بن صبیح" مشہور تابعی کے بھائی ہیں، حضرت میمونہؓ سے روایت کی ہے[3]۔

1. اسد الغابہ ج3، ص 383
2.
3. اصابہ ج2، ص 104

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(ش)

(38) حضرت شمعونؓ

نام و نسب:

شمعون نام' ابو ریحانہ کنیت' پورا سلسلۂ نسب یہ ہے' شمعون بن یزید بن خنافۃ القرظی[1]' ام المومنین حضرت ریحانہؓ کے والد تھے[2]۔

اسلام:

یہ تو نہیں معلوم ہو سکا کہ کب اسلام لائے مگر حافظ بن عبدالبرؒ نے یہ تصریح کی ہے:

له صحبة وسماع ورواية — صحابی ہیں' سماع اور روایت کا شرف بھی حاصل ہے۔

غزوات:

نسائی اور طبرانی کی ایک روایت سے پتہ چلتا ہے کہ آپؓ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کسی غزوہ میں بھی شریک ہوئے تھے[3]۔

---

1. استیعاب ج2ص 603

2. ایضاً' ابن سعد نے حضرت ریحانہؓ کے تذکرہ میں لکھا ہے کہ یہ نسباً بنو قریظہ سے تھیں لیکن شادی بنو نضیر کے ایک شخص کے ساتھ ہوئی تھی' اس بنا پر حضرت شمعونؓ کو بھی نضری سمجھنا چاہیے' لیکن یہ بھی یقین کے ساتھ تمام ارباب رجال لکھتے ہیں کہ حضرت ریحانہؓ بنو قریظہ کی جنگ میں گرفتار ہوئی تھیں' اس بنا پر وہ قرظی ہوئیں' اور بنو نضیر کی جلاوطنی تو اس سے ایک سال پہلے ہو چکی تھی' ان دونوں روایتوں میں کوئی تعارض نہیں ہو سکتا ہے کہ حضرت شمعونؓ نضری ہوں اور مگر حضرت ریحانہؓ کی شادی بنو قریظہ میں کردی ہو اور دوسرے تعلقات کی بنا پر وہ ان ہی کے ساتھ رہنے لگی ہوں۔

3. اصابہ جلد 2ص 156

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کان مع النبی صلی علیہ وسلم فی الغزوۃ 1
رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کسی غزوہ میں شریک تھے۔

اگرچہ اس کی تصریح نہیں ملتی کہ کس غزوہ میں شریک ہوئے تھے۔

عہد فاروقی:

عہد صدیقی میں تو آپؓ کا ذکر کہیں نہیں آتا' مگر عہد فاروقی میں جب دمشق فتح ہوا' تو آپؓ بھی اس شرف جہاد میں شریک رہے 2۔

شام کا قیام:

آپؓ مستقل طور سے شام میں رہتے تھے' لیکن کچھ دنوں کے لیے مصر میں چلے آئے تھے' مگر وہاں تھوڑے روز رہ کر پھر واپس شام چلے آئے 3۔

وفات:

سنہ وفات معلوم نہیں ہے۔

فضل و کمال:

آپؓ کا شمار عباد اور زہاد صحابہ میں تھا' حافظ ابن عبدالبرؒ لکھتے ہیں:

کان من فضلاء الاخیار الزاھدین فی الدنیا الراجین مع عند اللہ
(استیعاب ج 2-61)
اخیار علماء میں تھے' دنیا سے بالکل بے تعلق اور اللہ پر متوکل تھے۔

اسد الغابہ میں ہے:

کان من صالحی الصحابۃ و عبادھم (ص 43)
صالح' نیک اور عبادت گذار صحابہ میں ان کا شمار تھا۔

---

1 اصابہ جلد 2 ص 156

2 ایضاً

3 اسد اغابہ ج 3' ص 4

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اصابہ میں ہے:

كان يكثر السجود

نمازیں بہت پڑھتے تھے۔

قرآن سے شفقت:

قرآن سے بے حد شغف تھا' بسا اوقات آپؓ قرآن پڑھنے میں ایسا منہمک ہو جاتے تھے کہ آرام کرنے کا بھی خیال نہ رہتا تھا۔

ایک مرتبہ آپؓ کسی غزوہ سے واپس ہوئے' کھانا کھایا اور وضو کرکے اپنے پروردگار کے سامنے سجدۂ شکر ادا کرنے کے لیے مسجد میں حاضر ہوئے' کوئی سورت پڑھنی شروع کی اور رات بھر اسی کو پڑھتے رہے' صبح کی نماز پڑھ کر جب گھر تشریف لائے تو بیوی نے کہا کہ غزوہ سے تھکے ماندے واپس آئے تھے کچھ آرام تو کر لینا چاہیے تھا' آپ نے فرمایا' ہاں یہ تو ٹھیک ہے:

ان ذكرتك لكان علي حق

اگر تم یاد آ گئی ہوتیں تو ضرور مجھ پر تمہارا حق ہوتا مگر یادِ الٰہی میں دوسری یاد آتی ہی نہیں۔

بیوی نے پوچھا' آخر کس چیز نے آپؓ کو اس قدر مشغول کر لیا تھا؟ آپؓ نے فرمایا:

التفكر فيما وصف الله في جنة ولذاتها حتى سمعت المؤذن

(اصابہ 2 ص 156)

اللہ تعالیٰ نے جو جنت اور اس کی لذات کی تعریف کی ہے اس میں غور و فکر کرتا رہا یہاں تک کہ صبح کی اذان ہوئی۔

آپؓ قرآن یاد کرنے کی بیحد کوشش کرتے تھے' مگر وہ زیادہ یاد نہیں رہتا تھا' آپ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں تشریف لائے' اور قرآن کے بار بار بھول جانے اور اپنے یاد کرنے کی محنت کا ذکر کیا' تو آپ نے فرمایا کہ:

لا متحمل مالا تطيق عليك بالسجود

(کتاب الاسماء والکنی للدولابی ج 1 ص 30)

اپنی یادداشت بھر یاد کرو' نماز کی زیادہ پابندی رکھو (یعنی جب نماز زیادہ پڑھو گے تو قرآن بھی بار بار پڑھو گے' اس طرح وہ یاد رہے گا)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(ص)

(39) حضرت صالح القرظیؓ

صالح نام تھا' قبیلہ قریظہ[1] سے آپ کا نسبی تعلق تھا' جب مقوقس (شاہ مصر) نے ماریہ قبطیہؓ کو آنحضرت ﷺ کی خدمت میں بھیجا تو آپؓ بھی ان ہی کے ساتھ مدینہ تشریف لائے' اسی وجہ سے بعض لوگوں کو یہ دھوکا ہوگیا ہے کہ ان کو بھی مقوقس ہی نے بھیجا تھا' مگر صاحب اصابہ نے اس کی تردید کی ہے[2]۔

رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کو حضرت ابو ایوبؓ انصاری کے مکان میں ٹھہرایا[3]۔

زندگی کے اور دوسرے حالات نہیں معلوم ہو سکے۔

(ع)

(40) حضرت عامر الشامیؓ

نام ونسب:

عامر نام' شام یا حبشہ کے رہنے والے تھے۔

اسلام:

اس کے متعلق کوئی تصریح نہیں ملی کہ کب اسلام لائے' مگر جب حضرت جعفرؓ حبشہ سے واپس آئے تو ان کے ساتھ حبشہ سے کچھ لوگ جو اسلام لاچکے تھے خدمت نبویؐ میں مدینہ آئے' ان ہی آنے والوں میں حضرت عامرؓ بھی تھے[4]۔ ان آنے والوں

---

1. اصابہ میں ہے والصواب قبطی' مگر اور دوسرے ارباب طبقات قرظی لکھتے ہیں' تجرید ج 1 ' ص 281 ' اسد الغابہ ج 3 ' ص 10

2. اصابہ ج 2 ' ص 174 3. ایضاً

4. پوری تفصیل حضرت اشرفؓ کے حالات میں گذر چکی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی 1:

الذین آتیناھم الکتاب من قبلہ ھم بہ یومنون 'واذا یتلی علیھم قالوا امنابہ انہ الحق من ربنا انا کنا من قبلہ مسلمین

جن لوگوں کو ہم نے اس سے پہلے کتاب دی وہ اس پر ایمان رکھتے ہیں' جب ان کے سامنے قرآن کی آیات پڑھی جاتی ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ ہم اس پر ایمان لائے بیشک یہ حق ہے ہمارے رب کی طرف سے ہم اس کے نزول سے پہلے کے مسلمان ہیں۔

(41) حضرت عبدالحارث بنؓ الفسي

نام ونسب:

عبدالحارث یا عبدالرحمٰن نام پورا سلسلۂ نسب یہ ہے' عبدالحارث بن الفسی بن الدیان الحارثی 2' آپؓ کا شمار نجران کے ممتاز لوگوں میں تھا' جب رسول اللہ ﷺ کی وفات کی خبر نجران پہنچی اور وہاں فتنہ ارتداد اٹھا تو آپؓ نے روک تھام کی پوری کوشش کی' آپؓ نے اہل نجران کے سامنے ایک بہت بلیغ خطبہ دیا جس کے الفاظ یہ ہیں:

یا اھل نجران من امرکم بالثبات علی ھذ الدین فقد نصحکم ومن امرکم ان تزیغوا فقد غشکم الیٰ ان قال وانما کن نبی اللہ عاریۃ بین اظھرکم فاتی علیہ اجلہ وبقی الکتاب الذی جاء بہ فامرہ امرونھیہ نھی الیٰ یوم القیامہ

اے اہل نجران جس نے تم کو اس دین اسلام پر جم جانے کے لیے کہا وہ تمہارا خیر خواہ ہے' اور جس نے کجروی کی تلقین کی وہ تمہارا بدخواہ اور تم کو دھوکا دے رہا ہے' یہ اللہ کے نبی محمد صلعم تھوڑے سے زمانہ کے لیے تمہارے پاس آئے تھے اب ان کی وفات ہوچکی ہے' مگر جو کتاب وہ لیکر آئے تھے وہ اب بھی باقی ہے' اس کا حکم حکم ہے' اس کی نہی نہی ہے' اس کے اوامر اور منہیات قیامت تک باقی رہیں گے۔

---

1 طبری

2 تجرید میں آپ کا نام عبدالرحمان درج ہے' حافظ ابن حجرؒ نے اصابہ میں لکھا ہے کہ ہوسکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عبدالحارث سے آپ کا نام تبدیل کرکے عبدالرحمٰن رکھ دیا ہو' اصابہ ج2' ص 388

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور پھر یہ اشعار پڑھے:

و نحن بحمد الله هامة مذجح　　　بنو الحرث الخير الذين هم مدد

ونحن علىٰ دين النبى مزى الذى　　　نهانا حراما منه والا مر مامر

چنانچہ بہت سے لوگ آپؓ کی کوشش کی وجہ سے ارتداد سے باز آ گئے[1]' وفات وغیرہ کے متعلق کوئی تفصیل نہیں معلوم ہو سکی۔

(42) حضرت عبداللہ بن سلامؓ

نام و نسب:

جاہلی نام حصین تھا' اسلام کے بعد آنحضرتﷺ نے عبداللہ نام رکھا' ابو یوسف کنیت ہے' یہود مدینہ کے خاندان قینقاع سے تھے' مشہور ہے کہ ان کا سلسلۂ نسب حضرت یوسف علیہ السلام تک منتہی ہوتا ہے' مختصراً آپ کا شجرۂ نسب یہ ہے عبداللہ بن سلام بن حارث' قبیلہ خزرج میں ایک خاندان بنی عوف کے نام سے مشہور ہے۔ اس میں ایک شاخ کا نام قوافل ہے' حضرت عبداللہؓ اسی قوافل کے حلیف تھے۔

اسلام:

آنحضرتﷺ ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے اور مالک بن نجار کے محلّہ میں ناقہ سے اترے' تو عبداللہ بن سلام کو خبر ہوئی' وہ اپنے بچوں کے لیے باغ میں پھل چننے لگے تھے' جلدی سے خدمت اقدسؐ میں حاضر ہوئے' اور کہا' آپ سے تین باتیں دریافت کرتا ہوں' جو انبیاء کے سوا کسی کو معلوم نہیں' آنحضرتﷺ نے ان کا جواب دیا' تو فوراً بول اٹھے اشهد ان لااله الا الله واشهد انك رسول الله' اس کے بعد کہا کہ یہود افترا پرداز قوم ہے' اور میں عالم بن عالم اور رئیس بن رئیس ہوں' آپ ان کو بلا کر میری نسبت دریافت کیجئے' لیکن میرے مسلمان ہونے کی خبر نہ دیجئے گا۔

1　اصابہ ج 2 ص 38

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آنحضرت ﷺ نے یہود کو بلا کر اسلام کی دعوت دی اور کہا عبداللہ بن سلام کون شخص ہیں؟ بولے ہمارے سردار اور ہمارے سردار کے بیٹے ہیں' فرمایا وہ مسلمان ہوسکتے ہیں؟ جواب ملا کبھی نہیں' عبداللہ بن سلام مکان کے ایک گوشہ میں چھپے ہوئے تھے' آنحضرت ﷺ نے آواز دی تو کلمہ پڑھتے ہوئے باہر نکل آئے' اور یہودیوں سے کہا ذرا خدا سے ڈرو تمہیں خوب معلوم ہے کہ یہ رسول ہیں' اور ان کا مذہب بالکل سچا ہے' اور بایں ہمہ ایمان لانے پر تم لوگ آمادہ نہیں ہوتے' یہود کو خلاف توقع جو خفت نصیب ہوئی' اس نے ان کو آتش زیر پا کردیا' اور غصہ میں کہا کہ تم چھوٹے ہو اور ہماری جماعت کے بدترین شخص ہو اور تمہارا باپ بھی بدترین شخص تھا' حضرت عبداللہؓ نے کہا' رسول اللہ ﷺ آپؐ نے دیکھا' مجھ کو اسی کا خوف تھا1۔

غزوات:

بدر واحد کی شرکت کے متعلق اختلاف ہے' صاحب طبقات کے نزدیک خندق ان کا پہلا غزوہ تھا' اس لیے انھوں نے صحابہؓ کے تیسرے طبقہ یعنی اصحاب خندق میں ان کا تذکرہ لکھا ہے۔ خندق کے بعد جو معرکے پیش آئے وہ ان میں بھی شامل ہوئے' امام سرخسیؒ نے لکھا ہے کہ بنونضیر کے محاصرہ کے وقت جنگی ضرورتوں کی بنا پر جب ان کے نخلستان صاف کیے جانے لگے تو اس کام پر جو لوگ متعین تھے' ان میں عبداللہ بن سلامؓ بھی تھے2۔

عہد فاروقی:

عہد نبوت کے بعد خلافت فاروقی میں جب حضرت عمرؓ صلح بیت المقدس کیلئے مدینہ سے شام روانہ ہوئے تو حضرت عبداللہ بن سلامؓ بھی ہمراہ تھے۔

عہد عثمانی:

حضرت عثمانؓ کے زمانۂ خلافت میں جب باغیوں نے آستانۂ خلافت کا

---

1. صحیح بخاری ص 556، 561 ج 1
2. شرح السیر الکبیر ج 1 'ص 42

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محاصرہ کر کے آپؓ کے قتل کی تیاریاں کیں تو عبداللہ بنؓ سلام حضرت عثمانؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے' اور کہا کہ آپؓ کی مدد کے لیے تیار ہوں' فرمایا تمہارے مکان کے اندر رہنا ٹھیک نہیں' باہر جا کر مجمع کو منتشر کرو' حضرت عبداللہ بن سلامؓ باہر تشریف لائے' اور ایک مختصر تقریر کی' جس کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

"لوگو! میرا نام جاہلیت میں فلاں تھا (حصین) آنحضرت ﷺ نے عبداللہ رکھا' میرے متعلق قرآن مجید میں کئی آیتیں نازل ہوئیں' چنانچہ **شهد شاهد من بني اسرائيل** اور **قل كفى بالله شهيداً بيني وبينكم ومن عنده علم الكتاب** میری ہی شان میں اتری ہیں۔خدا کی تلوار اب تک نیام میں ہے اور فرشتوں نے تمہارے شہر کو جو رسول اللہ ﷺ کا دارالہجرت ہے' اپنا نشیمن بنالیا ہے' پس ڈرو! خدا سے ڈرو! اور ان کو (حضرت عثمانؓ) قتل نہ کرو' خدا کی قسم اگر تم ان کے قتل پر کمربستہ ہوئے تو تمہارے ہمسایہ فرشتے مدینہ چھوڑ دیں گے' اور خدا کی وہ تلوار نکل پڑے گی جو اس وقت تک نیام میں بند ہے' اور جو پھر قیامت تک نیام میں واپس نہ جائے گی' لیکن سنگدلوں پر اس پر زور تقریر کا کچھ اثر نہ ہوا' بلکہ اس کے خلاف شقاوت اور زیادہ ترقی کر گئی' بولے کہ اس یہودی اور عثمانؓ دونوں کو قتل کر ڈالو[1]۔

عہد مرتضوی:

حضرت علیؓ نے اپنے زمانہ خلافت میں مدینہ سے کوفہ دارالخلافۃ تبدیل کرنا چاہا تو انھوں نے آپؓ کو کہلایا' رسول اللہ ﷺ کا منبر نہ چھوڑیئے' ورنہ پھر اس کی زیارت نہ کر سکیں گے' لوگوں نے حضرت علیؓ کو خبر کی تو فرمایا' وہ بیچارے نہایت نیک آدمی ہیں[2]۔

وفات:

43ھ میں مدینہ منورہ میں انتقال ہوا' یہ امیر معاویہؓ کا زمانہ خلافت تھا۔

---

1. صحیح ترمذی ص 628
2. اصابہ ج 4' ص 81

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اولاد:

دو بیٹے یادگار چھوڑے' یوسفؒ اور محمدؒ دونوں آنحضرتﷺ کے زمانہ میں پیدا ہوئے تھے' یوسف بڑے تھے' آنحضرتﷺ نے ان کو اپنی گود میں بٹھایا' سر پر ہاتھ پھیرا اور یوسف نام رکھا[1]۔

علم و فضل:

توراۃ اور انجیل کے عالم تھے' اسلام لانے کے بعد قرآن و حدیث کی طرف توجہ کی اور آپؓ کا شمار ان لوگوں میں ہوا' جن کی طرف سے مسائل میں فتویٰ لیا جاتا تھا' حضرت معاذ بن جبلؓ سے لوگوں نے مرض الموت میں وصیت کی خواہش کی تو آپؓ نے فرمایا میں نہ رہوں گا' مگر علم اپنی جگہ پر باقی رہے گا' اور جو اس کی جستجو کرے گا خصوصیت سے چار آدمیوں کے پاس پائے گا' پھر آپؓ نے ابودرداءؓ سلمان فارسیؓ عبداللہ بن مسعودؓ اور عبداللہ بن سلامؓ کے متعلق یہ فرمایا:

كان يهود يا فاسلم ذا وسمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول انه عاشر عشر الجنة	یہ یہودی تھے' مسلمان ہوئے' میں نے رسول اللہﷺ کو یہ کہتے سنا ہے کہ وہ دسویں جنتی ہیں۔

حضرت ابوہریرہؓ باوجود یہ کہ خود بہت بلند پایہ کے تھے۔ مگر بعض مسائل آپؓ سے پوچھا کرتے تھے' جمعہ کے روز ایک گھڑی ایسی ہے جس میں نمازی کی دعا ضرور قبول ہوتی ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ نے عبداللہ بن سلامؓ سے دریافت کیا کہ وہ کونسی گھڑی ہے۔ آپؓ نے فرمایا کہ وہ عصر کے بعد کا وقت ہے حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ یہ ذکر خاص تو حالت نماز کا ہے' حضرت عبداللہ بن سلامؓ نے فرمایا کہ کیا وہ حدیث پیش نظر نہیں ہے' جس میں آنحضرتﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ بندہ جب تک نماز کے انتظار میں رہتا ہے وہ گویا نماز میں ہوتا ہے' تو حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ آپ ٹھیک فرماتے ہیں۔

1 مسند ص 35

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روایت حدیث:

آپ سے صرف 25 روایتیں منقول ہیں' راویوں میں بعض صحابہ کرام بھی ہیں جن کے نام نامی یہ ہیں' آپؓ کے دونوں صاحبزادے یوسفؓ و محمدؓ ازارہ بن اوفیؓ ابوہریرہؓ عبداللہ بن معقلؓ عبدالرحمانؓ بن حنظلۃ' تابعین میں حسب ذیل لوگوں نے آپؓ سے روایتیں کی ہیں' خرشیہ بن الحرؒ قیس بن عبادہؒ ابوسلمہ بن عبدالرحمٰنؒ حمزہ بن یوسفؒ آپ کے پوتے' عمرو بن محمدؒ (پوتے) عوف بن مالکؒ ابوبردہ بن موسیٰؒ' ابوسعید المقبریؒ عبادۃ الزرقیؒ' عطاء بن یسارؒ عبید اللہ بن حبیش غفاریؒ۔1

اتباع سنت:

عطار بن یسارؒ فرماتے ہیں' آپ ان صحابہ میں تھے جو رفتار' گفتار' نشست دبرخاست ہر چیز میں رسول اللہ ﷺ کا اتباع کرتے تھے' ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے چند صحابہ کو جمع کر کے ان کے سامنے سبح للہ مافی السموات الارض تلاوت فرمائی تو حضرت عبداللہ بنؓ سلام کا دستور تھا کہ وہ بھی لوگوں کے سامنے یہ آیت تلاوت کیا کرتے تھے' اور یہ طریقہ امام اوزاعیؒ تک برابر جاری رہا2۔

تواضع و خاکساری:

زندگی ہی میں جنت کی بشارت مل چکی تھی' علم و فضل اور تقویٰ و دیانت میں بھی آپؓ اپنی نظیر تھے' لیکن اس فضل و کمال کے باوجود مزاج میں انتہائی تواضع و خاکساری تھی' حضرت عبادہؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپؓ مسجد نبویؐ میں آئے' آپؓ کے چہرہ سے خشوع و خضوع کا اظہار ہو رہا تھا' آپؓ نے دو رکعت نماز ادا کی' اس اثنا میں لوگوں نے یہ کہنا شروع کیا' ''یہ شخص جنتی ہے'' جب وہ نماز ادا کر چکے تو میں بھی ان کے ساتھ ہولیا' گھر پہنچ کر کچھ باتیں کیں' جب ذرا آپؓ مجھ سے مانوس ہو گئے تو میں نے کہا کہ مسجد میں لوگ آپؓ کے متعلق ایسا کہہ رہے تھے' آپؓ نے فرمایا کہ لوگوں کو

---

1 مسند ج 5' ص 486

2 ایضاً

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو بات معلوم نہ ہو وہ بات نہیں کہنی چاہیے' پھر فرمایا کہ میں نے ایک مرتبہ خواب دیکھا تھا جس کی تعبیر رسول اللہ ﷺ نے یہ بتائی کہ تمہارا خاتمہ اسلام پر ہوگا۔

یہ بات آپ نے انکساری کی وجہ سے فرمائی' ورنہ اوپر گزر چکا ہے کہ معاذ بن جبلؓ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ الفاظ سنے ہیں کہ:

انه عاشر عشرة الجنة

اسی طرح کی ایک روایت سعد بنؓ عبادہ سے بخاری میں ہے:

ماسمعت النبی صلی الله علیه وسلم یقول لاحد یمشی علی الارض انه من اهل الجنة الا لعبدالله ابن سلام1

موجودہ لوگوں میں میں نے عبداللہ ابن اسلام کے علاوہ کسی کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے یہ کہتے نہیں سنا ہو کہ وہ اہل جنت میں سے ہیں۔

ایک مرتبہ لکڑیوں کا گٹھا اٹھا کر لا رہے تھے' لوگوں نے کہا آپؓ کو خدا نے اس سے مستغنی کیا ہے' فرمایا یہ ٹھیک ہے' لیکن میں اس سے کبر و غرور کا قلع قمع کرنا چاہتا ہوں2۔

اس خاکساری و تواضع کے ساتھ حق و صداقت کا جوش بھی بے اندازہ تھا' فرماتے تھے کہ تم کو ایک بار قریش سے لڑائی پیش آئے گی' اس وقت اگر مجھ کو قوت نہ ہو تو تخت پر بٹھا کر مجھ کو فریقین کی صفوں کے درمیان رکھ دینا3۔

---

1 اس روایت میں اشکال یہ ہے کہ ان کے علاوہ اور بھی بعض لوگ ہیں' جن کو زندگی ہی میں جنت کی بشارت دیدی گئی تھی' اور اس روایت سے پتہ چلتا ہے کہ صرف عبداللہ بنؓ سلام ہی اس فضل کے مستحق ہیں۔ حافظ ابن حجرؒ نے اس اشکال کے مختلف جوابات دیے ہیں' ان میں سب سے صحیح بات یہ ہے کہ سعد بنؓ عبادہ نے دوسرے حضرات کی وفات کے بعد یہ کہا تھا' سعد بنؓ عبادہ خود انہی مبشرین جنت میں ہیں لیکن انہوں نے انکساری سے اپنا نام نہیں لیا۔

2 تذکرۃ الحافظ ج 1 ' ص 23

3 استیعاب ج 1 ' ص 396

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(43) حضرت عبدالرحمانؓ بن زبیر

نام و نسب:

عبدالرحمٰن نام' باختلاف 1 روایت پورا سلسلۂ نسب یہ ہے' عبدالرحمٰن بن زبیر ابن باطیا' القرظی' یہود کے مشہور قبیلہ بنو قریظہ سے تھے۔

اسلام:

یہ معلوم نہ ہو سکا کہ کب اسلام لائے۔

کتب احادیث میں آپ کا یہ واقع درج ہے۔

حضرت رفاعہؓ نے اپنی بیوی تمیمہ کو طلاق دیدی تھی' جن سے عبدالرحمٰنؓ بن زبیر نے شادی کر لی' مگر حضرت عبدالرحمانؓ کی کچھ طبعی قوت کی کمزوری کی وجہ سے ان سے نباہ نہ ہوسکا' تمیمہ آنحضرتﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ اور علیحدگی کی درخواست کی' آنحضرتﷺ نے ان سے کچھ باتیں دریافت کیں' اس کے بعد آپؐ نے فرمایا کہ حلال کی شرط جب تک پوری نہ ہوجائے گی' اس وقت تک تم کو علٰحدگی کا اختیار نہیں ہے' اس کے کچھ روز بعد پھر وہ آنحضرتﷺ کی خدمت میں آئیں' مگر آپ نے پھر بھی علیحدگی کی اجازت نہیں دی' پورا واقعہ حضرت رفاعہؓ کے تذکرہ میں آچکا ہے۔

وفات:

آپؓ کی وفات کی کوئی تصریح نہیں ملتی' مگر حضرت رفاعہؓ کے حالات میں گزر چکا ہے کہ تمیمہ حضرت عمرؓ کے زمانہ تک چاہتی رہیں کہ حضرت عبدالرحمٰنؓ بن زبیر

---

1 ابن مندہ نے آپ کا سلسلۂ نسب یہ لکھا ہے' عبدالرحمٰن بن زبیر بن زید بن امیہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن مالک بن اوس' اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اوسی تھے' مگر حافظ ابن حجرؒ نے اس کی تردید کی ہے' اور لکھا ہے کہ زبیر بن باطیا تو بنو قریظہ کے مشہور و معروف لوگوں میں' ہیں یہ ہوسکتا ہے کہ قبیلۂ اوس کے وہ متبنّی ہوں اور اس حیثیت سے اوس بھی مشہور ہوگئے ہوں (اصابہ 2 ص 398 ' اسد الغابہ 2 ص 186)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے علیحدگی ہوجائے' اس سے قیاس ہوتا ہے کہ غالباً حضرت عبدالرحمٰنؓ عہد فاروقی تک زندہ ہے' واللہ اعلم۔

اس آیت کا شان نزول آپؓ ہی کے نکاح کا واقعہ ہے:

فلا تحل له من بعد حتی تنکح زوجا غیره	پس جب تک دوسرا شوہر نکاح نہ کرلے دوسرا نکاح جائز نہیں ہے۔

(44) حضرت عداسؓ

نام ونسب:

عداس نام تھا' شیبہ بن ربیعہ کے غلام تھے' نینوا کے مشہور مقام موصل کے کسی گاؤں کے رہنے والے تھے[1]' مذہباً عیسائی تھے۔

جب رسول اللہ ﷺ اہل طائف کو اسلام کی دعوت دینے کے لیے طائف تشریف لے گئے' اور ان لوگوں نے آپؐ کے ساتھ بدسلوکی کی اور آپ وہاں سے واپس ہوئے تو راستہ میں شیبہ اور عتبہ نے جو آپؐ کی یہ حالت دیکھ رہے تھے' عداس کو انگور کے کچھ خوشے دے کر آپؐ کے پاس بھیجا' جب عداسؓ آپؐ کے پاس انگور لائے تو آپؐ نے بسم اللہ فرمایا اور لے لیا۔

عداسؓ نے تعجب سے کہا کہ یہ تو ایک نیا طرز کلام سن رہا ہوں' آپؐ نے فرمایا کہ کہاں کے رہنے والے ہو' عداسؓ نے بتایا کہ نینوا کا رہنے والا ہوں' آنحضرت ﷺ نے فرمایا' جہاں کے حضرت یونسؑ رہنے والے تھے' عداسؓ نے کہا کہ آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ یونس کون ہیں' آپؐ نے فرمایا کہ وہ بھی نبی تھے اور میں بھی نبی ہوں[2]۔

---

1. اصابہ ج 2' ص 466
2. اسد الغابہ ج 3' ص 390' ایک روایت میں ہے کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم فرمایا زرقانی ص356

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام:

عداسؓ نے نبوت کے یہ آثار و صفات دیکھ کر آپؐ کے دست مبارک اور پیروں کا بوسہ لیا' اور کہہ اٹھے:

اشهد انک عبدالله ورسوله[1] میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک آپ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

شیبہ و عتبہ دور سے حضرت عداسؓ کی یہ کیفیت دیکھ رہے تھے' جب وہ واپس ہوئے تو انھوں نے کہا کہ تم نے دست بوسی کیوں کی' حضرت عداسؓ نے کہا کہ یہ دنیا کے بہترین شخص ہیں' یہ سن کر ان دونوں نے کہا کہ کہیں وہ تمھیں تمہارے دین سے برگشتہ نہ کردیں' تمہارا دین ان کے دین سے بہت ہے' (البدایہ ج3)

بدر کے روز جب دونوں طرف سے جنگ کی تیاریاں ہورہی تھیں تو حضرت عداسؓ ایک ٹیلہ پر بیٹھ گئے' جب شیبہ اور ربیعہ ادھر سے گزرے تو آپؓ نے ان دونوں کا پیر تھام لیا' اور فرمایا کہ خدا کی قسم تم لوگ نبی سے لڑنے کے لیے جارہے ہو' تم لوگوں کا بچ کر واپس آنا بہت مشکل ہے' حضرت عداسؓ کو ان دونوں سے ایک گونہ تعلق تھا' اس لیے بہت کچھ سمجھایا' مگر وہ نہ مانے تو آپؓ الگ غمگین ہو کر بیٹھ گئے[2]۔

زندگی کے دوسرے واقعات کا ذکر رجال کی کتابوں میں نہیں ملتا۔

(45) حضرت عدی بنؓ حاتم

نام ونسب:

عدی نام' ابوطریف کنیت' نسب نامہ یہ ہے' عدی بن حاتم' عبداللہ بن سعد بن مشرج بن امراء القیس' ابن عدی بن ربیعہ بن جزول بن ثعل بن عمرو بن یغوث بن طے

1 اصابہ ج ص 466

2 زرقانی نے یہ تمام واقعات تفصیل سے لکھے ہیں' اور اصابہ میں یہ واقعات مذکور ہیں' زرقانی ج 1 ص 358 و اصابہ 2 ص 362

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بن اود بن زید بن کہلان' عدی مشہور حاتم طائی کے جن کی فیاضیاں ضرب المثل ہیں' عقیدہ کے اعتبار سے عیسائیوں کے رکوی فرقہ سے تعلق رکھتے تھے۔

عدی کا خاندان مدت سے قبیلہ طے پر حکمران چلا آتا تھا' اور ظہور اسلام کے وقت وہ خود تخت فرمانروائی پر تھے' جب آنحضرتﷺ کو مسلسل فتوحات حاصل ہوئیں اور اس کے ساتھ ساتھ آپ کا اثر و اقتدار اور اسلام کا دائرہ وسیع ہونے لگا اور عدی کو نظر آیا کہ کچھ دنوں میں ان کو بھی آنحضرتﷺ کے سامنے سر اطاعت خم کیے بغیر چارۂ کار نہیں رہ جائے گا' تو دوسرے فرمانرواؤں کی طرح ان کی نخوت کو بھی ایک معمولی قریشی کی ماتحتی اور حکومت گوارا نہ ہوئی' لیکن ایک طرف اسلام کے بڑھتے ہوئے سیلاب کا روکنا ان کے بس سے باہر تھا' دوسری طرف حکمرانی کا غرور اسلام کے سامنے سر جھکانے کی اجازت نہ دیتا تھا۔ اس لیے انھوں نے ترک وطن کا فیصلہ کرلیا' اور سامان سفر درست کر کے اسلامی فوجوں کی آمد کا انتظار کرنے لگے کہ ادھر وہ ان کی حدود کی طرف بڑھیں ادھر یہ اپنا وطن چھوڑ کر نکل جائیں' جب اسلامی شہ سوار قبیلہ طے میں پہنچے تو عدی اپنے اہل و عیال کو لیکر اپنی عیسائی برادری کے پاس شام چلے گئے [1]۔

اتفاق سے عدی کی ایک عزیزہ چھوٹ گئی تھیں' وہ مسلمانوں کے ہاتھ آئیں' اور عام قیدیوں کے ساتھ ایک مقام پر منتقل کردی گئیں' آنحضرتﷺ کا ادھر سے گذر ہوا' تو ان خاتون نے عرض کیا' یا رسول اللہ باپ مرچکے ہیں' چھڑانے والا اس وقت موجود نہیں ہے' مجھ پر احسان کیجئے' خدا آپ پر احسان کرے گا' آنحضرتﷺ نے پوچھا' چھڑانے والا کون ہے؟ عرض کیا عدی بن حاتمؓ فرمایا وہی عدی جس نے خدا و رسول سے فرار اختیار کیا' یہ کہہ کر چلے گئے' دوسرے دن پھر گزرے' اسیر خاتون نے پھر وہی درخواست کی' اور پھر وہی جواب ملا' تیسری مرتبہ اس نے حضرت علیؓ کے مشورے سے درخواست کی' اس مرتبہ درخواست قبول ہوئی' اور آنحضرتﷺ نے رہا فرمادیا' لیکن چونکہ بڑے گھر کی عورت تھیں' اس لیے ان کے رتبہ اور اعزاز کا لحاظ کر کے ارشاد

1. سیرت ابن ہشام ج 2' ص 368

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوا کہ ابھی جانے میں جلدی نہ کرو' جب تمہارے قبیلہ کا کوئی معتبر آدمی مل جائے تو مجھے خبر کرو' چند دنوں کے بعد قبیلہ بلی اور قضاعہ کے کچھ لوگ مل گئے' طائی خاتون نے آنحضرت ﷺ کو اطلاع دی' آپؐ نے ان کے شایان شان سواری' لباس اور اخراجات سفر کا انتظام کر کے بحفاظت تمام روانہ کر دیا' یہاں سے یہ خاتون براہ راست عدی کے پاس شام پہنچیں' اور ان کی نہایت بری طرح خبر لی' کہ تم سے زیادہ قاطع رحم کون ہوگا' اپنے اہل و عیال کو لے آئے اور مجھ کو تنہا چھوڑ دیا' عدی نے ندامت اور شرمساری کے ساتھ اپنی غلطی کا اعتراف کیا' چند دنوں کے بعد عدی نے ان سے پوچھا' تم ہوشیار اور عاقلہ ہو' تم نے اس شخص (آنحضرت ﷺ) کے متعلق کیا رائے قائم کی' انھوں کہا کہ میری یہ رائے ہے کہ جس قدر جلدی ہو سکے تم ان سے ملو' اور اگر وہ نبی ہیں تو ان سے ملنے میں سبقت کرنا شرف و سعادت ہے' اور اگر بادشاہ ہیں تو بھی یمن کا ایک باعزت فرمانروا ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔

یہ معقول بات عدی کی سمجھ میں آ گئی' چنانچہ وہ شام سے مدینہ آئے' اور مسجد نبوی میں آ کر آنحضرت ﷺ سے ملے' آپ نے ان کا نام پوچھا اور ان کو لے کر کاشانہ اقدس کی طرف چلے' راستہ میں ایک بوڑھی عورت ملی' اس نے آپ کو روک لیا' آپ دیر تک اس سے باتیں کرتے رہے' اس کا عدی کے دل پر خاص اثر ہوا' اور انھوں نے کہا کہ یہ طرز دنیاوی بادشاہ کا نہیں ہوسکتا' گھر پہنچ کر آنحضرت ﷺ نے باصرار عدی کو ایک گدے پر بٹھایا' اور خود زمین پر بیٹھے' اس اخلاق کا عدی کے دل پر اور اثر ہوا اور انھیں یقین ہوگیا کہ آنحضرت ﷺ کسی طرح دنیاوی بادشاہ نہیں ہوسکتے' اس کے بعد آنحضرت صلعم نے عدی کے سامنے اسلام پیش کیا' انھوں نے کہا کہ میں تو ایک مذہب کا پیرو ہوں' آپؐ نے فرمایا میں تمہارے مذہب سے تم سے زیادہ واقف ہوں' عدی نے متعجبانہ پوچھا' آپ میرے مذہب سے مجھ سے زیادہ واقف ہیں؟ فرمایا' بیشک کیا تم رکوی[1] نہیں ہو' اور مال غنیمت کا چوتھائی حصہ نہیں لیتے ہو' عدی نے اقرار کیا' ان

1 رکوی عیسائی مذہب کا ایک فرقہ ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے اقرار کے بعد آنحضرت ﷺ نے اعتراض فرمایا کہ یہ تو تمہارے مذہب میں جائز نہیں ہے' یہ حقیقت سنکر عدی کمزور پڑگئے' پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا میں سمجھتا ہوں کہ کیا چیز تمہارے اسلام قبول کرنے میں مانع ہوتی ہے' اسلام کے متعلق تمہارا خیال ہوگا کہ اس کے پیرو کمزور اور ناتوان لوگو ہیں' جن کے پاس نہ کوئی طاقت ہے اور نہ ان کا کوئی پرسان حال' پھر پوچھا' تم حیرہ کو جانتے ہو' عدی نے کہا' دیکھا تو نہیں ہے' لیکن نام سنا ہے' آپ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے' ایک دن خدا اسلام کو تکمیل کے درجہ تک پہنچائے گا اور (اس کی برکت سے) ایک تنہا عورت بلا کسی حفاظت کے حیرہ سے آکر کعبہ کا طواف کرے گی' اور کسری بن ہرمز کا خزانہ فتح ہوگا' عدی نے استعجابا پوچھا کسری ابن ہرمز! فرمایا ہاں' کسریٰ بن ہرمز' اور مال کی اتنی فراوانی ہوگی کہ لوگوں کو دیا جائے گا اور وہ لینے سے انکار کریں گے' اس گفتگو کے بعد عدی آنحضرت ﷺ کے دست حق پرست پر مسلمان ہوگئے [1]۔

امارت:

آنحضرت ﷺ ہر نئے مسلمان سے اس کے رتبہ کے مطابق کام لیتے تھے' اور اسلام سے پہلے جن کا جو رتبہ تھا اس کو اسلام کے بعد برقرار رکھتے تھے' عدی قبیلہ طے کے حکمران تھے' اس لیے اسلام کے بعد آنحضرت ﷺ نے ان کو طے کی امارت پر ممتاز فرمایا [2]۔

عہد صدیقی:

حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ میں جب ارتداد کا فتنہ اٹھا تو بہت سے عرب قبائل نے زکوۃ دینی بند کردی' اس موقع پر عدی کی کوششوں سے ان کا قبیلہ اس فتنہ سے محفوظ رہا' اور عدی برابر زکوۃ وصول کرکے دربار خلافت میں پہنچاتے رہے [3]۔

---

1. مسند احمد بن حنبل ج 4 ' ص 457 مسند میں یہ حالات جستہ جستہ ہیں' ہم نے انھیں جمع کرکے ایک سلسلہ میں لکھ دیا ہے۔
2. سیرت ابن ہشام ج2 ' ص 387
3. استیعاب ج2 ' ص 519

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عہد فاروقی:

13ھ میں جب حضرت عمرؓ نے عراق کی فتوحات کی تکمیل کے لیے تمام ممالک محروسہ سے فوجیں طلب کیں، تو عدی بھی اپنے قبیلہ کے آدمیوں کو لیکر شرکت جہاد کے لیے پہنچے اور امیر العسکر مثنیٰ کے ساتھ حیرہ کے معرکہ میں شریک ہوئے، اس معرکہ میں مسلمانوں کو کامیابی ہوئی، اور ایرانیوں نے شکست کھائی، اس کے بعد نہر مثنیٰ پر صف آرائی ہوئی۔ اس میں بھی عدی شریک تھے اور ایرانی ناکام رہے[1]۔ اس کے بعد جسر کے معرکہ میں شرکت کی، اس میں مثنیٰ کی غلطی سے مسلمانوں کو شکست[2] ہوئی، اس سلسلہ کی سب سے بڑی جنگ قادسیہ میں بھی عدی نے وادِ شجاعت دی[3]۔ سب سے آخر میں کوثی اور مدائن پر فوج کشی ہوئی، عدی اس میں بھی شریک اور مدائن کے فاتحین میں تھے، ان کے سامنے کسریٰ کا خزانہ مسلمانوں کے قبضہ میں آیا، اور انھوں نے اپنی آنکھوں سے آنحضرت ﷺ کی پیشین گوئی پوری ہوتی ہوئی دیکھ لی[4]۔ ان لڑائیوں کے علاوہ تستر اور نہاوند کے معرکوں میں بھی شریک[5] تھے، شام کی بعض جنگوں میں بھی وہ حضرت خالد بنؓ ولید کے ہمراہ تھے، غرض اس عہد کی اکثر لڑائیوں میں انھوں نے شرکت کی سعادت اور فتوحات حاصل کیں[6]۔

عہد مرتضوی:

حضرت عثمانؓ کے طرز عمل سے عدی کو اختلاف تھا، اس لیے ان کے زمانہ میں بالکل خاموش رہے، ان کی شہادت کے بعد جب حضرت علیؓ اور دوسرے اکابر صحابہ میں اختلاف ہوا، تو عدی نے حضرت علیؓ کی نہایت پر جوش حمایت کی، چنانچہ جنگ جمل

---

1. ابن اثیر ج 8، ص 241
2. اسد الغابہ ج2، ص 1293
3. اسد الغابہ ج3، ص 393
4. مسند احمد بن حنبل ج4، ص 257
5. ابن اثیر ج 2، ص 241
6. اخبار الطوال ص 155

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں وہ حضرت علیؓ کے ساتھ تھے' بصرہ کے قریب جب حضرت علیؓ نے اپنی فوج کو مرتب کیا تو قبیلہ طے کا علم عدی کو عنایت کیا' وہ جنگ جمل میں حضرت علیؓ کی حمایت میں نہایت جانبازی کے ساتھ لڑے' جس میں ان کی ایک آنکھ کام آ گئی[1]۔ جنگ جمل کے بعد صفین میں بھی وہ اسی جوش و خروش کے ساتھ حضرت علیؓ کی حمایت میں نکلے' اس جنگ میں بنو قضاعہ کی کمان حضرت عدیؓ کے ہاتھوں میں تھی[2]' صفین کا معرکہ مدتوں جاری رہا' شروع میں فریقین کے بہادر ایک ایک دستہ لے کر میدان میں اترتے تھے' ایک دن حضرت خالدؓ کے صاحبزادے شامیوں کی جانب سے میدان میں اترے' حضرت علیؓ کی جانب سے جناب عدیؓ ان کے مقابلہ کو نکلے' اور صبح سے شام تک مقابلہ کرتے رہے[3]۔

ایک دن جبکہ گھمسان کی لڑائی ہو رہی تھی اور عراقی فوجیں پراگندہ ہو رہی تھیں' حضرت علیؓ علیحدہ ایک دستہ کو لیے صف آرا تھے' عدی کو حضرت علیؓ نظر نہ آئے تو آپؓ کی تلاش میں نکلے' اور ڈھونڈ کر عرض کیا کہ اگر آپ صحیح و سالم ہیں تو معرکہ سر کر لینا کچھ دشوار نہیں ہے' میں آپؓ کی تلاش میں لاشوں کو روندتا ہوا آپؓ تک پہنچا ہوں' اس دن سب سے زیادہ ثابت قدمی عدی نے دکھائی تھی' ان کا ماتحت دستہ ربیعہ اس بہادری سے لڑا کہ حضرت علیؓ کو کہنا پڑا کہ ربیعہ میری زرہ اور تلوار ہیں[4]۔

صفین کے بعد نہروان کا معرکہ گرم ہوا' اس میں بھی عدی حضرت علیؓ کے دست راست تھے' غرض شروع سے آخر تک وہ برابر حضرت علیؓ کے جان نثارانہ شریک رہے[5]۔

---

1. ایضاً
2. ایضاً ص 183
3. ایضاً ص 198
4. اخبار الطوال ص 198
5. استیعاب ج 2' ص 517

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وفات:

مختار ثقفی کے خروج تک عدیؓ کی موجودگی کا پتہ چلتا ہے' اس اعتبار سے وہ جنگ صفین کے بعد 30 سال تک زندہ رہے' مگر اس تیس سالہ زندگی کے واقعات پردۂ خفا میں ہیں' اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ حضرت علیؓ کے فدائیوں میں تھے' اور آپؓ کے بعد انھوں نے گوشہ نشینی اختیار کر لی تھی' ابن سعد کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کوفہ میں عزلت کی زندگی بسر کرتے تھے' اور یہیں 67ھ میں وفات پائی[1]۔

فضل و کمال:

عدی گو آخری زمانہ میں مشرف باسلام ہوئے' تاہم چونکہ آنحضرتﷺ اور شیخینؓ کے پاس برابر آتے جاتے رہتے تھے' خصوصاً حضرت علیؓ سے ان کے تعلقات بہت زیادہ تھے' اس لیے وہ مذہبی علوم سے بھی واقف تھے' چنانچہ ان کی 66 روایتیں حدیث کی کتابوں میں موجود ہیں' ان میں سے چھ متفق علیہ ہیں' اور تین میں امام بخاریؒ اور دو میں امام مسلم منفرد ہیں[2]' ان کے تلامذہ میں عمرو بن حریث' عبداللہ بن معقل' تمیم بن طرفہ خیثمہ بن عبدالرحمٰن' محل بن خلیفہ طائی' عامر الشعبی' عبداللہ بن عمرو' ہلال بن منذر' سعید بن جبیر' قاسم بن عبدالرحمٰن' عبادہ بن حبیش وغیرہ قابل ذکر ہیں[3]۔ علامہ ابن عبدالبر نے ان کے کمالات کے متعلق یہ رائے ظاہر کی ہے:

كان سيد اشريفاً في قومه خطيباً حاضر الجواب فاضلا كريماً[4]	وہ اپنی قوم کے معززین میں تھے' خطیب حاضر جواب' فاضل اور کریم تھے۔

مذہبی زندگی:

یوں تو عدی کی پوری زندگی خالص مذہبی زندگی تھی' لیکن نماز اور روزوں کیساتھ خاص شغف تھا' نماز کے لیے یہ اہتمام تھا کہ ہر وقت باوضو رہتے تھے' کبھی

---

1. اخبار الطوال ص 198
2. تہذیب الکمال ص 263
3. تہذیب التہذیب ج 7' ص 167
4. استیعاب ج 2' ص 516

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اقامت کے وقت وضو کی ضرورت نہیں پڑی[1]' ہر وقت نماز میں دل لگا رہتا تھا' اور نہایت اشتیاق سے نماز کے وقت کا انتظار کرتے رہتے تھے[2]' روزہ کے شرائط کی اس سختی سے پابندی کرتے تھے کہ جب یہ آیت

حتی یتبین لکھ الخیط الابیض من الخیط الاسود	یہاں تک کہ ظاہر ہوجائے تمہارے لیے سفید دھاگہ سیاہ دھاگے سے۔

نازل ہوئی تو سوتے وقت سفید و سیاہ عقال تکیہ کے نیچے رکھ لیتے تھے' اور اس سے سحری کے وقت کے اختتام کا اندازہ لگاتے تھے' لیکن سیاہی اور سفیدی میں کوئی امتیاز نہیں ہوتا تھا' اس لیے آنحضرت ﷺ سے اس کا تذکرہ کیا تو آپ نے ہنس کر فرمایا کہ معلوم ہوتا ہے تمہارا تکیہ بہت لمبا چوڑا ہے' اسود وابیض سے مراد رات دن ہیں[3]۔

فیاضی:

سخاوت و فیاضی وارثۃً ملی تھی' ان کا دروازہ ہر وقت ہر شخص کے لیے کھلا رہتا تھا' ایک مرتبہ اشعث بن قیس نے دیگیں مانگ بھیجیں' حضرت عدیؓ نے انھیں بھروا کر بھیجا' اشعث نے کہلا بھیجا کہ میں نے تو خالی مانگی تھیں' جواب میں کہلا بھیجا کہ میں عاریۃً بھی خالی دیگ نہیں دیتا[4]' ایک مرتبہ ایک شاعر سالم بن عارہ نے آ کر کہا میں نے آپ کی مدح میں اشعار کہے ہیں' عدی نے کہا رک جاؤ میں ذرا اپنے مال و اسباب کی تفصیل تو تمھیں بتلا دوں' اس کے بعد سنانا' میرے پاس ایک ہزار بچے والے مویشی' دو ہزار درہم 30 غلام اور ایک گھوڑا ہے' اس کے بعد شاعر نے مدحیہ قصیدہ سنایا[5]' جو شخص ان کے رتبہ سے کم سوال کرتا اسے نہ دیتے تھے' صحیح مسلم میں روایت صحیح مروی ہے کہ ایک شخص نے سو درہم کا سوال کیا' اتنی کم رقم سن کر بولے' میں حاتم کا بیٹا ہوں

---

1. اصابہ ج 3' ص 228
2. استیعاب ج2' ص 516
3. ابوداؤد کتاب الصوم باب وقت السحور
4. اسد الغابہ ج 3' ص 393
5. استیعاب ج2' ص 516

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور تم مجھ سے صرف سو درہم مانگتے ہو' خدا کی قسم ہرگز نہ دوں گا1۔

ان کی فیاضی سے انسان تو انسان حیوان تک مستفید ہوتے تھے' چیونٹیوں کی غذا مقرر تھی' ان کے لیے روٹیاں توڑ کر ڈالتے تھے' کہتے تھے یہ بھی حقدار ہیں2۔

بارگاہ نبوی میں عزت:

عدی اپنے ذاتی اور خاندانی فضائل کی وجہ سے بڑی عزت و وقعت کی نظر سے دیکھے جاتے تھے' جب آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو آپؐ ان کے لیے جگہ خالی کر دیتے3' خلفا کے یہاں بھی یہی وقعت قائم تھی' ایک مرتبہ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں مدینہ آئے اور ان سے مل کر پوچھا' آپؐ نے مجھے پہچانا' فرمایا پہچانتا کیوں نہیں تم اس وقت ایمان لائے جب لوگ کفر میں مبتلا تھے' تم نے اس وقت حق کو جانا' جب لوگ حق کے منکر تھے' اور تم نے اس وقت وفا کی جب لوگ دھوکا دے رہے تھے' اور تم اس وقت آئے جب لوگ پیٹھ پھیر رہے تھے' سب سے پہلا صدقہ جس نے رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کے چہروں کو بشاش کیا وہ تمہارے قبیلہ طے کا تھا4۔

(46) حضرت عطیۃ القرظیؓ

نام ونسب:

عطیہ نام' باپ کے نام کے متعلق کوئی تصریح نہیں ملی' قبیلہ بنو قریظہ کے یہودی5 تھے۔

---

1 مسلم ج 2' ص 22 مطبوعہ مصر

2 اسد الغابہ ج2' ص 393

3 استیعاب ج2' ص 517

4 اصابہ ج4' ص 229 خفیف تغیر کے ساتھ یہ روایت بخاری کتاب المغازی میں بھی ہے۔

5 استیعاب ص 518

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام:

بنو قریظہ کے روز جو لوگ نابالغ سمجھ کر چھوڑ دیئے گئے تھے' اور بعد میں مسلمان ہوگئے' ان میں حضرت عطیہؓ بھی تھے[1]۔

زندگی کے عام حالات اور وفات کے متعلق کوئی تصریح نہیں ملی۔

علم و فضل:

کتب احادیث میں آپؓ کی ایک روایت مجاہد عبدالملک بن عمیر وغیرہ کے واسطے سے مروی ہے[2]۔

(47) حضرت علی بن رفاعہؓ

نام و نسب:

علی نام' حضرت رفاعہ صحابی کے صاحبزادے اور نسباً یہودی تھے[3]۔

اسلام اور شرف صحبت:

غالباً اپنے والد حضرت رفاعہؓ کے ساتھ اسلام لائے ہوں گے' اپنے والد کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اہل کتاب میں سے جو لوگ اسلام لائے تھے' ان میں میرے والد بھی تھے' اسی روایت کی بنا پر صاحب تجرید اور ابو موسیٰ وغیرہ کا خیال ہے کہ ان کو شرف صحبت حاصل نہیں ہے' لیکن حافظ ابن حجرؒ نے اس کی تردید کی ہے' اور لکھا ہے کہ ابو حاتم نے ایک روایت نقل کی ہے' جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھی صحابی ہیں' وہ روایت یہ ہے' عمرو کہتے ہیں کہ مجھے طاؤس نے لکھا کہ مخابرہ[4] کے متعلق انصار سے

---

1 اسد الغابہ ج 3' ص 413 · 2 ایضاً

3 اسد الغابہ ج 2' ص 15

4 مزارعہ اور مخابرہ میں فرق ہے' مزارعہ میں بیج مالک کا ہوتا ہے اور مخابرہ میں عامل کا دوسرا فرق صاحب مجمع بحار الانوار نے یہ بیان کیا ہے۔ مزارعۃ اکتراُ العامل بعض مایخرج والخابرہ اکتراُ العامل الارض ببعض مایخرج جلد الفظ ''خبر'' یہ لفظ خبار یا خبیر سے مشتق ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دریافت کرو، میں نے علی بن رافعہ سے دریافت کیا، تو انھوں نے فرمایا کہ:

هو كرأ الارض بالثلث اوالربع	مخابرہ نام ہے زمین کو تہائی یا چوتھائی پیداوار پر اٹھانے کا۔

علم و فضل:

مذکورہ روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ انھیں دینی مسائل اور احکام میں کافی درک تھا، اور لوگ ان سے مسائل پوچھتے تھے۔

(48) حضرت عمرو بنؓ سعدی

نام و نسب:

عمرو نام، باپ کا نام سعدی قبیلہ قریظہ سے نسبی تعلق تھا۔

اسلام:

بنو قریظہ جس روز جلا وطن کیے گئے، آپؓ یہود کے پاس آئے اور ان سے کہا کہ اے یہود! تم لوگوں نے محمد ﷺ سے نقض عہد کیا، ان سے غداری کی، ان سے تم نے معاہدہ کیا تھا کہ ان کے دشمنوں کی مدد نہ کرو گے، مگر تم نے اس کی خلاف ورزی کی، میں نے اس وقت بھی اس سے گریز کیا تھا، اور اب بھی تم سے بالکل علیحدہ ہوں[1]۔

البدایہ والنہایہ میں ہے کہ انھوں نے یہ بھی کہا ہے کہ:

يا قوم رأيتم مارأيتم فاتبعوني و تعالو انتبع محمدا والله ان كم تعلمون انه نبى قد بشرنا به وبامره ابن الحيبان وعمير ابن الحراش هو اعلم يهود[2]	اے قوم! جو کچھ پیش آیا وہ تم دیکھ چکے، اب آؤ محمدؐ کا اتباع کریں، خدا کی قسم تمہیں معلوم ہے کہ ابن الحیبان اور ابن الحراش جو ہم سب سے بڑے عالم تھے ان کی آمد اور اس واقعہ کی خبر دے چکے تھے۔

---

1 اصابہ جلد 2، ص 538

2 البدایہ ج 4، ص 80

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے بعد وہ مسجد میں آئے' اور رات وہیں بسر کی' اور اسلام قبول کیا' اور پھر دوسرے روز مدینہ سے باہر کہیں چلے گئے' ان کے جانے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ذالک رجل نجاہ اللہ بصدقہ[1] — اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو اس کی سچائی کی وجہ سے نجات دی۔

(49) حضرت عمیر بنؓ امیہ

عمیر نام' باپ کا نام امیہ تھا' پورا سلسلۂ نسب معلوم نہیں' ذیل کے واقعہ سے پتہ چلتا ہے کہ وہ یہودی تھے۔

ان کے ایک بہن تھی' جو رسول اللہ ﷺ کو مختلف طریقہ سے تکلیف دیتی تھی اور سخت دست کہا کرتی تھی' حضرت عمیرؓ کو ایک روز غصہ آیا اور چپکے سے اسے قتل کردیا' جب اس کے لڑکوں کو خبر ہوئی تو بہت برہم ہوئے' اور آپ کے بجائے ایک دوسرے شخص کو قاتل سمجھ کر اس سے بدلہ لینا چاہا' حضرت عمیرؓ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں نے قتل کیا ہے' فرمایا اپنی بہن کو قتل کرڈالا؟ کہاں ہاں یارسول اللہ وہ آپ کو بہت تکلیف دیا کرتی تھی' رسول اللہ ﷺ نے اس کے لڑکوں کو بلوایا' اور واقعہ پوچھا' انھوں نے ایک دوسرے شخص کا نام لیا' لیکن آپ نے انھیں عمیر کا نام بتلایا اور ان کو سمجھا بجھا کر معاملہ رفع دفع کردیا۔

جس عورت کو انھوں نے قتل کیا تھا' اس کے متعلق تصریح ہے کہ وہ یہودیہ[2] تھی' اور چونکہ وہ آپ کی بہن تھی۔ اس لیے آپؓ بھی یہودی رہے ہوں گے' واللہ اعلم۔

1. اصابہ ج 2' ص 538
2. اسد الغابہ ج 2' ص 140

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(50) حضرت کثیر[1] بنؓ السائب

نام و نسب:

کثیر نام' باپ کا نام سائب تھا' جو خاندان قریظہ سے تھے' غزوۂ قریظہ میں جو لوگ نابالغ سمجھ کر چھوڑ دیئے گئے تھے' ان میں حضرت کثیرؓ بھی تھے' نسائی نے ان سے صرف ایک روایت کی ہے' لیکن ابو نعیم اور ابن منذر وغیرہ نے متعدد روایتوں کی تخریج کی ہے[2]۔

زندگی کے اور حالات معلوم نہیں ہوسکے۔

(51) حضرت کرز بنؓ علقمہ

نام و نسب:

کرز یا کوز[3] نام' باپ کا نام علقمہ تھا' آپ کا نسبی تعلق قبیلہ بکر بن وائل سے تھا' آپؓ نے اپنے بھائی ابو حارثہ کے ساتھ نصرانیت قبول کرلی تھی' اور نجران میں مقیم ہوگئے تھے' اس لیے نجرانی مشہور ہیں[4]۔

اسلام:

جب نجران کے عیسائیوں کا وفد آنحضرتﷺ کی خدمت میں مدینہ آیا تو اس میں آپؓ کا بھائی ابو حارثہ بن علقمہ بھی تھا' دونوں بھائی ایک ہی سواری پر سوار تھے' راستہ میں جب کہیں سواری کو ٹھوکر لگتی تو کرز کہتے کہ تعس الا بعد (دور رہنے والے

1. اسد الغابہ ج 2 ص 140
2. بعض لوگوں نے ان کو زمرۂ تابعین میں شمار کیا ہے لیکن حافظ ابن حجرؒ نے اصابہ میں ابو نعیم ابن شاہین' اور ابن مندہ وغیرہ کے اقوال نقل کیے ہیں' جن سے آپ کا صحابی ہونا ثابت ہوتا ہے' واللہ اعلم بالصواب۔ اصابہ ذکر کثیر بن سائب
3. نام میں تھوڑا سا اختلاف ہے' بعض لوگوں نے کرز اور بعض لوگوں نے کوز لکھا ہے۔
4. البدایہ والنہایہ ج5 ' ص 56

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(محمد) کا برا ہوا) ابو حارثہ نے یہ سنا تو کہا کہ تمہارا برا ہو' کرز نے بھائی سے کہا ایسا کیوں کہتے ہیں' بھائی نے جواب دیا کہ:

قد واللہ النبی الذی کنا نتظرہ — خدا کی قسم یہ وہی نبی ہیں جس کا ہم لوگ انتظار کر رہے تھے۔

پھر کرز نے کہا کہ تو تم ان کی اتباع کیوں نہیں کرتے ہو؟ ابو حارثہ نے کہا کہ یہ مال و دولت' اور عزت و عظمت جو کچھ حاصل ہے وہ سب چھن جائے گی' ابو حارثہ کا یہ جملہ حضرت کرزؓ کے دل میں نور یقین پیدا کر دینے کا سبب ہو گیا' اس وقت تو وہ خاموش رہے مگر کچھ روز کے بعد آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے' اور اسلام قبول کرلیا[1]' متاخرالاسلام تھے اس لیے زندگی کے زیادہ تر واقعات پردۂ خفا میں ہیں۔

(52) حضرت کعبؓ بن سلیم

نام و نسب:

کعب نام' باپ کا نام سلیم تھا' یہود مدینہ کے مشہور قبیلہ بنو قریظہ سے تھے' چونکہ قریظہ اوس کے حلیف تھے اس لیے کعب قرظی اور اوسی دونوں مشہور ہیں۔

اسلام:

بنو قریظہ کے روز جو لوگ نابالغ سمجھ کر چھوڑ دیئے گئے تھے' ان میں حضرت کعبؓ بھی تھے' اور اپنے دوسرے احباب کی طرح بعد میں دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔

وفات:

وفات کا سنہ معلوم نہیں۔

---

1. اصابہ ج 3' ص 367

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اولاد:

دینی و مذہبی فضل و کمال کے علاوہ آپؓ کا اضافی فضل یہ ہے کہ محمد بن کعبؒ القرظی مشہور تابعی آپؓ ہی کے صاحبزادے ہیں 1۔

(53) حضرت محربؓ

نام و نسب:

محرب نام' الرباب الثنی مشہور عیسائی کاہن کے لڑکے تھے۔

صاحب اصابہ نے آپؓ کو صحابہ میں شمار کیا ہے 2

رسول اللہ ﷺ نے آپؓ کو عمان کے والی ابن الجلندی کے پاس بطور سفیر بھیجا تھا 3 آپ کے ایک صاحبزادے ثنیٰ "بڑے صاحب فضل و کمال ہو رہے ہیں 4۔

(54) حضرت محمد بن عبداللہ بنؓ سلام

نام و نسب:

محمد نام' حضرت عبداللہ بنؓ سلام کے صاحبزادے تھے۔

اسلام:

آپؓ کے اسلام لانے کی کوئی تصریح نہیں ملتی ہے' غالباً حضرت عبداللہ بنؓ سلام کے ساتھ اسلام لائے ہوں گے' آپؓ کو شرف صحبت اور روایت دونوں حاصل ہے۔

---

1 استیعاب ج 1 ص 266

2 اصابہ ج3 ' ص 367

3 اصابہ ج3 ' ص 367

4 اصابہ ج3 ' ص 367

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتب رجال میں ہے کہ:

له روية ورواية محفوظة[1]	ان کو صحبت اور روایت دونوں حاصل ہے۔

مسند میں آپ سے دو روایتیں مروی ہیں' ان میں ایک روایت بہت مشہور ہے وہ یہ ہے۔

عن محمد بن عبدالله بن سلام لما قدم رسول الله صلى الله عليه وسلم علينا يعني قباء[2] قال ان الله عزوجل قد اثنىٰ عليكم في الطهور

وفات اور زندگی کے دوسرے حالات کتب رجال میں مذکور نہیں ہیں۔

(55) حضرت مخریقؓ

نام و نسب:

مخریق نام' قبیلہ نضیر[3] سے نسبی تعلق تھا' آپ کا شمار علمائے یہود میں تھا۔

اسلام:

اسلام قبول کرنے کے متعلق کتب رجال و سیر میں صرف اتنا مذکور ہے:

كان خيراً عالما فامن بالنبي صلى الله عليه وسلم[4]	نہایت صالح اور عالم تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے۔

غزوۂ احد میں شرکت اور شہادت:

غزوۂ احد پیش آیا تو حضرت مخریقؓ یہود مدینہ کے پاس آئے' اور ان سے کہا

---

1. اصابہ
2. اس سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کا خانوادہ مدینہ میں قبا میں رہتا تھا۔
3. تجرید ج2 ' ص 70اصابہ میں ہے کہ انہ کان من بقایا بنی قینقاع مگر حافظ ابن حجرؒ کا رجحان آپ کے نضری ہونے کی طرف ہے' کیونکہ انھوں نے ''مخریف النضری'' سرخی قائم کی ہے۔
4. تجرید ج2 ' ص 70

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ تم لوگوں کو محمد ﷺ کی ہر طرح مدد کرنی چاہیے' جبکہ تمہیں یہ علم ہے کہ ان کی مدد تم پر ضروری ہے' یہود نے کہا کہ آج یوم سبت (سنیچر) ہے' ہم کیسے تلوار اٹھا سکتے ہیں' فرمایا' سبت وغیرہ کیا چیز ہے؟ فوراً تلوار ہاتھ میں لی' اور سربکف خدمت نبویؐ میں حاضر ہوئے' اور تمام مسلمانوں کے ساتھ شریک ہو کر پامردی سے لڑے' اور شہادت پائی 1۔

فضل و کمال:

آپؓ نے جب شہادت پائی تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ:

مخریق سائق یہود 2 — مخریق یہود میں سب سے آگے جانے والے ہیں۔

مدینہ میں آپ کے کئی باغات تھے' جب غزوہ احد میں آپؓ زخمی ہوئے تو اپنی ساری جائیداد باغ اور مال و اسباب آنحضرت ﷺ کو وصیت کر گئے' آپؓ نے جو باغات آنحضرت ﷺ کو دیئے تھے' ان کے نام یہ ہیں۔

المیث' الصائفہ' الدلال' حسن' جرفۃ الاعواف' مشربہ ام ابراہیم 3

حضور ﷺ مخریق کی اسی جائیداد سے عام مسلمانوں کی مدد اور صدقات وغیرہ کیا کرتے تھے 4۔

(56) حضرت میمون بنؓ یامین

نام و نسب:

میمون نام' باپ کا نام یامین' یہود کے مشہور قبیلہ قریظہ سے تھے' اسلام لانے سے پہلے اپنے قبیلہ میں بہت ممتاز تھے اور آپؓ کا شمار احبار یہود میں تھا 5۔

---

1 اصابہ ج 3 ' ص 393

2 اصابہ جلد 3 ' ص 393

3 ایک روایت میں لمیث کے بجائے المبشر ہو اور الاعواف کی جگہ المعوال ہے اصابہ جلد 3 ' ص 392

4 ایضاً

5 اسد الغابہ جلد 4 ' ص 427

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام:

رسول اللہ ﷺ ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے' تو میمون خدمت نبویؐ میں حاضر ہوئے' اور اسلام قبول کیا' لیکن دل میں یہ تڑپ تھی کہ ان کی قوم کے دوسرے لوگ بھی اس دولت سرمدی و سعادت ابدی سے بہرہ ور ہوتے تو اچھا تھا' آنحضرت ﷺ سے عرض کیا کہ آپ یہود کو بلوائیں اور ان سے فرمائیں کہ وہ آپ کے اور اپنے درمیان کوئی حکم مقرر کرلیں' جس کے فیصلہ پر دونوں فریق گردن جھکادیں' رسول اللہ ﷺ نے یہود کو بلوا بھیجا' اور میمونؓ سے کہا کہ تم مکان کے اندر چلے جاؤ' یہود آئے تو آپ نے ان سے فرمایا کہ تم لوگ اپنے اور میرے درمیان ایک حکم مقرر کرلو جس کی تصدیق و عدم تصدیق کے فیصلہ پر ہم دونوں سر جھکا دیں' سب نے ایک زبان ہو کر کہا کہ ہم میمون بن یامین کو اپنا حکم مقرر کرتے ہیں' اگر انھوں نے آپؐ کی تصدیق کرلی تو ہم بھی تصدیق کریں گے' آنحضرت ﷺ نے میمون کو آواز دی' وہ مکان سے نکلے اور فرمایا:

اشهد ان محمداً رسول الله — آپؐ بے شک اللہ کے بھیجے ہوئے رسول ہیں۔

لیکن یہود نے قبول حق کے بجائے حضرت میمونؓ پر طعن و تشنیع شروع کردی' اور واپس چلے گئے۔

آپؓ کی شان میں یہ آیت نازل ہوئی:

قل ارائیتم ان کان من عند الله وکفرتم به[1]' وشهد شاهد من بنی اسرائیل — آپ کہہ دیجئے کہ تم مجھ کو بتلاؤ کہ اگر یہ قرآن منجانب اللہ ہو اور تم اس کے منکر ہو اور بنی اسرائیل میں کوئی گواہ اس جیسی کتاب پر گواہی دے کر ایمان لے آوے۔

زندگی کے بقیہ حالات کے متعلق ارباب رجال خاموش ہیں۔

---

1 لیکن یہ واقعہ ارباب رجال حضرت عبداللہ بنؓ سلام کے بارے میں بھی نقل کرتے ہیں' اور آیت کا شان نزول ان ہی کو بتلاتے ہیں' مگر اس میں کوئی استبعاد نہیں ہے ہوسکتا ہے کہ دونوں کے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا ہو' اور دونوں منشائے نزول ہوں جیسا کہ فتح الباری میں دونوں آدمیوں کے قبول اسلام کا واقعہ اس آیت کے تحت درج ہے' اصابہ 2' ص471' اسد الغابہ 2' 427

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(57) حضرت مابورؓ

نام و نسب:

مابور نام اور خصی عرف تھا' حضرت ماریہؓ کے چچا زاد یا ماموں زاد بھائی تھے' اور ان ہی کے ساتھ مقوقس شاہ مصر نے انھیں بھی آنحضرتﷺ کی خدمت میں تحفۃً بھیجا تھا1۔

اسلام:

حضرت ماریہؓ اور ان کی بہن حضرت سیرینؓ نے تو شروع ہی میں اسلام قبول کرلیا تھا' لیکن مابور نے کچھ دنوں کے بعد اسلام قبول کیا2' حضرت ماریہؓ سے وہ بہت زیادہ مانوس تھے' اور ان کی کافی خدمت کیا کرتے تھے' ان کو لکڑی اور پانی وغیرہ کی ضرورت ہوتی' تو اکثر یہی مہیا کیا کرتے تھے3۔

(ن)

(58) حضرت نافعؓ

نام و نسب:

نافع نام' حبشہ کے رہنے والے اور علمائے نصاریٰ میں تھے۔

اسلام:

غالبًا اپنے دوسرے احباب کے ساتھ حبشہ میں اسلام لائے۔

خدمت نبویؐ میں حاضری:

جب مہاجرین حبشہ سے مدینہ واپس آنے لگے تو آپؐ بھی مدینہ آئے اور

---

1. اصابہ ج3' ص 434
2. ایضاً ج4 ذکر ماریہ
3. ایضاً

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زیارت نبوی سے مشرف ہوئے۔

زندگی کے دوسرے سوانح و حالات نہیں مل سکے۔ لیکن آپؓ کا شمار بھی ان صحابہ میں ہے جن کے بارے میں سورۂ مائدہ کی یہ آیتیں نازل[1] ہوئی ہیں:

و لتجدن اقربهم مودة للذين امنوا الذين قالوا انا نصارىٰ ذالک بانهم قسيسين ورهبانا وانهم لايستكبرون (مائده)

دوستی رکھنے کے قریب تر آپ ان لوگوں کو پائیں گے جو اپنے کو نصاریٰ کہتے ہیں' یہ اس سبب سے ہے کہ ان میں بہت سے علم دوست عالم ہیں اور بہت سے تارک دنیا درویش ہیں اور اس سبب سے ہے کہ یہ لوگ متکبر نہیں ہیں۔

(59) حضرت یامینؓ بن عمیر

نام ونسب:

یامین نام[2]' باپ کے نام میں تھوڑا سا اختلاف ہے' اور بعضوں نے باپ کا نام بھی یامین ہی لکھا ہے' مگر عام ارباب رجال کا رجحان عمیر ہی کی طرف ہے[3]' پورا سلسلہ نسب یہ ہے' یامین بن عمیر بن کعب بن عمرو بن حجاش' بنونضیر سے نسبی تعلق تھا۔

اسلام:

یہود مدینہ کی مسلسل سازشوں' شرارتوں اور منافقتوں کے باوجود آنحضرت ﷺ عفو و درگزر سے کام لیتے تھے' مگر جب پانی سر سے اونچا ہوگیا۔ تو ان کی یکے بعد

1 آپ کے ساتھ اور کئی آدمی حبشہ سے آئے تھے' جن کا تذکرہ پہلے ہوچکا ہے' ان ہی کے تذکروں میں آپ کے فضائل اور حالات بھی آچکے ہیں۔

2 اسد الغابہ ج 5' ص 99

3 ایضاً استیعاب ج2' ص 636' حافظ ابن حجرؒ نے یامین بن یالمین دریا میں بن عمیر کو دو شمار کیا ہے' اور دونوں کا ترجمہ الگ الگ لکھا ہے' مگر صاحب اسد الغابہ اور صاحب استیعاب دونوں کو ایک شمار کرکے ایک لکھا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیگرے سرزنش شروع کردی گئی' بنی قینقاع کے بعد جب بنونضیر نے بدعہدی کی' اور رسول اللہ ﷺ کے قتل کی سازش شروع کردی تو ان کو مدینہ چھوڑ دینے کا حکم دیا گیا' امید تھی کہ اس سزا کے بعد وہ اپنے گذشتہ اعمال سے تائب ہوکر غلامان نبیؐ میں شامل ہوجائیں گے' مگر ان کج فطرتوں نے جس طرح پہلے روز قبول حق سے گریز کیا تھا' اسی طرح آخر وقت تک گریز کرتے رہے' لیکن ان ہی کج فطرتوں میں کہیں نیک فطرت بھی تھے جن کے دل میں قبول حق کی کس قدر صلاحیت باقی تھی' انھوں نے جب دیکھ لیا کہ اسلام کی صداقت کے لیے کسی مزید ثبوت کی ضرورت باقی نہیں رہی تو فوراً اسلام قبول کرلیا' اور اپنی قوم کا ساتھ چھوڑ دیا کہ وہ دیدہ و دانستہ راہ راست سے بھاگ رہے تھے[1]' ان ہی مسلمان ہونے والوں میں حضرت یامینؓ بھی تھے[2]۔

نبی ﷺ کے دشمن سے بدلہ:

عمرو بن حجاش' یامین کا چچا زاد بھائی تھا' اس نے سازش کی تھی کہ رسول اللہ ﷺ کو دھوکے سے ایک مکان کے نیچے بلایا جائے' اور اوپر سے کوئی وزنی چیز گرا کر کام تمام کردیا جائے' (معاذ اللہ) لیکن کامیاب نہ ہوسکا' یامین مسلمان ہوئے تو آنحضرت ﷺ نے یامین سے فرمایا' اپنے چچا زاد بھائی کی حرکت دیکھتے ہو' اور دھوکے سے مجھے قتل کردینا چاہتا تھا' مگر اللہ تعالیٰ نے جبرئیل کے ذریعہ مجھے اس کے ارادہ سے آگاہ کردیا' یامین فوراً اپنی جگہ سے اٹھے اور اس دشمن رسول کی فکر میں لگ گئے' اور ایک روز موقع پاکر اس کو واصل جہنم کردیا[3]۔

غزوۂ تبوک میں مدد:

غزوۂ تبوک پیش آیا تو چند صحابہ بارگاہ رسالتؐ میں حاضر ہوئے' اور سواریوں

---

1 ابن اخیبان نے یہود مدینہ کو وصیت کے طور پر لکھا تھا کہ عنقریب امی نبی مدینہ میں ہجرت کرکے آئے گا اگر تم نے اس کا اتباع نہ کیا تو بہت سے مصائب پیش آئیں گے' جس میں ایک جلاوطنی ہو۔

2 اسد الغابہ ج 5' ص 99

3 اصابہ ج 3' ص 449

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی درخواست کی' مگر اتفاق سے اس وقت سواریاں موجود نہ تھیں' اس لیے معذوری ظاہر کی' وہ لوگ بچشم پرنم مایوس واپس گئے' قرآن نے ان کی مایوسی اور رنج و ملال کا نقشہ کھینچا ہے۔

اذا ما اتوک تحملهم قلت لاأجدما احملکم علیه تولوا واعینهم تفیض من الدمع حزنا الایجدوا ماینفقون (توبہ-12)	جس وقت وہ آپ کے پاس آتے ہیں کہ آپ ان کو کوئی سواری دیدیں اور آپ ان سے کہہ دیتے ہیں کہ میرے پاس کوئی چیز نہیں جس پر میں تم کو سوار کردوں تو وہ ناکام اس حالت سے واپس چلے جاتے ہیں کہ ان کی آنکھوں سے آنسو رواں ہوجاتے ہیں' اس غم میں کہ افسوس ان کو خرچ کرنے کو کچھ بھی میسر نہیں۔

ان ہی میں حضرت ابولیلیٰؓ اور حضرت عبداللہ بن مغفلؓ بھی تھے' جنہیں لڑائی میں شریک نہ ہوسکنے کا بیحد افسوس تھا' یہ رو رہے تھے کہ یامینؓ کا ادھر سے گزر ہوا' انھوں نے رونے کی وجہ دریافت کی' تو انھوں نے سارا قصہ کہہ سنایا' حضرت یامینؓ نے فوراً دو سواریاں اور کچھ سامان سفر پیش کیا' اور وہ دونوں غزوہ میں شریک ہوئے[1]۔

وفات اور زندگی کے دوسرے واقعات اور حالات کے بارے میں ارباب سیر خاموش ہیں۔

---

1. بالکل یہی واقعہ حافظ ابن حجرؒ نے ذکوان بن یامین کے تذکرہ میں بھی لکھا ہے' لیکن دونوں واقعہ ایک ہی معلوم ہوتے ہیں اس لئے کہ دوسرے تمام ارباب رجال و سیر نے اس واقعہ کو حضرت یامینؓ کی طرف منسوب کیا ہے چونکہ حضرت یامینؓ کے نام اور ان کے باپ کے نام میں بڑا اختلاف ہے' اس لیے یہ واقعہ کئی ناموں کی طرف منسوب ہوگیا ہے' چنانچہ تجرید نے آپ کا نام یاسر بن یامین لکھا ہے' اور سلسلہ نسب کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ ذکوان حضرت یامینؓ کے بیٹے تھے' اس لیے ہوسکتا ہے کہ واقعہ کے وقت وہ بھی موجود ہی ہوں' اور راوی نے ان کی طرف بھی اسی واقعہ کو منسوب کردیا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فضائل:

حافظ بن عبدالبرؒ لکھتے ہیں 1۔

و هو من كبار الصحابة — آپ کا شمار کبار صحابہ میں تھا۔

جن لوگوں کے بارے میں یہ آیت

يايها الذين امنوا امنوا بالله ورسوله — اے اہل ایمان اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ۔

نازل ہوئی ان میں ایک حضرت یامینؓ بھی تھے۔

(60) حضرت یوسف بنؓ عبداللہ بن سلام

نام و نسب:

یوسف نام' ابو یعقوب کنیت' حضرت عبداللہ بنؓ سلام کے صاحبزادے تھے 2' جن کا اوپر ذکر آچکا ہے۔

تعلیم و تربیت:

آپؓ جب پیدا ہوئے تو گھر کے اندر اور باہر ہر طرف اسلام کی آواز گونج رہی تھی' آپؓ نے اسی ماحول میں آنکھیں کھولیں اور تعلیم و تربیت پائی' صحابہ کا معمول تھا کہ ان کے یہاں کوئی بچہ پیدا ہوتا تو آنحضرت ﷺ کی خدمت میں دعا' و برکت کے لیے لاتے' یہ پیدا ہوئے تو ان کو بھی بارگاہ نبوتؐ میں لایا گیا' آپؐ نے ان کو گود میں بٹھایا' اور سر پر دست شفقت پھیرا' اور ان کا نام یوسف تجویز فرمایا' خود یوسف بنؓ عبداللہ فرماتے ہیں کہ:

---

1 استیعاب ج 2 ص 636' حافظ نیا صابہ کی اس آیت کا منشائے نزول یامین بن یامینکو لکھا ہے۔ مگر جیسا کہ اوپر اسد الغابہ کے حوالہ سے لکھا جاچکا ہے کہ یہ دونوں ایک ہیں۔

2 مسند ج 4' ص 35

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اجلسنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی حجرہ ومسح علی راسی و سمانی یوسف	رسول اللہ ﷺ نے مجھ کو اپنی گود میں بٹھایا اور میرے سر پر دست شفقت پھیرا اور میرا نام یوسف رکھا۔

شرف صحبت:

فرماتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ کو دیکھا کہ ایک کھجور کو روٹی کے ایک ٹکڑے کے اوپر رکھا' اور فرمایا کہ یہ کھجور اس روٹی کا سالن ہے 1۔

وفات:

حضرت عمر بنؓ عبدالعزیز کے زمانۂ خلافت میں وفات پائی 2۔ آنحضرت ﷺ کے علاوہ حضرت علیؓ اور حضرت عمرؓ وغیرہ سے بھی روایتیں کی ہیں۔

علم و فضل:

ترمذی' ابوداؤد و مسند احمد میں ان کی متعدد روایتیں موجود ہیں' بعض لوگوں نے ان کا شمار ان صحابہ میں کیا ہے' جنہوں نے اپنی کوئی تحریری یادگار چھوڑی ہے 3۔

(61) حضرت ابو سعید بنؓ وہب

نام و نسب:

ابو سعید نام یا کنیت' باپ کا نام وہب' تھے تو قبیلۂ نضیر سے مگر غلطی سے بنو قریظہ کی طرف منسوب 4 ہو کر قرظی مشہور ہیں۔

---

1 بعض لوگوں نے آپ کی صحابیت سے انکار کیا ہے' اس کی تردید ہو جاتی ہے' اصابہ ج 3' ص 671

2 ایضاً

3 اصابہ ج3' ص 671

4 حافظ ابن عبدالبر نے ان کے قرظی ہونے کی تردید کی ہے' استیعاب ج2' ص 713

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام:

بنو نضیر کی جلا وطنی کے روز حضرت یامینؓ کے ساتھ انھوں نے بھی یہودیت سے اپنا رشتہ توڑ کر ہمیشہ کے لیے اسلام سے جوڑ لیا1۔

مسلمانوں کی آپ کے مال و جائداد سے دست برداری:

بنو نضیر کے متروکہ مال و جائداد پر مسلمانوں نے قبضہ کرلیا' مگر حضرت یامینؓ اور حضرت ابو سعیدؓ چونکہ اسلام لا چکے تھے' اس لیے کسی نے ان کے مال و جائداد کو ہاتھ نہیں لگایا2۔

وفات:

سنہ وفات معلوم نہیں ہوسکا۔

علم و فضل:

آپؓ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کی ہے' اور آپ سے آپ کے صاحبزادے روایت کرتے ہیں3۔

(62) حضرت ابو مالکؓ

نام و نسب:

عبداللہ نام' ابو مالک کنیت' اسلام سے پہلے آپؓ علمائے یہود میں تھے' اصل وطن یمن تھا' لیکن کسی وجہ سے ترک وطن کرکے یثرب چلے آئے تھے' اور یہیں قبیلہ قریظہ میں کسی عورت سے شادی کرلی تھی' اسی وجہ سے بجائے یمنی کے قرظی مشہور ہیں4۔

---

1 بعض لوگوں نے لکھا ہے کہ غزوۂ قریظہ کے روز اسلام لائے' مگر حافظ نے اس کی تردید کی ہے' اصابہ ج ص 87

2 استیعاب ج 2 ' ص 713 3 اصابہ ج 4 ' ص 87

4 اسد الغابہ ج5 ' ص 510

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وفات:

وفات کی تصریح نہ مل سکی۔

رسول اللہ ﷺ کی جو صفات توراۃ میں مذکور ہیں ان کے متعلق دریافت کیا گیا تو فرمایا:

صفته فی کتاب نبی هارون الذی لم یبدل ولم یغیر احمد من ولد اسمعیل یاتی بدین الحنیفیه دین ابراهیم یأزر علی وسطه ویغسل اطرافه وهو اخر الانبیاء[1]

آنحضرت ﷺ کی صفت حضرت ہارون کی کتاب میں موجود ہے جس میں اب تک کوئی تبدیلی اور تحریف نہیں ہوئی ہے اس میں یہ ہے کہ احمد نام کے ایک نبی دین حنیف کو جو حضرت ابراہیمؑ کا دین ہے لیکر آئیں گے ورنہ بند ناف سے اوپر باندھتے ہوں گے اپنے اعضا کو پاک صاف رکھتے ہونگے اور یہ آخری نبی ہونگے۔

آپ سے کوئی روایت مروی نہیں ہے۔

(63) آنحضرت ﷺ کے ایک یہودی خادم

نام و نسب تو نہیں معلوم ہوسکا' لیکن حاکم نے مستدرک میں حضرت انسؓ سے ایک روایت نقل کی ہے' جس سے معلوم ہے کہ آنحضرت ﷺ کے ایک یہودی خادم بھی تھے' جو اپنی زندگی کے آخری ایام میں مسلمان ہوگئے تھے' پوری روایت یہ ہے کہ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ایک یہودی غلام آپ کی خدمت کیا کرتا تھا' ایک مرتبہ وہ بیمار پڑا' تو آنحضرت ﷺ اس کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے' عیادت کے بعد آپ نے قبول اسلام کی دعوت دی' اس کے باپ وہاں موجود تھے' اس نے باپ کی طرف نگاہ اٹھا

1. اصابہ ج 4 ' ص 172

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر دیکھا، باپ نے کہا جو کچھ نبی امی فرما رہے ہیں اس کی تعمیل کرو، اس نے فوراً کلمہ طیبہ پڑھا اور مسلمان ہوگیا۔

غالباً اس مرض میں اس کی وفات ہوئی، آنحضرت ﷺ نے صحابہ کیساتھ ان کے جنازہ کی نماز پڑھی۔

اس روایت سے دو خاص باتیں معلوم ہوتی ہیں، ایک تو ایک یہودی خادم رسول کا مشرف باسلام اور صحابی ہونا، اور دوسرے آنحضرت ﷺ کی وسعت قلب اور وسعت اخلاق کہ جن یہودیوں نے اسلام کی بیخ کنی اور آپؐ کی دشمنی میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا، ان ہی کے ایک فرد کے ساتھ آپؐ کا یہ سلوک تھا کہ اس نے پوری زندگی آپؐ کے ساتھ گزار دی، مگر آپؐ نے ایک روز بھی اس کو اسلام لانے پر مجبور نہ کیا، حالانکہ اس وقت بڑی آسانی سے اسلام کا قلادۂ اطاعت اس کی گردن میں ڈالا جاسکتا تھا۔ لاکراہ فی الدین کا اس سے بڑھ کر ثبوت اور کیا ہوسکتا ہے[1]۔

---

1. اس روایت کو ذہبیؒ نے تلخیص میں دوسری سند سے ذکر کیا ہے، اور حاکم کی روایت پر کوئی جرح نہیں کی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تابعین

(1)ادیم التغلبی

ادیم' ہذیم1 یا ہریم نام' باپ کا نام عبداللہ تھا' خاندان تغلب کے نصرانیوں2 سے نسبی تعلق تھا' زمانہ قبول اسلام کے متعلق کوئی تصریح نہیں مل سکی۔

یہ صحابی ہیں یا تابعی اس کے بارے میں ارباب رجال کے درمیان اختلاف ہے' صاحب اسد الغابہ اور صاحب استیعاب نے ان کو صحابہ میں شمار کیا ہے' اور صاحب اصابہ نے اپنی کتاب کی تیسری قسم یعنی مخضرمین میں داخل کیا ہے' جو لوگ ان کو صحابہ کی فہرست میں داخل کرتے ہیں غالباً ان کے پیش نظر ابوداؤد کی وہ روایت ہے جس میں

---

1 نام میں اختلاف ہونے کی وجہ سے بعض لوگوں نے ایک کے بجائے دو آدمیوں کو شمار کیا ہے' چنانچہ صاحب بذل الجہود نے عین المعبود کے مولف پر یہ استدراک کیا ہے کہ وہ ان دونوں آدمیوں کو ایک سمجھتے ہیں' حالانکہ ایک نہیں' دو ہیں' ہریم تابعی ہیں اور ہذیم صحابی۔ لیکن یہ استدراک میرے خیال میں صحیح نہیں ہے' ارباب رجال نے ان کو ایک ہی شمار کیا ہے' اسد الغابہ میں ہے کہ ادیم اور ہذیم ایک ہی ہیں' صاحب اصابہ نے بھی اسی کی تائید کی ہے' رہا ہریم' تو ہیرم بن عبداللہ انصاری کا نام کتب رجال میں نہیں ملتا۔
یہ روایت نسائی اور سنن بیہقی میں بھی ہے لیکن اس میں ادیم' ہذیم یا ہریم کے واسطے سے روایت نہیں ہے' ابوداؤد میں ہذیم کا نام آیا ہے' لیکن نسخوں کے اختلاف کی وجہ سے انکے نام میں بھی کافی اختلاف ہے' اس لیے ہم نے بھی ارباب رجال کے اتباع میں ان کو ایک ہی شمار کیا ہے۔

2 ان کی نصرانیت کی کوئی تصریح نہیں ملتی' لیکن دو قابل ترجیح قرینے موجود ہیں جن کے پیش نظر ہم نے ان کو اس فہرست میں لے لیا ہے۔ ایک یہ کہ اسد الغابہ میں ہے کہ ان بنی تغلب کا نو انصاری (بنو تغلب نصاریٰ تھے) اور اس لیے ان کا تغلبی ہونا ثابت ہوتا ہے' دوسری یہ کہ صبئی ابن یہ نے اپنی روایت میں یہ تصریح کی ہے کہ ادیم ان کے خاندان اور قوم کے آدمی تھے' اور صبئی ابن معبد کے متعلق معلوم ہے کہ وہ نصرانی اور تغلبی تھے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک تابعی صبی بن معبد نے ان سے حج میں قرآن کے متعلق دریافت کیا تھا تو انھوں نے صبی کو اس کی اجازت دے دی تھی۔

حدیث کی کتابوں میں یہی ایک روایت ان سے مروی ہے' لیکن ابوموسیٰ نے لکھا ہے کہ کسی نے اس روایت کی سند رسول اللہ ﷺ تک نہیں پہنچائی ہے' اور یہی سبب ہے کہ صاحب اصابہ نے ان کو صحابی شمار نہیں کیا ہے' خود صاحب اسد الغابہ نے بھی ابو موسیٰ کا یہ قول نقل کر کے کہ ان کی روایت کا سلسلۂ سند آنحضرت ﷺ تک نہیں پہنچتا' ان کے صحابی ہونے میں شک ظاہر کیا ہے۔

بہرحال اس اختلاف رائے کے باعث ان کی صحابیت کی تعیین نہیں ہو سکی' اور اسی بنا پر ہم نے ان کو بجائے صحابہ کے زمرہ میں شامل کرنے کے تابعین کی فہرست میں داخل کیا ہے' زندگی کے دوسرے حالات دستیاب نہیں ہو سکے۔

(2) ارمی بنؓ النجاشی

ارمیٰ' ارہی یا اریحا نام' نجاشی شاہ حبشہ کے صاحبزادے تھے۔

خدمت نبوی میں آمد سے پہلے وفات:

آنحضرت ﷺ نے جب تمام بادشاہوں کو دعوت اسلام کے خطوط و پیغام بھیجے تو شاہ نجاشی کے پاس عمرو بن امیہ کو پیغام دے کر بھیجا' شاہ نجاشی نے اس پیغام کا خیر مقدم کیا' اور ساٹھ آدمیوں کے ساتھ اپنے صاحبزادے ارمیٰ کو خدمت نبویؐ میں روانہ کیا' لیکن یہ قافلہ راستہ ہی میں جبکہ وہ ایک دریا کو عبور کر رہا تھا۔ اس کی ہلاکت خیز موجوں کی نذر ہو گیا[1]' اور منزل مقصود کو نہ پہنچ سکا' اکسٹھ 61 آدمیوں کے اس قافلہ میں صرف ارمیٰ بن النجاشی کا پتہ چل سکا۔

ع خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

1 اصابہ ج 1

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بقیہ اہل قافلہ تو ان کے وجود کے ساتھ ان کے نام و نشان بھی ہمیشہ کے لیے مٹ گئے۔

(3) اصبغ بنؓ عمرو

نام ونسب:

اصبغ نام' باپ کا نام عمرو تھا' سلسلۂ نسب یہ ہے' اصبغ بن عمرو بن ثعلبہ بن حصین ابن ضمضم بن عدی بن جناب' قضاعہ کی ایک شاخ بنو کلب سے تھے' یہ قبیلہ دومتہ الجندل کے قریب رہتا تھا' اصبغ مذہبا عیسائی اور اپنے قبیلہ کے سردار اور حکمران تھے۔

اسلام:

رسول اللہ ﷺ نے دعوت اسلام کے لیے حضرت عبدالرحمٰن بنؓ عوف کو دومتہ الجندل بھیجا تھا' حضرت عبدالرحمٰنؓ نے وہاں پہنچ کر اہل دومہ کو اسلام کا پیغام سنایا۔ پہلے روز ان پر کوئی اثر نہیں ہوا' دوسرے روز بھی انھوں نے ان کے سامنے اسلام کا پیغام پیش کیا' تو اصبغ پر ان کی دعوت کا اثر ہوا' اور انھوں نے النصرانیت کا قلادہ گردن سے اتارا اور حلقہ بگوش اسلام ہو گئے۔

اصبغ کی صاحبزادی سے حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف کا نکاح:

حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف نے آنحضرت ﷺ کو اصبغ کے اسلام کی اطلاع دی اور اس قبیلہ سے تعلقات قائم رکھنے کے متعلق بھی دریافت کیا' تو آپؐ نے ان کو تعلقات کی استواری کے خیال سے اس قبیلہ میں شادی کرنے کی ترغیب دی' حضرت عبدالرحمان ابنؓ عوف نے تعمیل ارشاد میں اصبغ کی صاحبزادی تماضر سے نکاح کر لیا1' مزید تفصیل تماضر کے حالات میں آئے گی۔

---

1 اصابہ جلد 1

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس سے پہلے قریش اور بنو کلب وغیرہ میں باہم شادی بیاہ کے تعلقات نہیں تھے' اس لیے کے قریش اپنی شرافت نسب کے سامنے ان قبائل کو بہت ادنی اور فروتر سمجھتے تھے' لیکن اسلام نے ان معمولی رشتوں اور اضافی اوصاف سے بلند ہو کر دینی اخوت اور اخلاق و کردار کو شرافت اور رشتہ کا معیار قرار دیا' یہ شادی اس اسلامی مساوات کی پہلی مثال تھی[1]۔

اصبغ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں موجود تھے' لیکن شرف زیارت سے سرفراز نہیں ہوئے' اسی لیے ان کا شمار تابعین میں کیا جاتا ہے' اس سے زیادہ ان کے حالات نہیں معلوم ہو سکے۔

(4) اصحمہ نجاشیؒ شاہ حبشہ

نام و نسب:

اصحمہ نام' باپ کا نام ابجر' نجاشی شاہی لقب' حبشہ (ابی سینیا) کے بادشاہ تھے' عرب میں عطیہ کے نام سے بھی مشہور ہیں[2]۔

مسلمانوں کی پہلی ہجرت گاہ:

قریش کے ظلم و ستم کا بادل جب پیہم برس کر نہ کھلا تو رحمت عالم ﷺ نے مسلمانوں کو حبش ہجرت کر جانیکا حکم دیا' چنانچہ مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد مکہ سے حبشہ ہجرت کر گئی حبشہ میں اس وقت یہی اصحمہ النجاشی بادشاہ تھے' جن کہ سایۂ عاطفت میں پہنچ کر جان نثاران اسلام نے اطمینان کا سانس لیا' نجاشی نے مسلمانوں کے ساتھ بڑا اچھا سلوک کیا' قریش کو اس احسان و سلوک کا حال معلوم ہوا تو بڑا پیچ و تاب کھایا' آخر میں طے کیا شاہ نجاشی کے پاس ایک وفد جائے' اور یہ عرضداشت پیش کرے کہ ہمارے

1۔ اصابہ جلد 4 ذکر تماضر

2۔ اصابہ ج 1 ذکر اصحمہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجرموں (مسلمانوں) کو ہمارے حوالہ کردیا جائے' اس مہم کے لیے عمرو بن العاص اور عبداللہ بن ربیعہ منتخب ہوئے' یہ لوگ حبشہ پہنچے تو پہلے تمام پادریوں سے ملے اور تحفے و تحائف پیش کیے۔ اور مقصد کی تکمیل کے لیے ان کو ہموار کرلیا' پھر شاہ نجاشی اصحمہ کے دربار میں باریابی حاصل کی اور نذرانہ پیش کیا' نجاشی نے آمد کی وجہ دریافت کی' انھوں نے اپنا مطالبہ ظاہر کیا' نجاشی نے پادریوں سے دریافت کیا' انھوں نے بھی ایک زبان ہوکر ان کے مطالبہ کی تائید کی' لیکن شاہ نجاشی نے کہا' میں ان لوگوں سے خود بالمشافہ گفتگو کروں گا' اگر وہ لوگ جیسا کہ تم کہتے ہو مجرم ثابت ہوئے تو ان کو واپس کردوں گا' ورنہ جو میری پناہ میں آگیا ہے' اس پر ظلم روا نہیں رکھا جاسکتا' مسلمان دربار میں بلائے گئے' تو اصحمہ نے ان سے پوچھا کہ تم نے کونسا دین اختیار کیا ہے' جو نہ نصرانیت ہے نہ بت پرستی' اور نہ کسی دوسری قوم کا دین ہے' مسلمانوں کی طرف سے حضرت جعفرؓ نے وکالت کی' اور برسر دربار ایک بہت ہی موثر اور دلنشین تقریر کی' جس میں آنحضرت ﷺ کے اوصاف اور اسلام کی اخلاقی خوبیاں بیان کیں' اس کے بعد شاہ نجاشی نے حضرت جعفرؓ سے قرآن کا کچھ حصہ پڑھنے کی فرمائش کی' انھوں نے سورہ مریم کی چند ابتدائی آیتیں تلاوت کیں' نجاشی پر رقت طاری ہوگئی' اور آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے' اس کے بعد انھوں نے ان فدایان اسلام کو قریش کے حوالہ کرنے سے صاف انکار کردیا' اور مسلمان زبان حال سے یہ شعر پڑھتے ہوئے دربار سے نکل آئے۔

تھی خبر گرم کہ غالب کے اڑینگے پرزے
دیکھنے ہم بھی گئے تھے یہ تماشا نہ ہوا

جب قریش کے وفد کو پہلے روز ناکامیابی ہوئی تو انھوں نے دوسرے روز پھر کسی طرح دربار میں رسائی حاصل کی' اور شاہ نجاشی کے سامنے یہ عرضداشت پیش کی کہ ان مسلمانوں سے حضرت عیسیٰؑ کے متعلق دریافت فرمایا جائے' مسلمان پھر بلائے گئے'

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کے لیے یہ بڑی آزمائش کا وقت تھا' اگر سچ کہتے ہیں تو شاہ نجاشی ناخوش ہوتا ہے' اور اس کے خلاف کہتے ہیں تو دین کے وقار کو صدمہ پہنچتا ہے' آخر کار انھوں نے یہ طے کیا کہ چاہے جو کچھ بھی ہو انھیں سچ ہی بولنا چاہیے' اس روز بھی حضرت جعفرؓ ہی گفتگو کے لیے منتخب ہوئے' انھوں نے فرمایا ہمارے نبیؐ نے ہمیں بتایا کہ ''حضرت عیسیٰؑ اس تنکے کے برابر بھی اس سے زیادہ نہیں ہیں۔'' نجاشی نے زمیں سے ایک تنکا اٹھایا اور کہا ''خدا کی قسم حضرت عیسیٰؑ اس تنکے کے برابر بھی اس سے زیادہ نہیں ہیں۔'' دربار کے بطریق اور پادری اس پر بہت ناراض ہوئے۔ لیکن ناراضگی کا ان پر کوئی اثر نہ ہوا' قریش نے جو تحفے تحائف نجاشی کے حضور میں پیش کیے تھے' نجاشی نے سب واپس کر دیئے اور وفد وہاں سے نامراد مکہ واپس چلا آیا۔

اسلام:

یہ واقعہ بجائے خود نجاشی کے اسلام پر شاہد ہے' لیکن اس کے علاوہ ابوداؤد میں حضرت ابو ہریرہؓ سے ایک روایت ہے کہ:

قال النجاشي اشهد انه رسول الله وانه الذى بشربه عيسى ابن مريم	نجاشی نے کہا کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ آنحضرت ﷺ بیشک اللہ کے رسول ہیں اور وہی نبی ہیں جن کی بشارت حضرت عیسیٰؑ نے دی ہے۔

بعض روایتوں میں ہے کہ انھوں نے حضرت جعفرؓ کے ہاتھ پر بیعت اسلام بھی کی تھی۔

خدمت نبوی کی تڑپ:

جب رسول اللہ ﷺ نے تمام ملوک و سلاطین کو دعوت اسلام بھیجی' تو شاہ نجاشی کے پاس بھی اپنا قاصد بھیجا' شاہ نجاشی نے آپؐ کے قاصد کا پُرتپاک خیر مقدم کیا' آپؐ کی رسالت کا اقرار کیا' اور اپنے لڑکے ارمی کو آپ کی خدمت کے لیے بھیجا' اور لکھا کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر سلطنت کی ذمہ داری کا بوجھ میرے اوپر نہ ہوتا تو میں خود بھی بارگاہ رسالتؐ میں حاضر ہو کر حضور کی کفش برداری کی سعادت حاصل کرتا[1]۔

وفات:

مسلمانوں کے اس غمخوار اور محسن نے 9ھ میں داعی اجل کو لبیک کہا' آنحضرت ﷺ کو وحی کے ذریعہ اسی روز[2] ان کی موت کی اطلاع مل گئی' اور آپ نے بڑے رنج و غم کے ساتھ مدینہ میں ان کی موت کا اعلان کیا' فرمایا مسلمانو! تمہارے برادر صالح اصحمہ نے انتقال کیا' ان کے لیے دعاو استغفار کرو' پھر صحابہؓ کے ساتھ ان کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھی[3]۔

فضائل:

تفسیر کی روایتوں میں ہے کہ قرآن کی ان آیات

وان من اهل الكتاب لمن يومن بالله وما انزل اليكم وما انزل اليهم خاشعين لله واذاسمعوا ما انزل الى الرسول ترىٰ اعينهم تفيض من الدمع مما عرفوا من الحق

بعض اہل کتاب میں جو ایمان لاتے ہیں اللہ پر اور جو تمہاری طرف نازل ہوا ہے اور جو اللہ کی طرف سے ڈرتے ہوئے' جب وہ سنتے ہیں جو کچھ رسول کی طرف نازل ہوا' تو تم دیکھو گے کہ ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے ہیں' یہ اس وجہ سے کہ انھوں نے حق کو پہچان لیا ہے۔

---

1 ابوداؤد کتاب الجنائز

2 بخاری اور تمام کتب حدیث میں یہ روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو اسی روز ان کی موت کی خبر مل گئی تھی۔ اسی طرح غزوۂ موتہ میں بھی آپ کو سپہ سالاران اسلام کی شہادت اور حضرت خالدؓ کے ہاتھوں اس میں فتح کی خبر بھی کسی مادی ذریعۂ اطلاع کے بغیر پہنچ چکی تھی' اور آپ نے ان کے بارے میں جو کچھ فرمایا تھا' بعد میں حرف بحرف اس کی تصدیق ہوئی۔

3 غائبانہ نماز جنازہ پڑھنے کے بارے میں فقہا کے درمیان تھوڑا سا اختلاف ہے' بعض لوگ اس کو عام حکم سمجھتے ہیں' اور اب بھی غائبانہ نماز جنازہ پڑھنے کو جائز کہتے ہیں' اور بعض اسے آپ کی خصوصیت بتلاتے ہیں' اور بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اگر ایسی ہی کسی اجنبی جگہ میں کسی مسلمان کا انتقال ہو تو اس کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھی جاسکتی ہے۔
مسلم کی روایت سے پتہ چلتا ہے کہ یہ وہ نجاشی نہیں ہیں جن کی آپ نے نماز جنازہ پڑھی تھی' لیکن حافظ ابن قیمؒ نے اسے راوی کا وہم بتایا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں دوسرے اہل کتاب کے ساتھ شاہ نجاشی بھی مراد لیے گئے ہیں۔

اخلاق:

شاہانہ اوصاف' عدل و انصاف' رحم و کرم اور رعایا پروری کے علاوہ عام انسانی اخلاق و اوصاف سے بھی متصف تھے' اپنے ملک میں مظلوم و ستم رسیدہ مسلمانوں کے ساتھ انھوں نے جو حسن سلوک کیا' اس احسان سے امت محمدیہ ہمیشہ گراں بار رہے گی۔

(5) بکاء الراہب

نام و نسب:

بکاء' نام' شام اصلی وطن تھا' ایک گوشہ نشین اور تارک الدنیا بزرگ تھے' مشہور ہے کہ چالیس برس تک عبادت گاہ سے باہر قدم نہیں رکھا' آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں موجود تھے' لیکن شرف زیارت سے مشرف نہ ہوسکے' ذیل کی روایت سے اس کی تفصیل معلوم ہوجائے گی۔

سعد بنؓ العاص صحابی بیان کرتے ہیں کہ میں چھوٹا تھا تو میرے چچا ابان بن سعید رسول اللہ ﷺ کو ہمیشہ برا بھلا کہا کرتے تھے' ایک مرتبہ وہ بغرض تجارت شام گئے' وہاں بکاء الراہب سے جو چالیس برس کے بعد عبادت گاہ سے نکلے تھے ملاقات ہوئی' انھوں نے جاکر ان سے کہا کہ میری قوم کے ایک فرد نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے' بکاء نے نام دریافت کیا' کہا محمدؐ پھر پوچھا کتنے زمانہ سے وہ اپنے کو نبی کہتے ہیں' جواب دیا کہ بیس برس سے اس کے بعد بکاء نے کہا کہ کہو تو میں ان کے صفات بیان کروں' ابان کہتے ہیں کہ انھوں نے ان کی تمام صفات بیان کیں' اور ذرا غلطی نہیں کی' اس کے بعد کہا کہ خدا کی قسم وہ نبی برحق ہیں' اللہ تعالیٰ ان کو ضرور غالب کرے گا۔ میرا سلام ان کو پہنچادینا۔ یہ کہہ کر وہ پھر گرجا میں چلے گئے۔

اس ملاقات کا یہ اثر ہوا کہ ابان جب مکہ واپس آئے تو سب سے پہلے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آنحضرت ﷺ کے حالات دریافت کیے' اور بکاء سے ملاقات کا سارا واقعہ بیان کیا' اس کے بعد ابان نے آنحضرت ﷺ کو برا بھلا کہنا چھوڑ دیا اور پھر کچھ روز کے بعد مسلمان ہو گئے۔

(6) تمام بن یہوداؒ

صاحب اصابہ نے لکھا ہے کہ احبار یہود میں سے جو لوگ اسلام لائے تھے' ان میں تمام بن یہودا بھی تھے اور اس بنا پر ان کو اپنی کتاب کی قسم اول یعنی صحابہ میں داخل کیا ہے' جس کی کسی دوسرے ماخذ سے تائید نہیں ہوتی' اور خود انھوں نے بھی یعنی صاحب اصابہ نے آنحضرت ﷺ سے ان کی ملاقات و روایت کا کوئی ذکر نہیں کیا ہے' اس بنا پر ہم نے ان کو صحابہ کے بجائے تابعین کی فہرست میں داخل کیا ہے۔

(7) صبی بن معبدؒ

نام ونسب:

صبی نام' باپ کا نام معبد تھا' نسباً تغلبی اور مذہباً عیسائی تھے۔

اسلام:

نصرانیت ترک کر کے اسلام قبول کیا' اور پھر اسی پر خاتمہ ہوا' حدیث کی تمام کتابوں میں ان سے قرآن کے بارے میں ایک مشہور حدیث مروی ہے' وہ یہ ہے۔

فرماتے ہیں کہ میں ابھی جدید السلام تھا' اور مجھے جہاد کا بڑا شوق تھا' لیکن مجھ پر حج اور عمرے کی ادائیگی بھی فرض تھی' اس لیے میں نے چاہا کہ اسے ادا کرلوں (پھر جہاد میں شرکت کروں) میں اپنی قوم کے ایک بزرگ ہذیم[1] بن عبداللہ نامی کے

1. ان کا ذکر پہلے آچکا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاس گیا' اور ان سے مسئلہ قرآن کے متعلق دریافت کیا' انھوں نے مجھ کو اس کی اجازت دی[1]' حج کے ارکان ادا کر چکا تو مقام عذیب میں سلمان بن ربیعہ اور زید بن[2] صوحان سے ملاقات ہوئی' ان میں سے ایک نے دوسرے سے میرے بارے میں کہا کہ یہ شخص تمہارے اونٹ سے بھی زیادہ فقیہ ہے' (یہ طنز یہ جملہ تھا کہ مناسک حج سے ناواقف ہے) میں وہاں سے سیدھا حضرت عمرؓ کے پاس پہنچا' اور ان سے یہ سارا واقعہ بیان کیا' انھوں نے فرمایا تم نے سنت نبویؐ کے بالکل مطابق حج کیا ہے[3]۔

اسی روایت کو ان کی سوانح حیات کا سرمایہ سمجھنا چاہیے' اس سے زیادہ ان کی زندگی کے حالات پر کوئی روشنی نہیں پڑتی۔

روایت:

حسب ذیل حضرات نے ان سے روایت کی ہے۔

ابو وائلؒ' مسروقؒ' ابو اسحاق السبیعیؒ' زر بن حبشؒ' امام شعبیؒ' ابراہیم النخعیؒ' مجاہدؒ ابن حبانؒ نے ان کو ثقات میں شمار کیا ہے' حسم بن حاتمؒ بھی فرماتے ہیں۔

تابعی ثقة[4] تھے تابعی تھے۔

(8) ضغاطر الاسقف الشہیدؒ

نام نسب:

ضغاطر نام' روم اصلی وطن تھا' مذہباً عیسائی تھے' ہرقل کے خاص معتمد اور مشیر اور اقوام کے سب سے بڑے پادری تھے۔

---

1 حج و عمرہ ساتھ کرنے کی اجازت دے دی۔

2 یہ دونوں آدمی بھی ان ہی کے ہم قوم تھے۔

3 اسد الغابہ

4 تہذیب التہذیب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام:

ہرقل شہنشاہ روم کو آنحضرت ﷺ نے دحیۃ الکلبی کے ذریعہ نامۂ اسلام بھیجا' تو ہرقل نے کہا کہ محمد (ﷺ) یقیناً نبی ہیں' لیکن میں ڈرتا ہوں کہ اگر میں نے اسلام قبول کیا تو اہل ملک مجھے زندہ نہ چھوڑیں گے' پھر اس نے حضرت دحیۃؓ کو ضغاطر الاسقف کے پاس بھیجا کہ وہ کیا رائے دیتے ہیں' حضرت دحیۃؓ ان کے پاس آئے' تو انھوں نے آپؐ کی رسالت کی تصدیق کی' اور فرمایا لعرفه باسمه و وصفه (ہم ان کے نام اور ان کے صفات سے واقف ہیں) پھر وہ اندر گئے' اپنا مخصوص لباس اتارا اور سفید لباس پہن کر باہر واپس آئے' او اسی وقت اہل روم کے پاس گئے' اور آنحضرت ﷺ کی نبوت اور اسلام کی سچائی کا اعلان کیا' یہ اعلان کرنا تھا کہ چاروں طرف سے ان کی قوم نے ان پر نرغہ کیا' اور ان کو شہید کرڈالا۔

خدا رحمت کند این عشاقان پاک طینت را

بعض روایتوں میں ہے کہ ہرقل سے کہا کہ خدا کی قسم یہ وہی نبی ہیں جن کا ہمیں انتظار تھا' اس پر ہرقل نے آپ کے قتل کا ارادہ ظاہر کیا۔ تو انھوں نے کہا کہ کچھ بھی ہو' میں تو اتباع حق سے بھاگ نہیں سکتا[1]۔

(9) عمیر بن حسین

نام ونسب:

عمیر نام' نجران اصلی وطن تھا' مذہباً عیسائی تھے' رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں اسلام قبول کرچکے تھے' لیکن شرف زیارت سے سرفراز نہیں ہوئے۔

اسلام پر استقامت:

آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد جب نجران میں ارتداد کا فتنہ شروع ہوا تو

1 اصابہ ذکر ضغاطر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عمیر نے بڑی استقامت دکھلائی۔ خود اسلام پر آخری وقت تک جمے رہے' اور اہل نجران کو ارتداد سے باز رکھنے کی پوری کوشش کی' انھوں نے ان کے سامنے یہ پر اثر تقریر فرمائی کہ:

"اے اہل نجران! اس وقت اسلام پر زیادہ جمنے کی ضرورت تھی' اور تم اس میں کوتاہی کر رہے ہو' یقین کے بعد شک اور کل کے دین کے بعد آج (یعنی نصرانیت کے بعد اسلام) کے دین میں زیادہ سوچنے کی ضرورت تھی' تم کو چاہیے تھا کہ اسلام پر جمے رہتے' کہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کی ہدایت کی روشنی تمھیں نصیب ہوتی' پھر اس کے بعد یہ اشعار پڑھے 1:

یا اهل نجران امسکوا بهدی الله کونوا یداً علی الکفار
لا تکونوا بعد الیقین الیٰ الشک وبعد الرضا الی الکفار
واستقیموا علی الطریقة فیه وکونوا کهیئة الانصار 2

(10) کعب احبار

نام و نسب:

کعب نام' ابو اسحٰق کنیت' نسباً یمن کے مشہور حمیری خاندان کی شاخ آل ذی رعین سے تھے' نسب نامہ یہ ہے' کعب بن ماتع بن ہینوع بن قیس بن معن بن جشم ابن وائل بن عوف بن جمہر بن عوف بن زہیر بن یمن بن حمیر بن سبابن حمیری۔

اسلام اور دورہ مدینہ:

کعب مشہور تابعی ہیں' قبول اسلام سے پہلے یہود کے جید علماء میں شمار کیے

---

1 اصابہ جلد 2

2 یہاں غالباً انصار سے حواری مراد لیا ہے' مدینہ کے مسلمانوں کا مخصوص گروہ مراد نہیں ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاتے تھے۔ عہد رسالت میں موجود تھے لیکن صحیح روایت کے مطابق اس عہد بابرکت میں وہ اسلام کی سعادت حاصل نہ کرسکے' اور ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اسی زمانہ میں مشرف باسلام ہوگئے تھے' کعب کا بیان ہے کہ علیؓ جب یمن آئے تو ان کی خدمت میں حاضر ہو کر میں نے رسول اللہ ﷺ کے اوصاف پوچھے۔ انھوں نے بتائے' تو میں مسکرایا' علیؓ نے مسکرانے کا سبب پوچھا' میں نے کہا' ہمارے یہاں (نبی آخر الزمان کے) جو علامات بتائے گئے ہیں' وہ رسول اللہ ﷺ پر صادق آتے ہیں' اس لیے مجھے ہنسی آ گئی' اس سوال و جواب کے بعد میں مسلمان ہوگیا' اور لوگوں کو اسلام کی دعوت دینے لگا' لیکن قیام یمن ہی میں رہا' عمرؓ کے عہد میں ہجرت کرکے مدینہ گیا۔ کاش میں نے اس سے پہلے ہجرت کی ہوتی' ایک روایت یہ ہے کہ وہ حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ میں اسلام لائے[1]۔

لیکن یہ دونوں روایتیں کمزور ہیں' اس باب میں صحیح ترین روایت وہ ہے جو طبقات ابن سعد میں کعب کے حلیف حضرت عباسؓ سے مروی ہے' جس سے خود کعب کی زبان سے حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت میں ان کا اسلام لانا ثابت ہوتا ہے' سعید بن میتب کا بیان ہے کہ حضرت عباسؓ کے کعب کے اسلام لانے کے بعد ان سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ اور ابوبکرؓ کے زمانہ میں قبول اسلام میں کیا چیز مانع تھی کہ عمرؓ کے زمانہ میں اسلام لائے' جواب دیا کہ میرے والد نے مجھ کو توراۃ سے ایک تحریر نقل کرکے دی تھی' اور ہدایت کی تھی کہ اس پر عمل کرنا' دوسرے اپنی تمام مذہبی کتابوں پر مہر لگا کر مجھ سے حق ابوت کا واسطہ دلا کر وعدہ لیا تھا کہ اس کو نہ توڑنا' تو میں نے اس کو نہیں توڑا' اور والد جو تحریر دے گئے تھے' اس کے مطابق میں عمل کرتا رہا' جب اسلام کی اشاعت اور اس کا غلبہ ہونے لگا اور کسی قسم کا خوف باقی نہیں رہ گیا' تو اس وقت میں نے دل میں خیال کیا کہ معلوم ہوتا ہے کہ والد نے مجھ سے کچھ علم چھپایا ہے' مجھے ان کتابوں کو

---

1. اصابہ ج 5 ' ص 322 کعب کے حالات ''تابعین'' سے نقل کیے گئے ہیں' آخر میں اور کہیں کہیں درمیان میں کچھ اضافہ وترمیم ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کھول کر دیکھنا چاہیے' چنانچہ میں نے مہر توڑ کر کتابیں پڑھیں تو مجھ کو نظر آیا کہ ان میں محمد (ﷺ) اور ان کی امت کے اوصاف لکھے ہیں' اس وقت مجھ پر اصل حقیقت روشن ہوئی' اور آ کر مسلمان ہو گیا1' قبول اسلام کے بعد وہ آنحضرتﷺ کے چچا حضرت عباسؓ کے حلیف بن گئے تھے۔

فضل و کمال:

کعب یہود کے بڑے ممتاز اور نامور علماء میں تھے' یہودی مذہب کے متعلق ان کی معلومات نہایت وسیع تھیں' حافظ ذہبی لکھتے ہیں کہ وہ علم کا ظرف اور اہل کتاب کے علمائے کبار میں تھے2' امام نوویؒ لکھتے ہیں کہ ان کے وفور علم اور توثیق پر سب کا اتفاق ہے' وہ اپنی وسعت علم کی وجہ سے کعب احبار اور کعب الحبر کہے جاتے تھے' ان کے مناقب بکثرت ہیں' اور ان کے اقوال و حکم بہت مشہور ہیں3' اکابر صحابہ ان کے وسعت نظر کے معترف تھے' ابودرد انصاری کا حمص میں کعب کا بڑا ساتھ رہا تھا' فرماتے تھے کہ ابن حمیریہ کے پاس بڑا علم ہے4۔ امیر معاویہؓ کہتے تھے کہ ابودردؓ دا حکماء میں ہیں اور کعب علماء میں۔ ان کے پاس سمندر جیسا اتھاہ علم تھا5۔

چونکہ ایک مذہب کے وہ ایک بڑے عالم تھے' اس لیے اسلامی علوم کے ساتھ بھی انھیں خاص مناسبت ہوگئی تھی' مدینہ میں صحابہ سے انھوں نے کتاب و سنت کی تعلیم حاصل کی تھی۔ اور صحابہ نے ان سے اہل کتاب کے علوم سیکھے تھے6۔

کتاب و سنت میں انھوں نے حضرت عمرؓ صہیبؓ اور حضرت عائشہؓ سے استفادہ کیا تھا' اور سرائیلیات میں صحابہ میں ابوہریرہؓ معاویہؓ ابن عباسؓ اور تابعین میں

---

1. ابن سعد ج 7' ق 2' ص 152
2. تذکرۃ الحافظ ج 1' ص 45
3. تہذیب الاسماء ج 1 ق 2' ص 69
4. ابن سعد ج 7' ق 2' ص 156
5. اصابہ ج 5' ص 333
6. تذکرۃ الحفاظ ج اول' ص 45

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مالک بن ابی عامرؒ اصبحیؒ، عطا بن ابی رباحؒ، عبداللہ بن رباح انصاریؒ عبداللہ بن حمزہ سلولیؒ ابورافعؒ صائغ، عبدالرحمٰن بن شعیبؒ ایک کثیر جماعت ان سے فیضیاب ہوئی تھی1۔

علم اور علماء اور زوال علم:

ایک مرتبہ عبداللہ بن سلام نے ان سے پوچھا کہ کعب علماء کون لوگ ہیں: جواب دیا جو علم جانتے ہیں، ابن اسلام نے پوچھا کونسی شے علماء کے دلوں سے علم کو زائل کردے گی، فرمایا طمع، حرص اور لوگوں کے سامنے اپنی حاجت پیش کرنا، عبداللہ بن سلام نے کہا، تم نے سچ کہا2۔

شام کا قیام:

کعب کا آبائی مذہب یہودیت تھا، اس لیے پہلے سے ان کو ارض شام کے ساتھ دلی لگاؤ تھا، مسلمانوں کے نزدیک بھی سرزمین مقدس و محترم ہے، اس لیے چند دنوں مدینہ میں قیام کرنے کے بعد کعب شام چلے گئے، اور حمص میں جا کر سکونت اختیار کرلی3۔

مواعظ:

شام کے زمانۂ قیام میں ان کا مشغلہ زیادہ تر اسرائیلی قصص کے مواعظ تھے، ایک مرتبہ عوف بن مالک نے دوران وعظ میں ان سے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ امیر، مامور اور مکلف کے علاوہ لوگوں کے سامنے اور کسی کو مواعظ و قصص نہ بیان کرنے چاہئیں، یہ سن کر کعب نے وعظ گوئی چھوڑ دی، لیکن پھر امیر کے حکم سے دوبارہ وہ سلسلہ جاری کردیا4۔

---

1 تہذیب التہذیب ج 5، ص 428

2 اصابہ ج5، ص 324

3 ابن سعد ج 7، ق 2، ص 156

4 اصابہ ج 5، ص 323

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلامی روایات میں اسرائیلیات کا شمول:

کعب کی علمی جلالت میں کوئی شک نہیں' وہ یہودی مذہب کے بڑے نامور عالم تھے' لیکن چونکہ خود یہودیوں کا سرمایۂ علم زیادہ تر قصص و حکایات تھیں' اس لیے کعب کا سرمایۂ معلومات بھی تمامتر یہی تھا' اس سے ایک نقصان یہ ہوا کہ بہت سی بے سروپا اسرائیلی روایات ان کے ذریعہ اسلامی لٹریچر میں داخل ہوگئیں' اسی بنا پر بعض ائمہ حدیث کعب کو روایت میں ساقط الاعتبار سمجھتے ہیں۔

وفات:

حضرت عثمانؓ کے عہد خلافت 32ھ میں شام میں وفات پائی 1۔

(11) محمد بن کعب القرظی

نام و نسب:

محمد نام' ابوحمزہ کنیت' نسب نامہ یہ ہے' محمد بن کعب بن حیان بن سلیم بن اسد قرظی' ان کے والد کعب بنی قریظہ کے یہودی اور انصار کے قبیلہ اوس کے حلیف تھے غزوۂ قریظہ میں گرفتار ہوئے' لیکن بہت کمسن تھے' اس لیے چھوڑ دیئے گئے۔

فضل و کمال:

محمد بن کعب بڑے فاضل اور بلند مرتبہ تابعی تھے' ابن حبانؒ کا بیان ہے کہ وہ علم وفقہ میں مدینہ کے فاضل ترین علماء میں تھے 2' امام نوویؒ لکھتے ہیں کہ وہ بڑے علماء اور ائمۂ تابعین میں تھے 3۔

---

1 ابن سعد ج 7 ' ق 2 ' ص 156 ان کے حالات تابعین سے نقل کیے گئے ہیں۔

2 تہذیب التہذیب ج 9 ' ص 421

3 تہذیب الاسماء ج اول ق 1 ' ص 90

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن:

ان کو قرآن حدیث دونوں میں یکساں کمال حاصل تھا' عجلی ان کو ثقة رجل صالح اور عالم قرآن لکھتے ہیں1' عون بن عبداللہ کا بیان ہے کہ میں نے تاویل قرآن کا ان سے بڑا عالم نہیں دیکھا2' حافظ ذہبی ان کو مفسر قرآن لکھتے ہیں3۔

قرآن میں تدبر و تفکر قرآن کے معنی میں تدبر و تفکر بھی آپؒ کی خصوصیت تھی' ایک مرتبہ رات میں سورۂ زلزال اور سورۂ القارعہ پڑھنا شروع کیں' اور پوری رات ان ہی سورتوں کے معانی و مطالب میں تدبر و تفکر کرتے رہے' یہاں تک کہ سپیدۂ صبح نمودار ہوگیا4۔

فرماتے تھے' قرآن کے معنی کا مجھ پر اس قدر ورود اور ہجوم ہوتا ہے کہ رات کی رات کٹ جاتی ہے' پھر بھی معانی کا ہجوم اور آمد ختم نہیں ہوتی5۔

تفسیر کی کتابوں میں صداہا آیتوں کی تفسیر میں ان کے اقوال ملیں گے' ان میں سے بیشتر میں کوئی نہ کوئی لفظی یا معنوی ندرت ضرور ہوگی۔

حدیث:

حدیث کے بھی وہ ممتاز حافظ تھے' علامہ ابن سعدؒ ان کو ثقہ عالم اور کثیر الحدیث لکھتے ہیں6' حدیث میں انھوں نے معاویہؓ کعبؓ بن عجرہؓ ابوہریرہؓ زیدؓ بن ارقمؓ' عبداللہ ابن عباسؓ عبداللہ بنؓ عمرو بن مالک سے استفادہ کیا تھا۔

ان سے فیض اٹھانے والوں میں ان کے بھائی عثمانؒ' حکم بن عتبہؒ یزید بن ابی زیادؒ' ابن عجلانؒ موسیٰ بن عبیدہؒ ابو معشرؒ ابو جعفر حطمیؒ یزید بن الہادؒ ولید بن کثیرؒ محمد بن

1 تہذیب التہذیب ج 9 ' ص 421
2 تہذیب التہذیب ج 9 ' ص 421
3 ایضاً
4 ایضاً
5 دول السلام ذہبی ج 1 ' ص 56
6 تہذیب التہذیب ج 9 ' ص 421

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

المنکدرؒ عاصم بن کلیبؒ ایوب بن موسیٰؒ' ابن ابی الموالیؒ ابی المقدامؒ اور ہشام بن زیادؒ وغیرہ لائق ذکر ہیں 1۔

فقہ:

فقہ میں مدینہ کے ممتاز فقہاء میں شمار تھا۔

کان من افضل اهل المدینه علماً وفقها2	علم و فقہ کے اعتبار سے مدینہ کے فضلاء میں تھے۔

زہد و ورع:

زہد و ورع کی دولت سے بھی بہرہ مند تھے' ابن سعدؒ ان کو علماء متورعین 3 میں شمار کرتے ہیں' حافظ 4 ذہبی زاہد' اور ابن عماد حنبلی لکھتے ہیں کہ کعب علم صلاح اور ورع سے متصف تھے 5۔

ان کی پاکبازی کی شہادت ان کی والدہ کی زبانی:

زندگی کے ہر زمانہ میں نہایت پاکباز اور پاک نفس رہے۔ با این ہمہ دعاء مغفرت و توبہ و استغفار میں ہر وقت مشغول رہتے تھے' یہ دیکھ کر ان کی والدہ فرماتی تھیں کہ محمد! اگر تمہاری پاکبازانہ زندگی میرے سامنے نہ ہوتی تو تمہاری دن رات کی گریہ و زاری اور توبہ استغفار سے میں یہ سمجھتی کہ تم نے کوئی بہت بڑا گناہ کیا ہے' لیکن میں نے تمہیں بچپن میں بھی پاکباز اور پاک نفس پایا اور بڑے ہونے پر بھی ویسا ہی پا رہی ہوں۔

محمد بن کعبؒ نے فرمایا' اماں جان! آپ جو سمجھتی ہیں وہ ٹھیک ہے' لیکن میں

1. تہذیب التہذیب ج 9 ' ص 421
2. تہذیب التہذیب ج9 ' ص 421
3. ایضاً
4. ایضاً
5. دول السلام ذہبی ج 1 ' ص 56

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے کو گناہوں سے مامون نہیں پاتا' ہوسکتا ہے کہ مجھ سے کوئی ایسی لغزش ہوگئی ہو' جو خدا کے غضب اور ناراضگی کا باعث ہو' اسی وجہ سے میں ہر وقت استغفار کیا کرتا ہوں۔

زریں اقوال:

فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی بندہ کو بھلائی کی توفیق دیتا ہے۔ تو اس میں تین خصلتیں پیدا کردیتا ہے' دین میں سمجھ' دنیا سے بے رغبتی' اور عیب پوشی۔

فرمایا جو قرآن پڑھے گا وہ عقل کی دولت سے ضرور بہرہ ور ہوگا' چاہے اس کا سن سو برس کا کیوں نہ ہوگیا۔

فرمایا کہ کچھ لوگوں کے اوپر اور کچھ لوگوں کے واسطے زمین روتی ہے' پھر فرمایا جو لوگ بھلائی کرتے ہیں' ان کے واسطے زمین روتی اور دعا کرتی ہے' اور جو لوگ برائی کرتے ہیں' ان کے اوپر زمین روتی اور بددعا کرتی ہے' پھر یہ آیت تلاوت فرمائی:

فما بکت علیھم السماء والارض — زمین و آسمان ان پر نہیں روئے۔

رونے سے مراد ہمدردی و شہادت ہے' اس لیے کہ قیامت میں ہمارے اعمال کے بارے میں ہر چیز سے شہادت لی جائے گی۔

آپ سے پوچھا گیا کہ خذلان اور حرمان کی علامت کیا ہے' فرمایا کہ اچھے کو برا اور برے کو اچھا سمجھنا۔

ذکر الٰہی:

فرماتے تھے' اگر ترک ذکر کی رخصت دی جاسکتی تو سب سے پہلے حضرت زکریا کو رخصت ملتی' (کیونکہ ان کو اللہ تعالیٰ نے تین دن تک بولنے سے منع کردیا تھا' مگر اسی کے ساتھ یہ حکم بھی تھا کہ ذکر الٰہی کثرت سے کرو)

پھر یہ آیت تلاوت کی:

ایتک الاتکلم الناس ثلاثۃ ایام الارمزا واذکر ربک کثیراً — تمہارے لیے نشانی یہ ہے کہ تین روز تک کسی شخص سے بجز اشارے کے بات نہ کرو اور اللہ تعالیٰ کا ذکر زیادہ کرو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر فرمایا کہ دوسرے مجاہدین فی سبیل اللہ کو اس کی رخصت مل سکتی تھی' لیکن ان کے متعلق فرمایا گیا ہے' پھر یہ آیت پڑھی[1]:

یا ایھا الذین امنوا اذا لقیتم فئۃ فاثبتوا واذکروا اللہ کثیراً	اے ایمان والو جب تم سے دشمن کی کسی جماعت سے منڈ بھیڑ ہوجائے' تو ثابت قدم رہو اور ذکر الٰہی زیادہ کرو۔

وفات:

108ھ میں وفات پائی[2]۔

(12) نعیم الحبر

نعیم نام تھا' شام کے رہنے والے اور مذہبا عیسائی تھے' کعب احبار کی طرح ان کا شمار بھی علمائے اہل کتاب میں تھا' چنانچہ حبر (عالم) ان کے نام کا جز ہوگیا تھا' مزدوری کرکے گزر اوقات کرتے تھے[3]۔

مطرف بن مالک تابعی بیان کرتے ہیں کہ عہد فاروقی میں جب تستر فتح ہوا تو مال غنیمت میں ایک برتن ہاتھ آیا جس میں ایک کتاب تھی' ہمارے ساتھ ایک نصرانی مزدور تھا' جس کا نام نعیم تھا' اس نے ہم لوگوں سے کہا کہ یہ برتن مع کتاب میرے ہاتھ فروخت کردو! ابو موسیٰ اشعریؓ اور دوسرے صحابہ کتاب فروخت کرنا نہیں چاہتے تھے لیکن ہم لوگوں نے برتن کو اس کے ہاتھ فروخت کردیا' اور کتاب ہدیۃً دیدی' ابو موسیٰ اشعریؓ نے حضرت عمرؓ کو اس کی اطلاع دی' حضرت عمرؓ نے لکھا کہ یہ کسی نبی کی کتاب ہے' اس کو دفن کردینا چاہیے' بعض روایتوں میں ہے کہ نعیم خود اس برتن کو فروخت کرنے کے لیے مسلمانوں کے پاس آئے' انھوں نے برتن خرید لیا اور کتاب ان کو ہدیہ

1 حلیۃ الاولیا ج3' ص 212

2 شذرات الذہب ج1' ص 136

3 اصابہ ذکر نعیم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کردی [1]۔

قبول اسلام:

مطرف بن مالک ہی راوی ہیں کہ مجھے بیت المقدس جانے کا اتفاق ہوا' وہاں نعیم سے ملاقات ہوئی' میں نے ان سے پوچھا کہ تمہاری نصرانیت کا کیا حال ہے؟ نعیم نے کہا کہ میں تو اب دین حنیف (یعنی اسلام) میں داخل ہوگیا ہوں۔

بیت المقدس میں نعیم اور کعب کی دعوت اسلام اور علمائے اہل کتاب کا قبول اسلام:

مطرف بیان کرتے ہیں کہ اس سفر میں نعیم کے ساتھ کعب احبار بھی تھے' جب ان کے آمد کی اطلاع یہود کو ملی تو وہ ان کے گرد جمع ہوگئے' کعب احبار کو جو کتاب تستر میں ملی تھی' انھوں نے اس کو یہود کے سامنے پیش کیا' اور کہا کہ یہ ایک قدیم کتاب ہے جو تمہاری زبان (غالباً عبرانی) میں ہے' اس کو پڑھو' ایک شخص نے پڑھنا شروع کیا' جب وہ ایک خاص جگہ پر پہنچا' تو اس نے کتاب زمین پر پٹک دی' نعیم اس کی حرکت سے بہت ناخوش ہوئے' اور کتاب کو انھوں نے اپنی گود میں اٹھالیا' اور ان سے کہا کہ اب میں ہرگز اس کتاب کو تمہیں نہیں دوں گا' لیکن انھوں نے جب بہت منت سماجت کی تو نعیم نے کہا کہ اچھا میں اسے اپنے زانو پر رکھ کر بیٹھتا ہوں' تم میں سے کوئی شخص پڑھے' چنانچہ کتاب ان کے ہاتھ میں تھی' اور ایک شخص اسے پڑھ رہا تھا' جب وہ پڑھتے پڑھتے اس آیت

ومن يبتغ غير السلام ديناً فلن يقبل منه	جو اسلام کے علاوہ کوئی دوسرا دین چاہے گا' اس سے وہ قبول نہیں کیا جائے گا۔

پہنچا تو تقریباً بیالیس 42 علمائے یہود اسی وقت حلقہ بگوش اسلام ہوگئے [2]' افسوس ہے کہ

---

1 اصابہ ذکر نعیم

2 اس سے پہلے والے شخص نے غالباً اسی آیت پر پہنچ کر غصہ میں کتاب پھینک دی تھی' یہ آیت قرآن کی ہے' لیکن اسی واقعہ سے یہ معلوم ہوا کہ کتب قدیمہ میں اس آیت کی پیشین گوئی موجود تھی' نعیم نے دوسرے سے ایسے پڑھوایا کہ ان کے پڑھنے سے یہود کو شبہ ہوتا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس سے زیادہ ان کے حالات معلوم نہیں ہو سکے۔

(13) وہب بن منبہ

وہب بن منبہ کی عام کتب سماوی خصوصاً توراۃ اور انجیل سے واقفیت اور ان سے متعلق ان کے معلومات کی کثرت سے پتہ چلتا ہے کہ وہ اہل کتاب میں سے تھے' لیکن چونکہ ارباب رجال میں سے کسی نے ان کے اہل کتاب ہونے کی تصریح نہیں کی ہے' اس لیے مجھے ان کو اس فہرست میں داخل کرنے سے تامل تھا' لیکن ابن ندیم کی یہ تصریح مل جانے کے بعد کہ اہل کتاب میں سے جو لوگ ایمان لائے تھے' ان میں وہب بن منبہ بھی تھے[1]' زمرۂ اہل کتاب تابعین میں داخل کرلیا گیا۔

مگر اس کے بعد ایک دوسرا سوال کہ وہ عیسائی تھے یا یہودی باقی رہ جاتا ہے' ان میں سے کسی ایک کی تصریح نظر سے کہیں نہیں گزری' لیکن کتب تفسیر میں عام طور پر اور ابو نعیم نے حلیتہ الاولیاء میں خاصطور سے ان کے جو اقوال نقل کئے ہیں' ان سے پتہ چلتا ہے کہ وہ عیسائی لٹریچر کے مقابلہ میں یہودی لٹریچر سے زیادہ واقف تھے' نیز سیف بن ذی یزن یمنی یہودی سے ان کا عزیزانہ تعلق بھی تھا' اس سے قیاس ہوتا ہے کہ وہ یہودی رہے ہوں گے۔

اب اس مختصر تمہید کے بعد ان کے حالات لکھے جاتے ہیں۔

نام نسب:

وہبؒ[2] نام' ابوعبداللہ کنیت' نسب نامہ یہ ہے' وہب بن منبہ بن کامل بن سیج ابن ذی کناز یمنی صنعائی' ایک روایت یہ ہے کہ وہب عجمی النسل تھے' ان کے والد منبہ کسریٰ کے زمانہ میں جب اس نے سیف بن ذی یزن حمیری کی قیادت میں حبشہ پر مہم

---

1 فہرست ابن ندیم ص 32

2 یہ حالات زیادہ تر ''تابعینؒ'' سے ماخوذ ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھیجی تھی، یمن آئے تھے اور پھر یہیں آباد ہو گئے اور عہد نبویؐ میں مشرف باسلام ہوئے۔

پیدائش:

35ھ میں پیدا ہوئے 1۔

فضل و کمال:

اسلامی علوم میں وہب کا کوئی خاص درجہ نہ تھا، بلکہ جیسا کہ آگے چل کر معلوم ہوگا کہ بمقابلہ اس کے وہ دوسرے مذاہب کی کتابوں اور صحیفوں کے عالم تھے، تاہم وہ اسلامی علوم سے بیگانہ نہ تھے، تابعین میں ممتاز شخصیت کے مالک تھے، علامہ نوویؒ لکھتے ہیں کہ وہ جلیل القدر تابعی ہیں، ان کی توثیق پر سب کا اتفاق ہے 2۔

حدیث:

حدیث میں متعدد صحابہ سے فیضیاب ہوئے تھے حضرت ابوہریرۃؓ جابر بنؓ عبداللہ، عبداللہ بن عباسؓ عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ ابوسعید خدریؓ انس بن مالکؓ اور نعمان ابن بشیرؓ سے ان کی روایات ملتی ہیں 3۔

ان کے صاحبزادے عبداللہؒ و عبدالرحمٰنؒ اور بھتیجے عبدالصمدؒ اور عقیلؒ اور عام لوگوں میں عمرو بن دینارؒ سماک بن فضلؒ اور اسرائیلؒ وغیرہ نے ان سے سماع حدیث کیا تھا 4۔

فقہ:

ان کے تفقہ کے سلسلہ میں صرف اس قدر معلوم ہے کہ حضرت عمر بن

---

1. تذکرہ الحفاظ جلد اول ص 88
2. تہذیب الاسماء جلد اول ص 149
3. تہذیب التہذیب جلد 11، ص 167
4. ایضاً
5. تذکرۃ الحفاظ جلد اول ص 85

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبدالعزیز کے زمانہ میں صنعاء کے عہدۂ قضا پر مامور[5] تھے۔

غیر مذاہب کے صحیفوں کا علم:

وہب دوسرے مذاہب کے صحیفوں کے بڑے نامور عالم تھے۔ بلکہ اس بارہ میں ان کی جماعت میں ان کا کوئی مقابل نہ تھا' امام نوویؒ لکھتے ہیں کہ وہ گذشتہ کتابوں کے علم و معرفت میں مشہور ہیں[1]' حافظ ذہبیؒ لکھتے ہیں کہ وہ بڑے وسیع العلم تھے' اور اپنے زمانہ میں کعب احبار کے نظیر مانے جاتے تھے[2]۔

استقصاء سے معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے بانوے الہامی کتابوں کا مطالعہ کیا تھا' جن میں سے بعض ایسی تھیں جن کے متعلق لوگوں کو کم واقفیت ہے' داؤد بن قیس صنعانی کا بیان ہے کہ میں نے وہب سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے بانوے آسمانی کتابیں پڑھیں جن میں سے بہتر 72 کنیسوں میں اور لوگوں کے پاس موجود ہیں' اور بائیس 22 کتابوں کا علم بہت کم لوگوں کو ہے' ان تمام کتابوں میں یہ مضمون مشترک ہے کہ ''جو انسان مشیت کی نسبت اپنی طرف کرتا ہے وہ کافر ہے۔'' بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ تیس کتابیں ایسی پڑھی تھیں جو تیس نبیوں پر اتری تھیں[3]' ان دونوں روایتوں میں کوئی تضاد نہیں ہے' بلکہ دونوں صحیح ہیں' تیس کتابیں ایسی رہی ہوں گی جن کی حیثیت مستقل مصاحف کی ہوگی' اور بقیہ مستقل کتابیں نہ رہی ہونگی' اس قدر مسلم ہے کہ وہ کتب ماضیہ کے سب سے بڑے عالم تھے' اور قدیم صحیفوں کے مشہور اور نامور علماء کعب احبار اور عبداللہ بن سلام دونوں کا مجموعی علم ان کی تنہا ذات میں جمع تھا۔

تصنیفات:

عہد اسلام میں فن تاریخ پر سب سے پہلی کتاب حضرت معاویہؓ کے زمانہ میں اخبار الماضیین لکھی گئی' اس کے بعد وہب بن منبہ کو یہ فخر حاصل ہے کہ انھوں نے اس

---

1. تہذیب الاسماء جلد اول ص 149
2. تذکرۃ الحفاظ جلد اول ص 189
3. ابن سعد ج 5 ' ص 396

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فن پر ایک مفید کتاب ''ذکر الملوک'' لکھی' یہ اس وقت ناپید ہے' لیکن ساتویں صدی تک موجود تھی' علامہ ابن خلکان نے اس کتاب کو دیکھا تھا' انھوں نے لکھا ہے کہ اس میں یمن کے متعلق بہت مفید معلومات ہیں' اوراس میں ملوک حمیر کے اخبار و انساب اور ان کے مقابر و اشعار کا تذکرہ تفصیل سے موجود ہے۔

(ابن خلکان ص 180 ج 2)

اس کتاب کے علاوہ صاحب کشف الظنون نے ان کی اور ایک کتاب کا تذکرہ کیا ہے' کشف الظنون کی عبارت یہ ہے:

اول من صنف فی المغازی عروۃ بن الزبیر وجمعها ایضاً وهب بن منبه	مغازی میں سب سے پہلے عروہ بن زبیر نے تصنیف کی' اس کے بعد اس فن کو وہب ابن منبہ نے جمع کیا۔

اس کتاب کا ایک نسخہ ہیڈن برگ (جرمنی) میں موجود ہے' اس نسخہ پر سنہ کتابت 228ھ درج ہے' اور راوی کا نام محمد بن بکر عن ابی طلحہ عن عبدالمنعم عن ابیہ عن ابی الیاس عن وہب درج ہے' وہب نے اپنی عادت کے مطابق اس میں بھی اسناد کا استعمال نہیں کیا ہے' اس کتاب کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں انھوں نے کہیں اسرائیلیات کو داخل نہیں کیا ہے۔ (ضحی السلام ج 2 ص 323)

فضائل اخلاق:

وہب فطرۃً نہایت صالح تھے' دینی کتابوں کے مطالعہ نے ان کو اور زیادہ حلیم اور عبادت گزار بنادیا تھا' وہ عابد شب زندہ دار تھے' ساری ساری رات عبادت کرتے تھے' کامل بیس سال تک انھوں نے عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی' طبیعت میں نرمی اس قدر تھی کہ کسی ذی روح کے لیے ان کی زبان سے گالی یا درشت کلمہ نہ نکلا۔

غیر معتبر روایات:

لیکن کعب احبار کی طرح ان کی ذات بھی مسلمانوں میں غیر معتبر اسرائیلیت کی اشاعت کا باعث ہوئی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حکیمانہ مقولے:

حلیۃ الاولیاء میں وہب بن منبہ کے بہت سے حکیمانہ اقوال درج ہیں' ان میں سے چند یہاں نقل کیے جاتے ہیں' فرمایا کہ بے عمل اور آوارہ آدمی حکماء میں نہیں ہوسکتا (ج 4 ص 27) فرمایا کہ حضرت لقمانؑ نے اپنے صاحبزادے کو نصیحت کی کہ اے نور چشم اہل ذکر اور اہل غفلت کی مثال نور اور ظلمت کی ہے' یعنی اہل ذکر میں خدا کا نور ہوتا ہے' اور اہل غفلت میں ظلمت ہوتی ہے۔

ایک بار نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ ترازو کے پلڑوں کی طرح ہر چیز کے دو کنارے ہوتے ہیں' اگر ایک کو پکڑو گے تو دوسرا جھک جائیگا' اس لیے چاہیے کہ وسط کو پکڑو' تاکہ دونوں میں سے کوئی نہ جھکنے پائے' یعنی ہر کام میں اعتدال ملحوظ رکھنا چاہیے' (ج 4 ص 35) فرمایا ہر چیز ابتدا میں چھوٹی ہوتی ہے' پھر آہستہ آہستہ بڑی ہوجاتی ہے' لیکن مصیبت کا حال اس کے بالکل برعکس ہے' وہ ابتدا میں بڑی ہوتی ہے' پھر آہستہ آہستہ چھوٹی ہوجاتی ہے' یعنی اس کا اثر گھٹ جاتا ہے۔ (ج 4 ص 63)

فرمایا جو شخص علم حاصل کرتا ہے اور اس پر عمل نہیں کرتا اس کی مثال اس طبیب کی سی ہے جس کے پاس دوا اور شفا کا سامان موجود ہے' لیکن وہ انھیں استعمال نہیں کرتا۔ (ج 4 ص 71)

کسی نے ان سے دریافت کیا کہ ایک شخص نماز میں طویل قیام کرتا ہے' اور دوسرا سجدہ میں' دونوں میں کون افضل ہے' فرمایا جو اللہ تعالیٰ سے زیادہ تعلق اور محبت رکھتا ہو۔ (1 ص 34)

فرمایا منافق کی ایک پہچان یہ ہے کہ وہ تعریف کو پسند کرتا ہے اور تنقید کو ناپسند (2 ص 41)

فرمایا اگر کسی بچہ میں دو وصف موجود ہوں تو اس سے رشد و صلاح کی توقع ہے' ایک حیاء دوسرے خوف (ص 36)

ایک مرتبہ فرمایا کہ ہر چیز کی کوئی نہ کوئی علامت اور شناخت ہوتی ہے۔ دین

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی علامت تین چیزیں ہیں' ایمان' علم اور عمل' پھر ایمان کی بھی تین علامتیں ہیں' اللہ پر' ملائکہ پر' او اس کے رسولوں اور اس کی کتابوں پر ایمان عمل کی بھی تین شناخت ہے' نماز' روزہ' زکوۃ علم کی تین علامتیں یہ ہیں' اللہ اور اس کی رضا اور عدم رضا کا علم' تصنع اور تکلف کرنے والوں کی تین پہچان ہے' جو اس سے اونچے ہوتے ہیں ان کا ہر چیز میں وہ مقابلہ کرتا ہے' اور جو چیز اسے معلوم نہیں ہوتی اس کے بارے میں وہ اپنی معلومات کا اظہار کرتا ہے' اور جو چیز اللہ نے اسے فطرۃً دی نہیں یا وہ پا نہیں سکتا اس کے حصول کی کوشش کرتا ہے' منافق کی شناخت کی تین صورتیں ہیں' جب وہ تنہا ہوتا ہے تو کسل مند ہوتا ہے' اور جب اس کے یہاں کوئی جاتا ہے تو نشاط اور چستی کا اظہار کرتا ہے' اور ہر کام میں تعریف کا خواہاں ہوتا ہے' حاسد کے پہچاننے کی تین صورتیں ہیں' جن سے وہ حسد کرتا ہے' جب وہ غائب ہوتا ہے تو اس کی غیبت کرتا ہے اور جب وہ سامنے موجود ہوتا ہے تو اس کی خوشامد کرتا ہے' اور مصیبت کے وقت گالی گفتہ کرتا ہے' مسرف کی تین عادتیں ہوتی ہیں' وہ اس چیز کو خریدتا ہے جو اس کے لائق اور اس کیلئے مفید نہیں ہے کھانا وہ کھاتا ہے جو اس کے لیے نہیں ہے' کپڑے وہ پہنتا ہے جو اس کے لیے نہیں ہیں' یعنی ہر کام میں اپنا معیار بلند کرتا ہے۔ (1 ص 47)

ان اقوال میں انھوں نے مختصر طور سے اخلاق و عمل کے تمام پہلوؤں پر روشنی ڈال دی ہے' اللہ ہمیں اس کی توفیق دے۔

وفات:

ہشام بن عبدالملک کے عہد میں 110ھ میں صنعا میں وفات پائی۔

اولاد:

کتب رجال میں اولاد کی کوئی تصریح نہیں ملتی' لیکن ابن ندیم نے ان کے پرنواسے عبدالمنعم کا ذکر کیا ہے' جنھوں نے تاریخ کی ایک کتاب ''کتاب المبتدا'' کے نام سے تصنیف کی تھی' اس سے معلوم ہوا کہ ان کے ایک صاحبزادی تھیں۔ (ص 138)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحابیات

(1) حضرت تمیمہؓ

نام و نسب:

تمیمہ نام' باپ کا نام وہب' بنو قریظہ سے نسبی تعلق تھا[1]۔

اسلام:

اسلام لانے کے متعلق کوئی تصریح نہیں مل سکی۔

شادی اور طلاق کا قصہ:

شادی حضرت رفاعہؓ (جن کا تذکرہ اوپر آچکا ہے) سے ہوئی تھی' مگر نباہ نہ ہوسکا' اسی لیے حضرت رفاعہؓ نے طلاق دیدیا' اس کے بعد حضرت عبدالرحمٰن بنؓ زبیر سے شادی ہوئی' لیکن بعض وجوہ کی بنا پر عبدالرحمٰن بنؓ زبیر سے بھی علیحدگی اختیار کرنا چاہی مگر حلالہ کے لیے مباشرت ضروری تھی اور وہ غالباً ممکن نہ تھی' اس لیے آنحضرتﷺ کی خدمت میں آئیں' اور عرض کی کہ علیحدگی کی اجازت مرحمت فرمائی جائے' مگر اجازت نہیں ملی' اور آنحضرتﷺ کے عہد سعادت تک عبدالرحمٰن بنؓ زبیر کے ساتھ رہیں' حضرت ابوبکرؓ کے عہد خلافت ہی میں انھوں نے پھر حضرت ابوبکرؓ سے علیحدگی کی اجازت مرحمت فرمائی جائے' مگر اجازت نہیں ملی' اور آنحضرتﷺ کے عہد سعادت تک عبدالرحمٰن بنؓ زبیر کے ساتھ رہیں' حضرت ابوبکرؓ کے عہد خلافت ہی میں انھوں نے پھر حضرت ابوبکرؓ سے علیحدگی کی اجازت چاہی' لیکن آپؓ نے بھی اجازت نہیں دی' حضرت عمرؓ خلیفہ ہوئے' تو ان سے بھی اجازت چاہی' حضرت عمرؓ نے بڑی سختی

---

1 آپ کے نام میں بڑا اختلاف ہے' اس کے علاوہ آپ کے حسب ذیل نام ہیں' سہیمہ' رمیصا' اسیمہ عمیصا مگر زیادہ تر روایتوں میں عائشہ یا تمیمہ آیا ہے' اسد الغابہ ج 2 ' ص 181

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے فرمایا کہ اگر اب آؤ گی تو رجم کردوں گا[1]۔

آپؓ کی زندگی کا یہی واقعہ تمام ارباب رجال لکھتے ہیں' اس کے علاوہ اور حالات نہیں مل سکے۔

وفات:

وفات کی تصریح نہیں ملی' لیکن اوپر کے واقعہ سے پتہ چلتا ہے کہ عہد فاروقی تک زندہ رہیں۔

فان طلقها فلاتحل له حتى تنكح زوجا غيرة

پھر اگر مرد طلاق دیدے عورت کو تو پھر اس کیلئے حلال نہ رہے گی اس کے بعد یہاں تک کہ وہ اس کے سوا ایک اور خاوند کے ساتھ نکاح کرے۔

اس آیت کے اسباب نزول میں ایک سبب حضرت تمیمہؓ کا یہ واقعۂ نکاح بھی تھا۔

(2) حضرت خالدہؓ

نام ونسب:

خالدہ یا خلدہ نام' باپ کا نام حارث' حضرت عبداللہ بنؓ سلام کی چچی ہوتی تھیں۔

اسلام:

حضرت عبداللہ بنؓ سلام فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی آمد کے منتظر تھے کہ ایک شخص نے آپ کی آمد کا مژدہ سنایا' میں بے تابی سے اٹھا' میری چچی خالدہ میرے پاس بیٹھی ہوئی تھیں' میری بیتابی دیکھ کر انھوں نے کہا کہ موسیٰ بن عمران کا اگر

1. اسد الغابہ ایضاً

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ظہور ہوتا تو کیا تمھیں اس سے زیادہ خوشی نہ ہوتی' حضرت عبداللہ بنؓ سلام نے فرمایا' خدا کی قسم یہ تو نبوت میں موسیٰ کے ساتھی ہیں دونوں کی بعثت کا مقصد ایک ہے' اس پر ان کی چچی نے تعجب سے کہا کہ کیا یہ وہی نبی تو نہیں ہیں جن کی بعثت کے ہم سب منتظر تھے' حضرت عبداللہؓ ابن سلام نے انھیں اثبات میں جواب دیا' اور وہاں سے آنحضرتﷺ کی خدمت میں آئے' اور اسلام کی دولت سے بہرہ اندوز ہوئے' او پھر گھر آکر گھر کے سارے افراد کو جن میں حضرت خالدہؓ بھی شامل تھیں' اس سے بہرہ اندوز کیا۔

زندگی کے دوسرے کارنامے اور وفات وغیرہ کے متعلق کوئی تصریح نہیں مل سکی۔

(3) حضرت ریحانہؓ

نام ونسب:

ریحانہ نام' باپ کا نام شمعون یا زید تھا[1]' باختلاف روایت سلسلۂ نسب یہ ہے۔ ریحانہ بنت شمعون بنت زید' بعض روایتوں میں ریحانہ بنت زید بن عمر بن جنافہ بن شمعون ابن زید ہے' قبیلہ بنو قریظہ سے تھیں[2]۔

---

1. میرے خیال میں ریحانہ بنت شمعون ہے آپ کا صحیح سلسلۂ نسب ہے' اس لیے کہ ان کے والد کا شمار صحابہ میں ہے' حافظ ابن عبدالبر نے استیعاب میں آپ کا سلسلۂ نسب شمعون بن زید لکھنے کے بجائے یہ لکھا ہے کہ یہ حضرت ریحانہؓ کے والد تھے' اس لیے جس سلسلہ میں شمعون کا نام کئی ناموں کے بعد ہے' وہ صحیح نہیں ہے۔

2. بعض لوگوں نے لکھا ہے کہ بنونضیر سے تھیں' لیکن یہ صحیح نہیں ہے' جیسا کہ حضرت شمعونؓ کے حالات میں تفصیل آچکی ہے حافظ ابن عبدالرب نے شمعون کے حالات میں لکھا ہے کہ وہ قرظی تھے' اور انصار' خزرج کے حلیف تھے' اس لیے ہوسکتا ہے کہ اسی طرح بنونضیر سے بھی ان کے عزیزانہ تعلقات رہے ہوں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نکاح:

پہلے بنو قریظہ کے ایک شخص حکم سے نکاح ہوا تھا' غزوۂ بنو قریظہ کے دن دوسرے یہودیوں کے ساتھ حکم بھی قتل کردیا گیا' اس روز جو عورتیں اور بچے اسیر ہو کر آئے تھے' ان ہی میں حضرت ریحانہؓ بھی تھیں۔

آنحضرت ﷺ نے انھیں بڑی احتیاط کے ساتھ ام المنذر بنت قیس کے گھر میں ٹھہرایا1۔

اسلام:

ان سے فرمایا تمہیں اختیار ہے چاہے اسلام قبول کرلو یا اپنے مذہب (یہودیت) پر قائم رہو' انھوں نے اپنے قدیم دین پر رہنا پسند کیا' لیکن آنحضرت ﷺ کو ان کے اسلام نہ لانے کا بڑا رنج ہوا' اور دوبارہ فرمایا' اگر تم اسلام قبول کرلو تو میں تمہیں اپنے پاس رکھوں گا' لیکن انھوں نے پھر انکار کیا' یہ مزاج اقدس پر اور زیادہ گراں گزرا اور خاموشی اختیار فرمائی گئی۔ ایک دن آپؐ مجلس میں تشریف فرما تھے کہ یکا یک ایک شخص کے پیر کی چاپ سنائی دی۔ آپؐ نے فرط مسرت سے تمام حاضرین سے فرمایا کہ یہ ثعلبہ بن سعید ہیں' جو ریحانہ کے اسلام کی خوشخبری لیکر آرہے ہیں2۔

دوسری روایت ہے کہ آپؐ نے ان سے فرمایا اگر تم اللہ اور رسول (اسلام) کو اختیار کرتی ہو تو میں تمہیں اپنے لیے خاص کرلوں گا' اس پر حضرت ریحانہؓ نے کہا ہاں میں اللہ اور اس کے رسول کو اختیار کرتی ہوں3۔

ہوسکتا ہے کہ ابتدا میں انھوں نے اسلام قبول کرنا اپنی قدیم دینی اور قومی حمیت کے خلاف سمجھا ہو' اور بعد میں جب اس کی خوبیوں سے واقف ہوگئیں اور قبول

1۔ ابن سعد

2۔ ابن سعد ج8 ' ص 93 '

3۔ ان کے اسلام کے سلسلہ میں پہلی روایت زیادہ صحیح معلوم ہوتی ہے' اس لیے کہ ثعلبہ بن سعید کے ذکر میں تمام اہل رجال نے اس روایت کا ذکر کیا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرلیا۔

قبول اسلام کے بعد آنحضرت ﷺ نے انھیں اپنی ملک میں رکھا اور بعض روایتوں کے مطابق آپؐ نے انھیں آزاد کرکے اپنے حبالۂ عقد میں لے لیا' اور وہ ازواج مطہرات میں داخل ہوئیں1۔

ابن سعد اور حافظ ابن حجرؒ نے انھیں ازدواج مطہرات میں اور اکثر اہل سیر اور اہل رجال نے انھیں سراری میں شمار کیا ہے' لیکن ابن اسحٰقؒ کی ایک روایت سے صاف پتہ چلتا ہے کہ آپؐ نے ان سے نکاح کیا نہیں تھا' بلکہ انھیں یہ اختیار بخشا تھا کہ اگر وہ چاہیں تو آپؐ ان سے نکاح فرمالیں اور انھیں ازواج مطہرات میں شامل کرلیں' لیکن انھوں نے فرمایا کہ یارسول اللہ اگر آپؐ اپنی ملک ہی میں رکھیں تو میرے اور آپؐ دونوں کے لیے آسانی ہو' چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے انھیں اپنی ملک میں رکھا۔

(اصابہ ج 4 ص 209)

وفات:

آنحضرت ﷺ کے دنیا سے تشریف لیجانے سے چند مہینے پہلے ہی اس دارفانی کو چھوڑ کر دار بقا میں پہنچ گئیں2۔

تدفین:

جنۃ البقیع میں سپرد خاک کی گئیں3۔

حلیہ:

خدائے تعالیٰ نے حسن صورت اور حسن سیرت دونوں سے نوازا تھا4۔

---

1 ابن سعد ایضاً

2 بعض روایتوں میں ہے کہ آپ کی وفات سے چھ 6 مہینہ پہلے آپ کا انتقال ہوا' بعض روایتوں میں ہے کہ آپ کے حجۃ الوداع سے واپس آنے کے بعد آپ کی وفات ہوئی' اصابہ ج 4' ص 309

3 اصابہ ایضاً

4 ابن سعد ج 8' ص 93

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قیام گاہ:

ابتدا میں ام المنذر کے مکان میں ٹھہرائی گئیں' اس کے بعد غالباً دار قیس بن فہد مستقل قیام گاہ رہی 1' اور وہیں وفات پائی۔

فضائل:

آنحضرت ﷺ کو ان سے بڑی محبت تھی' جب وہ کوئی فرمائش کرتی تھیں تو آپؐ ضرور پوری کرتے تھے' ابن سعد میں ہے کہ ازدواج مطہرات کی طرح ان کی بھی باری کا دن مقرر تھا 2' اور باپردہ رہتی تھی۔

(4) حضرت سفانہؓ

نام ونسب:

سفانہ نام' حضرت عدی بن حاتمؓ مشہور صحابی کی بہن تھیں' اوپر آپ پڑھ چکے ہیں کہ جب اسلامی لشکر قبیلہ طے میں پہنچا تو اس وقت حضرت عدیؓ قبیلہ کے سردار تھے وہ اپنے اہل و عیال کو لے کر اپنی عیسائی برادری کے پاس شام چلے گئے 3۔ لیکن اتفاق سے سفانہ چھوٹ گئیں اور وہ مسلمانوں کے ہاتھ آ گئیں' عام قیدیوں کے ساتھ وہ مدینہ لائی گئیں' اور ایک خاص مقام پر رکھی گئیں' آنحضرت ﷺ کا ادھر سے گذر ہوا' تو سفانہ نے عرض کیا۔ یارسول اللہ میرے والد کا انتقال ہو چکا ہے' اور ان کے علاوہ جو چھڑانے والا ہے' وہ اس وقت موجود نہیں ہے' مجھ پر احسان کیجئے' خدا آپ پر احسان کرے گا' حضور نے پوچھا چھڑانے والا کون' عرض کیا عدی بن حاتمؓ' فرمایا وہی حاتم تو نہیں جس نے خدا اور رسول سے فرار اختیار کرلیا' دوسرے دن پھر آپ کا گزر ہوا' اسیر خاتون نے

---

1 اصابہ ج4' ص 309

2 ابن سعد ج8' ص 93

3 سیرت ابن ہشام ج2' ص368

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر وہی درخواست کی' اور پھر وہی جواب ملا' تیسری مرتبہ انھوں نے حضرت علیؓ کے مشورہ سے درخواست کی۔ اس مرتبہ قبول ہوگئی' اور رہا کردی گئیں' لیکن چونکہ بڑے گھر کی عورت تھیں اس لیے ان کے رتبہ اور اعزاز کے پیش نظر ارشاد ہوا' کہ ابھی جانے میں جلدی نہ کرو' جب تمہارے قبیلہ کا کوئی معتبر آدمی مل جائے تو مجھے خبر کرو' چند دنوں کے بعد قبیلہ بلی اور قضاعہ کے کچھ لوگ ملے' سفانہ نے آنحضرت ﷺ کو اطلاع دی' آپ نے ان کے شایان شان سواری' لباس اور اخراجات سفر کا انتظام کرکے بحفاظت تمام ان کو روانہ کردیا' یہاں سے یہ براہ راست عدی کے پاس شام پہنچیں' اور ان کو بہت ملامت کی کہ تم سے زیادہ قاطع رحم کون ہوگا' اپنے اہل وعیال کو تو لے آئے' اور مجھ کو تنہا چھوڑ دیا' عدی نے ندامت اور شرمساری کے ساتھ اپنی غلطی کا اعتراف کیا' اور چند دنوں کے بعد عدی نے ان سے پوچھا کہ تم ہوشیار اور عاقلہ ہو' تم نے اس شخص (آنحضرت ﷺ) کے متعلق کیا رائے قائم کی' انھوں نے کہا میری یہ رائے ہے کہ جس قدر جلد ممکن ہو ان سے ملو' اگر وہ نبی ہیں تو ان سے ملنے میں سبقت کرنا شرف و سعادت ہے' اور اگر بادشاہ ہے تو بھی یمن کا ایک باعزت فرمان رواں کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا[1]۔

اسلام:

اسلام کے بارے میں صاحب اصابہ لکھتے ہیں:

وکانت اسلمت واحسنا اسلامھا "وہ اسلام لائیں اور حسن وخوبی سے اسے بنایا۔

وفات اور زندگی کے دوسرے حالات معلوم نہیں ہوسکے۔

(5) حضرت سیرینؓ

حضرت سیرینؓ اور حضرت ماریہ قبطیہؓ حقیقی بہنیں تھیں' ان کو مقوقس شاہ مصر

1۔ سیرت ابن ہشام ج 2' ص 369' 370

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے بارگاہ رسالت میں ہدیۃً بھیجا تھا' حضرت ماریہؓ تو حرم نبوی میں داخل ہوئیں' اور حضرت سیرینؓ حضرت حسانؓ مشہور صحابی و شاعر کے حبالہ عقد میں آئیں' جن کے بطن سے حضرت عبدالرحمان بن حسانؓ پیدا ہوئے' حضرت سیرینؓ بڑی صابر اور شاکر تھیں' جب آنحضرت ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم کا جو حضرت ماریہؓ کے بطن سے تھے انتقال ہوا تو حضرت ماریہؓ لخت جگر کی جدائی سے بے قابو ہو کر رونے لگیں' حضرت سیرینؓ کو اگرچہ اپنی محبوب بہن کے بچے کے مرنے کا غم کم نہ تھا' لیکن انھوں نے اپنے جذبات پر قابو رکھا' اور حضرت ماریہؓ کو سمجھاتی رہیں[1]۔

حضرت ماریہؓ اور حضرت سیرینؓ کے متعلق اگرچہ رجال اور سیر کی عام کتابوں میں اس کی تصریح نہیں ملتی کہ وہ عیسائی تھیں' لیکن بعض قرائن کی بنا پر انھیں اہل کتاب صحابیات کے زمرہ میں لے لیا گیا ہے۔

پہلا قرینہ یہ ہے کہ وہ قبطی تھیں' اور معلوم ہے کہ مصر کے قبطی عموماً عیسائی تھے' چنانچہ رزقانی نے حضرت ماریہؓ کے حالات میں قبطی کے لفظ کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے:

نسبة الی بقط   ای نصاری مصر   (قبطی مصر کے عیسائی تھے)

دوسرا یہ کہ ان کے ساتھ ان کے ایک بھائی مابور بھی آئے تھے' ارباب سیر و رجال لکھتے ہیں کہ بہنوں نے تو اسلام قبول کر لیا' لیکن یہ اس وقت اپنے قدیم دین پر قائم رہے' اور کچھ دن کے توقف کے بعد مسلمان ہوئے' ہمارا خیال ہے کہ دین سے نصرانیت ہی کی طرف اشارہ ہوگا' مابور کا ذکر پہلے آچکا ہے۔

---

1. ابن سعد ج 8' ص 155

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(6) حضرت صفیہؓ 1

نام و نسب:

اصلی نام زینب تھا' لیکن چونکہ وہ جنگ خیبر میں خاص آنحضرت ﷺ کے حصہ میں آئی تھیں' اور عرب میں مال غنیمت کے ایسے حصہ کو جو امام یا بادشاہ کے لیے مخصوص ہوتا تھا' صفیہ کہتے تھے' اس لیے وہ بھی صفیہ کے نام سے مشہور ہوگئیں' یہ زرقانی کی روایت ہے۔

حضرت صفیہؓ کو باپ اور ان دونوں کی جانب سے سیادت حاصل تھی' باپ کا نام حیی بن اخطب تھا' جو قبیلۂ بنو نضیر کا سردار تھا' اور حضرت ہارون علیہ السلام کی نسل میں شمار ہوتا تھا' ماں جس کا نام ضرۃ تھا سموال رئیس قریظہ کی بیٹی تھی' اور یہ دونوں خاندان' (قریظہ اور نضیر) بنو اسرائیل کے ان تمام قبائل سے ممتاز سمجھے جاتے تھے' جنہوں نے زمانۂ دراز سے عرب کے شمالی حصوں میں سکونت اختیار کرلی تھی۔

نکاح:

حضرت صفیہؓ کی شادی پہلے سلام بن مشکم القرظی سے ہوئی تھی' اسلام نے طلاق دی تو کنانہ بن ابی الحقیق کے نکاح میں آئیں' جو ابو رافع تاجر حجاز اور رئیس خیبر کا بھتیجا تھا' کنانہ جنگ خیبر میں مقتول ہوا' حضرت صفیہؓ کے باپ اور بھائی بھی کام آئے اور خود بھی گرفتار ہوئیں' جب خیبر کے تمام قیدی جمع کیے گئے تو دحیہ کلبیؓ نے آنحضرت ﷺ سے ایک لونڈی کی درخواست کی' آنحضرت ﷺ نے انتخاب کرنے کی اجازت دی' انھوں نے حضرت صفیہؓ کو منتخب کیا' لیکن ایک صحابی نے آپؐ کی خدمت میں آکر عرض کی کہ آپ نے رئیسہ بنو نضیر و قریظہ کو دحیہؓ کو دیدیا' وہ تو صرف آپؐ کے لیے سزاوار ہے' مقصود یہ تھا کہ رئیسۂ عرب کے ساتھ عام عورتوں کا سا برتاؤ مناسب

---

1 ان کے حالات کسی قدر اضافہ کے ساتھ حرف بحرف سیر الصحابیات اڈیشن اول مولفہ مولانا سعید انصاری [illegible]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں۔ چنانچہ حضرت دحیہؓ کو آپؐ نے دوسری لونڈی عنایت فرمائی' اور صفیہؓ کو آزاد کر کے خود نکاح کرلیا1۔ خیبر سے روانہ ہوئے تو مقام صہبا میں رسم عروسی ادا2 کی' اور جو کچھ سامان لوگوں کے پاس تھا' اس کو جمع کر کے دعوت ولیمہ فرمائی' وہاں سے روانہ ہوئے تو آپؐ نے ان کو خود اپنے اونٹ پر سوار کرلیا' اور اپنی عبا سے ان پر پردہ کیا' مدینہ پہنچ کر آپؐ نے حضرت صفیہؓ کو حارث بن نعمان کے مکان میں اتارا' جب ازواج مطہرات کو ان کی آمد کی اطلاع ملی تو حضرت عائشہؓ حضرت زینبؓ حضرت حفصہؓ وغیرہ انصار کی چند عورتوں کے ساتھ ان کو دیکھنے آئیں' حضرت عائشہؓ جب دیکھ کر واپس ہوئیں تو آنحضرت صلعم نے ان سے پوچھا کیف رایتھا یا عائشة عائشہ تم نے ان کو کیسا پایا' حضرت عائشہؓ بولیں "یہود یہ ہے" فرمایا' یہ نہ کہو وہ تو مسلمان ہوگئی ہیں اور ان کا اسلام بہتر ہے3۔

عام حالات:

حضرت صفیہؓ کے مشہور واقعات میں حج کا سفر ہے' جو انھوں نے 10ھ میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ کیا تھا۔

حضرت عثمانؓ کے ایام محاصرہ میں جو 35ھ میں ہوا تھا' حضرت صفیہؓ نے ان کی بیحد مدد کی تھی' جب حضرت عثمانؓ پر ضروریات زندگی مسدود کردی گئیں' اور ان کے مکان پر پہرہ بٹھا دیا گیا' تو وہ خود خچر پر سوار ہو کر ان کے مکان کی طرف چلیں' غلام ساتھ تھا' اشتر کی نظر پڑی تو انھوں نے آکر خچر کو مارنا شروع کیا' حضرت صفیہؓ نے کہا مجھ کو ذلیل ہونے کی ضرورت نہیں' میں واپس جاتی ہوں' تم خچر کو چھوڑ دو' گھر واپس آئیں تو حضرت امام حسن علیہ السلام کو اس خدمت پر مامور کیا' وہ ان کے مکان سے حضرت عثمانؓ کے پاس کھانا اور پانی لیجاتے تھے4۔

---

1 صحیح بخاری کتاب الصلوۃ باب مایذکر فی الفخذ صحیح مسلم ج 1 ' ص 546

2 اصابہ ج8 ' ص 166

3 ابن سعد ج8 ' ص90

4 اصابہ ج 1 ' ص 127 بحوالہ ابن سعد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وفات:

حضرت صفیہؓ نے رمضان 50ھ میں وفات پائی' اور جنۃ البقیع میں دفن ہوئیں' اس وقت ان کی عمر 67 سال کی تھی' ایک لاکھ ترکہ چھوڑا' اور ایک ثلث کی اپنے ایک یہودی بھانج کے لیے وصیت کر گئیں 1۔

حلیہ:

کوتاہ قامت اور حسین تھیں 2۔

فضل و کمال:

حضرت صفیہؓ سے چند حدیثیں مروی ہیں' جن کو امام زین العابدینؒ اسحاق بن عبداللہ بن حارث' مسلم بن صفوان' کنانہ اور یزید بن معتب' صہیرہ بنت جعفر وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

دیگر ازواج کی طرح حضرت صفیہؓ بھی اپنے زمانہ میں علم کا مرکز تھیں' چنانچہ جب صہیرہ بنت جعفرؓ حج کر کے حضرت صفیہؓ کے پاس مدینہ آئیں تو کوفہ کی بہت سی عورتیں مسائل دریافت کرنے کی غرض سے بیٹھی ہوئی تھیں' صہیرہ کا بھی یہی مقصد تھا' اس لی انھوں نے کوفہ کی عورتوں سے سوال کرائے' ایک فتویٰ نبیذ کے متعلق تھا' حضرت صفیہؓ نے سنا تو بولیں' اہل عراق اس مسئلہ کو اکثر پوچھتے ہیں 3۔

اخلاق:

حضرت صفیہؓ میں بہت سے محاسن اخلاق جمع تھے' اسد الغابہ میں ہے 4:

كانت عاقلة من عقلاء النساء — وہ نہایت عاقلہ تھیں

زرقانی میں ہے 5:

---

1 زرقانی ج 3' ص 296 — 2 صحیح مسلم ج 1' ص 548
3 مسند ج 3' ص 337
4 اسد الغابہ ج 5' ص 490
5 زرقانی ج 3' ص 292

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كانت صفيه عاقله حليمة فاضلة یعنی صفیہ عاقل، فاضل اور حلیم تھیں۔

حلم و تحمل ان کے باب فضائل کا نہایت جلی عنوان ہے، غزوۂ خیبر میں جب وہ اپنی بہن کیساتھ گرفتار ہو کر آ رہی تھیں تو ان کی بہن یہودیوں کی لاشوں کو دیکھ کر چیخ اٹھتی تھی، حضرت صفیہؓ اپنے محبوب شوہر کی لاش سے قریب ہو کر گزریں، لیکن اب بھی اسی طرح پیکر متانت تھیں، اور ان کی جبین تحمل پر کسی قسم کی شکن نہیں آئی۔

ایک مرتبہ حضرت حفصہؓ نے ان کو یہودیہ کہا ان کو معلوم ہوا تو رونے لگیں۔

حضرت صفیہؓ کے پاس ایک کنیز تھی، جو حضرت عمرؓ کے پاس جا کر ان کی شکایت کیا کرتی تھی، چنانچہ ایک دن کہا کہ ان میں یہودیت کا اثر آج تک باقی ہے، وہ یوم السبت کو اچھا سمجھتی ہیں، اور یہودیوں کے ساتھ صلہ رحمی کرتی ہیں، حضرت عمرؓ نے تصدیق کے لیے ایک شخص کو بھیجا۔ حضرت صفیہؓ نے جواب دیا کہ یوم السبت کو اچھا سمجھنے کی کوئی ضرورت نہیں، اس کے بدلے خدا نے ہم کو جمعہ کا دن عنایت فرمایا ہے، البتہ میں یہود کے ساتھ صلۂ رحمی کرتی ہوں، وہ میرے خویش اور اقارب ہیں، اس کے بعد لونڈی کو بلا کر پوچھا کہ تو نے میری شکایت کی تھی؟ بولی "ہاں مجھ کو شیطان نے بہکا دیا تھا۔" حضرت صفیہؓ خاموش ہوگئیں اور اس کو آزاد کر دیا ہے۔[1]

حضرت صفیہؓ کو آنحضرت ﷺ سے نہایت محبت تھی، چنانچہ جب آپؐ علیل ہوئے تو نہایت حسرت سے بولیں "کاش! آپؐ کی بیماری مجھ کو ہو جاتی۔" ازواج نے ان کی طرف دیکھنا شروع کیا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا "یہ سچ کہہ رہی ہیں[2]۔" (یعنی اس میں تصنع کا شائبہ نہیں ہے)

آنحضرت ﷺ ایک مرتبہ کسی بات پر کبیدہ خاطر ہوگئے، یہ حضرت عائشہؓ کے پاس آئیں اور ان سے کہا کہ میں آپؐ کو آج کی اپنی باری، جو میرے نزدیک سب سے محبوب چیز ہے، دیتی ہوں، آپؐ آنحضرت ﷺ کو راضی کر دیں۔ حضرت عائشہؓ جب

---

1 اصابہ ج8، ص 127 (زرقانی ص 296 ج 3 بحوالہ ابن سعد)

2 زرقانی ج13، ص296

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آنحضرت ﷺ کے پاس آئیں تو آپؐ نے فرمایا کہ یہ تمہاری باری کا دن نہیں ہے' حضرت عائشہؓ نے فرمایا "یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے" اس کے بعد واقعہ بیان کیا' آنحضرت ﷺ یہ سن کر حضرت صفیہؓ سے راضی ہو گئے 1۔

آنحضرت ﷺ کو بھی ان کے ساتھ نہایت محبت تھی' اور ہر موقع پر ان کی دلجوئی فرماتے تھے' ایک بار آپ سفر میں تھے' ازواج مطہراتؓ بھی ساتھ تھیں' حضرت صفیہؓ کا اونٹ سوء اتفاق سے بیمار ہو گیا' حضرت زینبؓ کے پاس ضرورت سے زیادہ اونٹ تھے' آپؐ نے ان سے کہا کہ ایک اونٹ صفیہؓ کو دیدو' انھوں نے کہا میں اس یہودیہ کو اپنا اونٹ دوں؟ اس پر آنحضرت ﷺ ان سے اس قدر ناراض ہوئے کہ دو مہینے تک ان کے پاس نہ گئے 2۔ ایک مرتبہ حضرت عائشہؓ نے ان کے قد و قامت کی نسبت چند جملے کہے' تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا تم نے یہ ایسی بات کہی کہ اگر سمندر میں چھوڑ دیئے جائے تو اس میں ملجائے 3 (یعنی سمندر کو بھی گدلا کرسکتی ہے۔)

ایک بار آپؐ حضرت صفیہؓ کے پاس تشریف لے گئے' دیکھا کہ رو رہی ہیں' آپؐ نے رونے کا سبب پوچھا' انھوں نے کہا کہ" عائشہؓ اور زینبؓ کہتی ہیں کہ "ہم تمام ازواج میں افضل ہیں' ہم آپؐ کی زوجہ ہونے کے ساتھ آپؐ کی چچا زاد بہن بھی ہیں۔" آپؐ نے فرمایا "تم نے یہ کیوں نہ کہہ دیا کہ "ہارونؑ میرے باپ' موسیٰؑ " میرے چچا اور محمد (ﷺ) میرے شوہر ہیں' اس لیے تم لوگ کیونکر مجھ سے افضل ہوسکتی ہے 4۔

سفر حج میں حضرت صفیہؓ کا اونٹ بیٹھ گیا تھا' اور وہ سب سے پیچھے رہ گئی تھیں' آنحضرت ﷺ ادھر سے گزرے تو دیکھا کہ زار و قطار رو رہی ہیں' آپؐ نے رداء اور دست مبارک سے ان کے آنسو پوچھے آپؐ آنسو پونچھتے جاتے تھے' اور وہ بے اختیار روتی جاتی تھیں 5۔ آخر کار آپؐ نے تمام قافلہ کو رک جانے کا حکم دیا 6۔

1 مسند ج 6' ص 145
2 اصابہ ج 8' ص 126 بحوالہ ابن سعد
3 ابوداؤد ج 2' ص 193
4 صحیح ترمذی ص 639
5 زرقانی ج 3' ص 269 6 مسند ج 6' ص 332

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت صفیہؓ سیر چشم اور فیاض واقع ہوئی تھیں' چنانچہ جب وہ ام المومنین بن کر مدینہ میں آئیں تو حضرت فاطمہؓ اور ازواج مطہرات کو اپنی سونے کی بجلیاں تقسیم کیں[1]۔

کھانا نہایت عمدہ پکاتی تھیں' اور آنحضرت ﷺ کے پاس تحفہ بھیجا کرتی تھیں' حضرت عائشہؓ کے گھر میں آنحضرت ﷺ کے پاس انھوں نے پیالہ میں جو کھانا بھیجا تھا اس کا ذکر بخاری اور نسائی وغیرہ میں آیا ہے۔

(7) حضرت ماریہ قبطیہؓ

نام ونسب:

ماریہ نام' ام ابراہیم کنیت' قبیلہ[2] ان کی قومی نسبت تھی' مصر کے ایک ضلع انصایا انص کا ایک گاؤں حفن ان کا آبائی وطن تھا۔

خدمت نبوی میں آمد:

7ھ میں رسول اللہ ﷺ نے دعوت اسلام کے لیے شاہان وقت کو جو خطوط لکھے تھے' ان میں ایک خط مقوقس عزیز مصر کے نام بھی تھا' جس کو حضرت حاطبؓ ابن بلتعہ لیکر مصر گئے تھے' مقوقس نے اسلام قبول نہیں کیا' لیکن حضور کے پیام اور پیامبر کی بڑی پذیرائی کی' اور قیمتی ساز و سامان کے علاوہ دو لڑکیاں جن کے ساتھ ان کے بھائی مابور بھی تھے' خدمت نبویؐ میں تحفہ بھیجیں[3]' ان لڑکیوں میں ایک تو سیرین تھیں جن کا ابھی ذکر آچکا ہے' دوسری یہی حضرت ماریہ قبطیہ تھیں۔

---

1 زرقانی ج3' ص 296

2 حضرت ماریہؓ کے نام کیساتھ قبطی کی نسبت ہی اگرچہ ان کی عیسائیت کی دلیل کے لیے کافی تھی' لیکن میں نے اسی پر اکتفا نہیں کیا' بلکہ صاحب زرقانیؒ کی تصریح اور بعض دوسرے قرائن کی بنا پر ان کو اس فہرست میں داخل کیا ہے' سیرینؓ کے حالات میں اس کی تصریح آچکی ہے۔

3 اصابہ ج4' ص 405

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام:

حضرت ماریہ مصر سے حضرت حاطبؓ کے ساتھ آئی تھیں' اس لیے وہ ان سے بہت زیادہ مانوس ہوگئی تھیں' حضرت حاطبؓ نے اس انس سے فائدہ اٹھا کر ان کے سامنے اسلام پیش کیا' حضرت ماریہؓ اور ان کی بہن حضرت سیرینؓ نے تو اسلام قبول کرلیا' لیکن ان کے بھائی مابور اپنے قدیم دین عیسائیت پر قائم رہے۔

قیام گاہ:

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ماریہؓ کو پہلے ہمارے پڑوس میں حارثہ بن نعمانؓ کے مکان میں ٹھہرایا گیا' اور ہم لوگ برابر ماریہ کے پاس آیا جایا کرتے تھے' لیکن جب آنحضرت ﷺ کی آمدورفت ان کے پاس زیادہ ہونے لگی تو ہم لوگوں نے ان کے پاس آنا جانا کم کردیا (کہ آنحضرت ﷺ کے سکون میں فرق نہ آئے) وہ تنہائی کی وجہ سے گھبرانے لگیں تو آنحضرت ﷺ نے انھیں مقام العالیہ میں جو اس وقت مشربۃ ام ابراہیم کے نام سے مشہور ہے' منتقل کردیا[1]۔

9ھ میں ایلا کا واقعہ پیش آیا' جس سے حضرت ماریہؓ کا خاص تعلق ہے' اس کی تفصیل آخر میں آئے گی۔

عہد صدیقی و فاروقی:

حضرت ماریہؓ گو ازواج مطہرات میں نہیں تھیں' لیکن رحمت عالم ﷺ ان کے ساتھ ازواج مطہرات ہی کے ایسا سلوک کرتے تھے' آپؐ کے بعد حضرت ابوبکرؓ نے بھی ان کے اعزاز و احترام کو باقی رکھا اور ہمیشہ ان کے نان نفقہ کا خیال کرتے رہے' حضرت صدیقؓ کے بعد حضرت فاروقؓ نے بھی ان کے ساتھ یہی سلوک مرعی رکھا۔

وفات:

حضرت عمرؓ ہی کے زمانۂ خلافت میں محرم 16ھ میں داعی اجل کو لبیک کہا[2]۔

---

1. فتح الباری ج8' ص 503

2. ابن سورج 8' ص 503 بعض روایتوں میں ہے کہ آنحضرت صلعم کی وفات کے 5 برس بعد ان کی وفات ہوئی' اس حساب سے ان کی وفات 15ھ میں ہوئی' لیکن دونوں روایتوں میں کوئی تضاد نہیں اس لیے کہ 16ھ کے پہلے مہینہ محرم میں ان کی وفات ہوئی ہے اس لیے 5 برس کی تعیین غلط نہیں ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تدفین:

حضرت عمرؓ کو ان کی وفات کی اطلاع ہوئی تو انھوں نے خود تمام اہل مدینہ کو جمع کیا، اور ان کے جنازہ کی نماز پڑھائی، مدینہ کے عام قبرستان بقیع میں سپرد خاک کی گئیں 1۔

اولاد:

آنحضرت ﷺ کی جتنی اولادیں ہوئیں وہ سب حضرت خدیجہؓ کے بطن سے ہوئیں، ان کے بعد صرف حضرت ماریہؓ کو یہ شرف حاصل ہوا کہ ان کے بطن سے حضرت ابراہیم پیدا ہوئے اور 17-18 ماہ زندہ رہ کر داغ مفارقت دے گئے، آنحضرت ﷺ کو ان کی وفات کا بیحد غم ہوا تھا۔

حلیہ:

قدرت نے حسن باطن کے ساتھ ساتھ حسن ظاہر سے بھی نوازا تھا، بال نہایت گھنے او خوبصورت تھے، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جتنا رشک ان پر آتا تھا کسی دوسرے پر نہیں 2۔

رقت القلب:

نہایت رقیق القلب تھیں، حضرت ابراہیم کا جب انتقال ہوا تو رقت قلب کیوجہ سے ان کو اپنے اوپر قابو نہیں رہا، اور بے اختیار ہو کر رونے لگیں 3۔

فضائل:

رسول اللہ ﷺ کی حضرت ماریہؓ سے بے حد محبت تھی، اور اس وجہ سے ان کے پاس آپ ؐ کی آمدورفت بہت زیادہ رہتی تھی، گو وہ کنیز 4 تھیں، لیکن ازواج کی طرح

1 اصابہ
2 ابن سعد ج 8، ص 155
3 ایضاً ص 155
4 جاریات یعنی کنیزوں کیلئے پردہ کی ضرورت نہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کو بھی آپؐ نے پردہ میں رہنے کا حکم دیا تھا[1]۔ ان کے فضل کے لیے آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد مبارک کافی ہے کہ:

استو صوبا لقبط فان لهم ذمة ورحما و رحمهم ان ام اسمعيل بن ابراهيم وام ابراهيم بن النبى منهم (ابن سعد ج 8 ص 154)

قبطیوں کے (مصر کے عیسائی) ساتھ حسن سلوک کرو' ان سے نسب کا تعلق تو یہ ہے کہ حضرت اسمٰعیل کی والدہ (حضرت ہاجرہ) اور میرے لڑکے ابراہیم دونوں کی ماں اسی قوم سے ہیں (اور عہد کا تعلق یہ ہے کہ ان سے معاہدہ ہو چکا ہے)

حافظ ابن کثیر نے لکھا ہے:

وكانت مارية هذه من الصالحات الخيرات الحسان (البدایۃ ج ب 74 ص 7)

اور ماریہ نہایت صالح پاکیزہ اور نیک سیرت تھیں۔

ایلاء:

9ھ میں رسول اللہ ﷺ نے بعض خانگی اور ازدواجی معاملات کی بنا پر ازواج مطہرات سے علحدگی اختیار کرلی تھی' اسی واقعہ کو ایلا کہتے ہیں' جن اسباب کی بنا پر آپ نے علحدگی کا فیصلہ کیا تھا۔ اس کے بارے میں مفسرین و محدثین میں باہم اختلاف ہے' اور انھوں نے ایک دوسرے سے بہت متضاد اور متخالف باتیں کہیں ہیں۔

ان اسباب میں ایک سبب حضرت ماریہؓ کے واقعہ کو بھی جس کا ذکر آگے آتا ہے قرار دیا گیا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ ایلا کے واقعہ سے حضرت ماریہؓ کے واقعہ کو کوئی تعلق نہیں ہے' بلکہ وہ صرف حضرت ماریہؓ اور حضرت حفصہؓ کا معاملہ تھا' روایتوں میں دونوں واقعے خلط ملط ہوگئے ہیں' جس کی وجہ سے واقعات کی اصل نوعیت سامنے نہیں آنے پاتی' اب ہم اس کی تفصیل کرتے ہیں تاکہ واقعہ کی اصل حقیقت واضح ہوجائے۔

بات یہ تھی کہ ازواج مطہرات میں سے ہر ایک کو آنحضرت ﷺ سے غایت

---

1 اصابہ و ابن سعد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

درجہ تعلق اور محبت تھی' اس وجہ سے ہر ایک آپ کی صحبت کو باعث سعادت سمجھتی تھیں' ان میں سے جن کو بھی تقرب و اختصاص کا موقع ملتا تھا' اس میں کسی کی شرکت کا شائبہ بھی ان کو بہت گراں گزرتا تھا' اور پھر باقتضائے بشریت آپس میں کچھ جذبۂ رشک و مسابقت بھی موجود تھا' اس وجہ سے کبھی کبھی آپس میں شکر رنجی بھی ہو جایا کرتی تھی' اور اس مصیبت میں ایک مرتب حضرت ماریہؓ بھی مبتلا ہوگئیں' جس کا واقعہ یہ ہے کہ حضرت حفصہؓ کی باری کا دن تھا آنحضرت ﷺ حسب معمول ان کے پاس تشریف لے گئے' تو حضرت حفصہؓ موجود نہیں تھیں' اسی اثنا میں آنحضرت ﷺ حضرت ماریہؓ سے جو حضرت حفصہؓ کے پڑوس ہی میں رہتی تھیں' باتیں کرنے لگے' تھوڑی دیر کے بعد حضرت حفصہؓ واپس آئیں تو آپ کو اپنے گھر میں حضرت ماریہؓ سے گفتگو کرتے ہوئے دیکھا' باقتضائے بشریت ان کو بڑا رنج ہوا' اور حضورؐ سے فرمایا کہ اپنی تمام بیویوں میں آپؐ صرف میرے ہی ساتھ ایسا کرتے ہیں[1]' اس پر آنحضرت ﷺ نے ماریہؓ سے کنارہ کشی کا عزم کرلیا' بعض روایتوں میں آتا ہے کہ حضرت حفصہؓ نے آنحضرت ﷺ سے کنارہ کشی کا عزم کرلیا' بعض روایتوں میں آتا ہے کہ حضرت حفصہؓ نے آنحضرت ﷺ سے غصہ میں بات کی' اس پر آپؐ نے حضرت ماریہؓ سے علیحدگی کی قسم کھالی جس پر سورۂ تحریم کی ابتدائی آیتیں نازل ہوئیں۔

لیکن صحیح یہ ہے کہ سورۂ تحریم کی ابتدائی آیتیں آپؐ کی شہد نوشی اور اس کو اپنے اوپر حرام کرلینے کی وجہ سے نازل ہوئی' لیکن جیسا کہ بخاری وغیرہ میں تصریح موجود ہے' یہ ہوسکتا ہے کہ ایلا کا واقعہ بھی اسی زمانہ میں پیش آیا ہو' جس زمانہ میں آپؐ نے حضرت ماریہؓ سے کنارہ کشی کرلی تھی' اور دونوں واقعے نزول آیات کا سبب بنے ہوں' جیسا کہ حافظ ابن حجرؒ نے تمام روایتوں کے نقل کرنے کے بعد لکھا ہے:

ان تكون الاية نزلت في سببين — ہوسکتا ہے کہ آیت کے نزول کا سبب دونوں واقعے ہوں۔

بہرحال حضرت ماریہؓ سے علیحدگی اور ایلاء کے واقعہ میں ان کا کوئی تعلق نہیں

1 فتح الباری ج 8' ص 503

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔

علامہ شبلی رحمتہ اللہ علیہ نے سیرت میں حضرت ماریہؓ کے واقعہ کے سلسلہ میں جتنی روایتیں ہیں ان سب پر جرح کی ہے' اور لکھا ہے کہ یہ واقعہ سرے سے صحیح ہی نہیں ہے' لیکن جہاں تک میری تحقیق کا تعلق ہے اس کے لحاظ سے یہ تو صحیح ہے کہ آیت کے نزول کا سبب حضرت ماریہؓ کا واقعہ نہیں ہے' لیکن نفس واقعہ کے عدم وقوع و عدم صحت کا ثبوت نہیں ملتا' انھوں نے اس سلسلہ میں دو تین باتیں کہی ہیں' ایک تو یہ کہ یہ روایت صحاح ستہ میں نہیں ہے' دوسرے یہ کہ امام نووی نے اس کی صحت پر کلام کیا ہے' تیسری یہ کہ یورپ کے اکثر مورخوں نے اسی قسم کی روایتوں کی بنا پر آنحضرت ﷺ کے اخلاق پر حرف گیریاں کی ہیں۔

(1) صحاح کی پانچ کتابوں میں تو یہ روایت یقیناً نہیں ہے۔ لیکن نسائی باب الغیرۃ میں حضرت انسؓ سے یہ روایت موجود ہے' اگرچہ اس میں بھی حضرت ماریہؓ کا نام نہیں ہے' لیکن روایت کے سیاق و سباق اور دوسرے قرائن سے یہ پتہ چلتا ہے کہ حضرت ماریہؓ ہی کے واقعہ کی طرف اشارہ ہے' اس روایت میں چار راوی[1] ہیں' اور ان میں سے کسی کی بھی وثاقت اور عدالت پر کلام نہیں کیا گیا۔

www.KitaboSunnat.com

بالکل یہی روایت حاکم نے بھی اپنی مستدرک میں نقل کی ہے' اس روایت کے اوپر کے دو راوی حضرت انسؓ اور ثابت البنانی ہیں' لیکن اس کے بعد کے چار راوی دوسرے ہیں حاکم نے اس روایت کے متعلق لکھا ہے:

هذا حديث صحيح على شرط مسلم (ص 493 ج 4)	یہ حدیث صحیح ہے اور مسلم کی شرط پر پوری اترتی ہے۔

حافظ ذہبی نے مستدرک کی تلخیص میں اس روایت پر کوئی جرح نہیں کی ہے' جو اس بات کا ثبوت ہے کہ روایت میں کوئی سقم نہیں ہے۔

[1] ابراہیم اور ان کے والد یونس' حماد بن سلمہ' ثابت بن اسلم البنانی' تہذیب میں ان سب کا تذکرہ موجود ہے' ائمۂ رجال نے ان میں سے کسی کو مجروح یا غیر ثقہ قرار نہیں دیا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نسائی اور مستدرک میں ماریہؓ کے حضرت حفصہؓ کے گھر میں موجود ہونے کا کوئی ذکر نہیں ہے' اس کے علاوہ طبرانی اور بزار نے بھی اس روایت کی تخریج کی ہے' بزار کی روایت کے متعلق حافظ نورالدین ہثیمی نے مجمع الزوائد میں لکھا ہے کہ:

رجال البزار رجال الصحیح غیر بشر بن ادم الا صفر وهو ثقة (ج 7 ص 136)

بزار کے تمام رواۃ صحیح حدیث کے رواۃ ہیں' بجز' بشر بن آدم کے' لیکن ان کے ثقہ ہونے میں کوئی کلام نہیں ہے۔

حافظ ابن حجرؒ نے اس روایت کے بعض اور طرق ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے کہ هذه طرق یقوی بعضها بعضاً' یہ روایت بہت سے طریقوں سے مروی ہے' اور ان میں ایک روایت دوسری روایت کو قوی کرتی ہے' (یعنی غیر صحیح نہیں ہے)

امام نووی نے یقیناً لکھا ہے:

ولم تات قصة ماریة من طریق صحیح

ماریہ کا قصہ صحیح طریق سے ثابت نہیں ہے۔

لیکن اس کے ساتھ حافظ ابن کثیرؒ حافظ ابن حجرؒ ابوبکر ہیثمی' امام ذہبی اس کی صحت کے قائل ہیں' حدیث کے بارے میں امام نوویؒ کی رائے یقیناً بہت وقیع ہے' لیکن ان کے مقابلہ میں دوسرے بزرگوں کی رائے کو بھی آسانی سے رد نہیں کیا جاسکتا۔

حافظ ابن کثیرؒ نے آیت کے سبب نزول کے بارے میں تو یہ ضرور لکھا ہے کہ:

ان ذلک فی تحریم الاصل

آیت کے نزول کا سبب آپؐ کا شہد کو حرام کرلینا تھا۔

لیکن حضرت ماریہؓ کے نفس واقعہ سے انھوں نے انکار نہیں کیا۔

اس بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ

(1) ایلاء کا مشہور واقعہ جس میں آپ نے ازواج مطہرات سے کنارہ کشی اختیار کرلی تھی اور حضرت ماریہؓ کا واقعہ دونوں الگ الگ ہیں' حضرت ماریہؓ کے

1

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قصہ کا تعلق حضرت حفصہؓ یا بعض روایتوں کے مطابق حضرت حفصہؓ اور حضرت عائشہؓ دونوں سے تھا۔

(2) سورہ تحریم کی ابتدائی آیتوں کے نزول کا اصلی سبب آپؐ کی شہد نوشی اور اس کی تحریم ہے' لیکن یہ ممکن ہے کہ اسی زمانہ میں حضرت ماریہؓ کا واقعہ بھی پیش آیا ہو' اور بعضوں نے اس کو ان آیات کا سبب نزول سمجھ لیا ہو۔

(3) حضرت ماریہؓ سے آپ کی کنارہ کشی کا واقعہ صحیح روایتوں سے ثابت ہے' یہ ضروری ہے کہ صحیح روایات میں لغو واقعات کا شمول نہیں ہے' چنانچہ نسائی اور مستدرک کی روایات اس سے خالی ہیں۔

(4) اگر امام نوویؒ نے اس روایت کی صحت پر کلام کیا ہے تو دوسرے ائمۂ حدیث نے اس کی صحت کو تسلیم کیا ہے۔

(5) اس قسم کی روایات پر یورپین مورخین کو اگر آنحضرتﷺ پر حرف گری کا موقع ملتا ہے تو اس نے آنحضرتﷺ کی بلندی و نزاہت اخلاق پر جس کا سارا زمانہ گواہ ہے' کہاں حرف آ سکتا ہے' قرآن کی صحت پر کس کو کلام ہے' لیکن کیا وہ ان کی خردہ گیری کی زد سے بچ گیا' آنحضرتﷺ کے اخلاق حسنہ کی تعریف آپ کے زمانہ کے دشمنوں نے کی ہے' لیکن یورپ کو آپ میں (نعوذ باللہ) کوئی نیکی نظر ہی نہیں آتی' آپؐ کے معیار اخلاق پر حرف گیری کیلئے تو اس قسم کی روایات تو الگ رہیں' جن کا بیشتر حصہ موضوع جعلی' ناقابل اعتبار ہے' خود تعدد ازواج اور کنیزوں سے انتفاع جنسی جیسے مسلم و محق مسائل تک کو لے لیا گیا ہے۔

هنر بچشم عداوت بزرگتر عیبے است — ان کے مقابلہ میں سکوت ہی اولیٰ تر ہے۔

بہرحال کسی روایت کو اس نقطۂ نظر سے نہیں دیکھنا چاہیے کہ اس سے غیروں کو اعتراض کا موقع ملتا ہے' پھر اگر اس واقعہ کو معاشرتی اور ازدواجی نقطۂ نظر سے دیکھا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائے اور پیش نظر رکھا جائے کہ آپؐ کی صحبت میں متعدد ازواج کیساتھ جاریات بھی تھیں، تو اس میں کوئی قابل اعتراض بات نظر نہیں آئی، صورت واقعہ کو ایک بار پھر اپنے سامنے لائے تو اس کی صحیح نوعیت سامنے آجائے گی۔

(6) جس دن یہ واقعہ پیش آیا، اس دن حضرت حفصہؓ کی باری کا دن تھا، لیکن اس روز وہ گھر میں موجود نہیں تھیں، بعض روایتوں میں ہے کہ وہ اپنے والد حضرت عمرؓ سے ملنے گئی تھیں، آنحضرت ﷺ حسب معمول ان کے یہاں تشریف لے گئے، تو مکان خالی پایا، حضرت ماریہؓ جیسا کہ اوپر حضرت عائشہؓ کا بیان گزر چکا ہے، حضرت حفصہؓ کے پڑوس ہی میں رہتی تھیں، قیاس ہے کہ آنحضرت ﷺ ان سے گفتگو فرمانے لگے ہونگے، اس اثنا میں حضرت حفصہؓ آگئیں، انھوں نے آنحضرتؐ کو حضرت ماریہؓ کے ساتھ تنہا دیکھ کر بمقتضائے صنف لطیف ناخوشی کا اظہار کیا، اور آنحضرت صلعم نے ان کی خاطر کچھ دنوں کیلئے حضرت ماریہؓ سے کنارہ کشی اختیار کرلی، تو اس میں کونسی بات عقلی یا اخلاقی معیار سے گری ہوئی ہے، یا اس میں ازدواجی نقطۂ نظر سے کونسا استبعاد نظر آتا ہے۔

(8) حضرت ابوہریرہؓ کی والدہ

امام بخاریؒ نے ادب المفرد میں ایک باب "عرض الاسلام علی ام النصرانیة۔" باندھا ہے، جس کے تحت حضرت ابوہریرہؓ کی والدہ کے قبول اسلام کا ذکر کیا ہے، پورا واقعہ یہ ہے، ابوکثیر بیان کرتے ہیں۔

سمعت اباهريرة يقول ما سمع بي احد يهودي ولا نصراني الا احبني ان امي كنت اريدها على الاسلام فتابى

میں نے ابوہریرہ سے یہ واقعہ سنا وہ فرماتے تھے کہ جس یہودی یا نصرانی نے یہ بات سنی کہ میں اپنی والدہ کو حلقۂ اسلام میں لے آنا چاہتا ہوں مگر وہ انکار کرتی ہیں (اور میں برابر ان کی خدمت کرتا رہتا ہوں اور کچھ نہیں کہتا)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحیح مسلم اور مسند میں بھی ان کے اسلام کا ذکر موجود ہے' مگر اس میں ان کے نصرانی ہونے اور اس واقعہ کے ابتدائی ٹکڑے کا کوئی ذکر نہیں ہے' ارباب رجال نے بھی ''ام ابی ہریرہ'' کے عنوان سے حضرت ابو ہریرہؓ کی والد کا تذکرہ کیا ہے' لیکن ان میں سے کسی نے بھی ان کے نصرانی ہونے کی طرف اشارہ نہیں کیا ہے' مگر امام بخاریؒ نے ان کے نصرانی ہونے کی تصریح کردی ہے' اس لیے ان کا ذکر اس کتاب میں کیا گیا ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ کا نسبی تعلق قبیلۂ دوس سے تھا' جو یمن کا ایک ممتاز قبیلہ تھا' اور معلوم ہے کہ یمن کے متعدد و ممتاز قبائل نے نصرانیت قبول کرلی تھی اس لیے ممکن ہے کہ دوس میں بھی کچھ لوگوں نے نصرانیت اختیار کرلی ہو' جن میں یہ خاتون بھی شامل ہوں' جیسا کہ اس واقعہ کے ابتدائی ٹکڑے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کے پاس پڑوس میں کچھ یہودی و نصرانی آباد تھے' واللہ سعلم بالصواب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تابعات

تماضر

نام ونسب:

تماضر نام تھا' حضرت اصبغ 1 تابعی کی جو دومتہ الجندل کے حکمران اور مذہباً عیسائی تھے' صاحبزادی تھیں' آنحضرت ﷺ نے حضرت عبدالرحمٰن بنؓ عوف کو تماضر کے قبیلہ میں تبلیغ اسلام کیلئے بھیجا تھا' اس قبیلہ میں سب سے پہلے تماضر کے والد اصبغ مشرف بہ اسلام ہوئے اور آنحضرت ﷺ کے مشورہ سے انھوں نے حضرت عبدالرحمٰنؓ سے تماضر کا نکاح کردیا' حضرت عبدالرحمٰنؓ کچھ دن دومتہ الجندل ہی میں رہے' پھر وہاں سے اپنی بیوی تماضر کے ساتھ مدینہ چلے آئے۔

تماضر ان کے عقد نکاح میں آخر وقت تک رہیں' لیکن مرض الموت میں میاں بیوی میں کچھ شکر رنجی ہوگئی جس کی وجہ سے حضرت حضرت عبدالرحمٰنؓ نے انھیں اپنے حبالہ عقد سے آزاد کردیا' ان کی وفات کے بعد انھوں نے حضرت زبیرؓ سے شادی کرلی' لیکن تھوڑے ہی دنوں کے بعد ان سے بھی جدائی ہوگئی۔

عہد صدیقی اور عہد فاروقی میں تو کہیں ان کا تذکرہ نہیں ملتا' لیکن حضرت عثمانؓ کے دور خلافت میں اس حیثیت سے ان کا تذکرہ ملتا ہے کہ حضرتؓ عثمانؓ نے انھیں حضرت عبدالرحمٰنؓ کے ترکہ سے حصہ دیا تھا۔

وفات کی تصریح نہیں ملتی' لیکن یہ معلوم ہے کہ حضرت معاویہؓ کے عہد تک زندہ ہیں۔

اولاد:

حضرت عبدالرحمٰنؓ کے صلب سے ان کے ایک صاحبزادے ابوسلمہ تھے۔

1 ان کا تذکرہ اوپر آچکا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ام محمد القرظی

اہل رجال نے صحابیات یا تابعات کے ذکر میں ان کا نام نہیں لیا ہے' لیکن اصابہ اور صفوۃ الصلوۃ کی بعض روایتوں سے قیاس ہوتا ہے کہ وہ صحابیات میں ہوں گی' لیکن ان کا صحابیات میں ہونا مشتبہ تھا' اس لیے ان کا تذکرہ آخر میں کیا جاتا ہے۔

حضرت کعبؓ کے حالات زندگی اور نیز ایک ضعیف روایت سے پتہ چلتا ہے کہ وہ یہود کے قبیلہ نضیر سے تھیں' وہ روایت یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ دو کاہنوں میں سے ایک بڑا عالم پیدا ہوگا' تو بڑے عالم سے مراد محمد بن کعب ہیں اور دو کاہنوں سے مراد بنو قریظہ اور بنو نضیر ہیں' محمد بن کعب کے والد تو بنو قریظہ سے تھے' اور ان کی والدہ ام محمد بنو نضیر سے۔

بہرحال اس روایت کی بنا پر ان کا نام اس فہرست میں داخل کر لیا گیا ہے زندگی کے اور حالات معلوم نہیں ہو سکے۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضمیمہ

مقدمہ سے متعلق بعض چیزوں کے تلاش و تفحص کے سلسلہ میں کتابوں میں چند اور اہل کتاب بزرگوں کے ناموں پر نظر پڑی' جو عہد نبوی میں اسلام لاچکے تھے' مگر چونکہ اس وقت تک کتاب چھپ چکی تھی' اس لیے ان کا تذکرہ بطور ضمیمہ آخر میں شامل کتاب کیا جاتا ہے۔

فروہ بن عمرو حاکم معان:

فروہ معان اور اس کے قرب و جوار کے علاقہ میں قیصر روم کے عامل تھے' ان کے پاس براہ راست اگرچہ اسلام کی دعوت نہیں بھیجی گئی' مگر ان کو جب کسی ذریعہ سے بعثت نبوی اور دعوت حق کا علم ہوا تو بغیر کسی پس و پیش کے اس کو لبیک کہا اور حلقہ بگوش اسلام ہوگئے' اس کے بعد اپنے خاص قاصد مسعود بن سعید کے ذریعہ بارگاہ رسالت میں اپنے اسلام کی اطلاع دی' اور متعدد سواریاں عمدہ چادریں اور قیمتی قبائیں خدمت اقدس میں تحفۃً بھیجیں' رسول اللہ ﷺ نے ان کو قبول کیا اور قاصد کو اپنی طرف سے کچھ تحائف دیکر رخصت فرمایا۔

فروہ کے اسلام لانے کا معان اور اس کے ملحقہ علاقوں میں جہاں کے دو حاکم تھے کیا ردعمل ہوا' اس کا ذکر کتابوں میں نہیں ملتا' مگر ظاہر ہے کہ ایک حاکم کی حیثیت سے ان کے اسلام کا کافی چرچا ہوا ہوگا' بہت سے خواص اور عوام نے ان کے اثر سے اسے قبول کیا ہوگا' اور کتنوں کے عقائد و ایمانیات میں تزلزل آ گیا ہوگا' جس کو قیصر روم برداشت نہیں کرسکتا تھا' چنانچہ جونہی اس کو ان چیزوں کی اطلاع ہوئی' اس نے فروہ کو دھوکے سے دربار میں طلب کیا' پہنچتے ہی ان کو حبس دوام کی سزا کا جابرانہ حکم سنادیا گیا' جسے انھوں نے نہایت خندہ پیشانی سے قبول کیا' اور اسی قید کی حالت میں جان جان آفرین کے سپرد کردی' قیصر کو اس پر بھی تسکین نہیں ہوئی تو اس نے لاش

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شارع عام پر لٹکوا دی[1]۔

اس کی تصریح نہیں ملتی کہ وہ نصرانی تھے' مگر وہ قبیلہ جذام سے تعلق رکھتے تھے جو معان کے قریب آباد تھا' اور اس کے متعلق اوپر آ چکا ہے کہ وہ نصرانی ہوگیا تھا' اس بنا پر وہ بھی نصرانی رہے ہوں گے' دوسرے معان چونکہ بری و بحری دونوں حیثیتوں سے بڑا اہم مقام تھا اس لیے قیصر کا ایسی جگہ پر کسی غیر نصرانی کو عامل مقرر کرنا کسی طرح قرین قیاس نہیں ہوسکتا۔

ذوالکلاع اور ذوعمرو:

یہ دونوں بزرگ حمیری خاندان کے ممتاز لوگوں میں سے تھے' جن کے ہاتھ میں حکومت تو نہیں تھی' مگر اس کا اثر ان میں باقی تھا' رسول اللہ ﷺ نے حضرت جریر بن عبدؓ اللہ البجلی کو اسلام کا پیغام دے کر' ان کے پاس بھیجا' ایک دن حضرت جریرؓ ان کو احادیث نبویؐ سنا رہے تھے کہ ذوعمرو نے کہا تم جن کی حدیثیں سنا رہے ہو ان کا تو انتقال ہوگیا' جریرؓ یہ اندوہ ناک خبر سنتے ہی وہاں سے روانہ ہوگئے' راستہ میں کچھ سوار ملے جن سے اس کی تصدیق ہوگئی' حضرت جریرؓ وہیں سے پھر واپس لوٹ آئے' اور ان دونوں آدمیوں نے ان کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا' ذوالکلاع کے متعلق ذکر ہے کہ وہ ایک بار حضرت فاروقؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپؓ نے ان کو شام کی مہم پر بھیج دیا۔

محمد بن حبیب نے ذوعمرو کے متعلق لکھا ہے کہ یہودی تھے' لیکن ذوالکلاع کے مذہب و عقیدہ کے متعلق کوئی تصریح نہیں کی ہے' مگر حمیری خاندان سے ان کا تعلق ان کی یہودیت کے ثبوت کے لیے کافی ہے۔

www.KitaboSunnat.com

غسان:

عہد نبویؐ میں غسانیوں کے کسی فرد کے اسلام قبول کرنے کا تذکرہ عام طور

---

[1] ہم نے ابن سعد کے بیان کو ترجیح دی ہے' زرقانیؒ وغیرہ میں ہے کہ ان کو سولی دیکر شہید کردیا گیا' ابن سعد ج 7' ق 2' ص48 زرقانی ج4' ص 52

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے کتابوں میں نہیں ملتا' مگر زرقانیؒ اور ابن سعدؒ نے نام کی تصریح کیے بغیر لکھا ہے کہ تین نیک فطرت غسانی (غالباً 10ء میں) حضور انور ﷺ کی خدمت اقدس میں آئے او کہا کہ آپؐ جو تعلیم لائے ہیں وہ حق ہے' مشرف باسلام ہوگئے۔ جب واپس جانے لگے تو حضور نبویؐ میں عرض کیا کہ جس دین کو ہم نے قبول کی ہے' اس کو ہم اپنی قوم کے پاس لیے جارہے ہیں' معلوم نہیں وہ قبول کرے گی یا نہیں' پھر انھوں نے اپنی قوم کی ذہنی اور اخلاقی حالت کا ان لفظوں میں نقشہ کھینچا۔

وھم یحبون بقاء ملکھم و قرب قیصر	ان کا حال یہ ہے کہ اپنے ملک کی بقا اور قیصر کے تقرب کو ہر چیز سے زیادہ محبوب رکھتے ہیں۔

آنحضرت ﷺ نے ان کو نہایت اعزاز و اکرام کے ساتھ رخصت فرمایا' وطن پہنچے تو اپنی قوم کے سامنے اسلام کی دعوت پیش کی' مگر اس کے دل و دماغ پر مادیت کے اتنے توبہ تو پردے پڑے تھے کہ نورحق سے وہ اپنے دل و دماغ کو روشن نہ کرسکی' اور اسلام کی رحمت عام سے محروم رہ گئی۔

غسانیوں نے ان داعیان حق کے ساتھ اگر کچھ برا سلوک بھی کیا ہو تو کوئی تعجب نہیں ہے' اس لیے کہ وہ رومیوں کے زیر اثر تھے' اور رومی اپنے مقبوضات میں اسلام قبول کرنے والوں کے ساتھ بہت برا سلوک کرتے تھے' فروہ بن عمرو کا واقعہ اوپر گزر چکا ہے' ان ہی بدسلوکیوں اور مظالم کے ڈر سے ان حضرات نے اسلام کو چھپانا نامناسب سمجھا' اور دعوت ترک دی' ان میں سے وہ بزرگ اسی غربت و اجنبیت کی حالت میں جاں بحق ہوگئے' اور ایک صاحب عہد فاروقی تک زندہ رہے' اور جنگ یرموک کے دن حضرت ابوعبیدہؓ سپہ سالار لشکر اسلام کی خدمت میں آئے' اور اپنے اسلام کی آپؓ کو اطلاع دی' حضرت ابوعبیدہؓ نے ان کا بڑا اعزاز و اکرام کیا' اور یہ سلوک ان کے ساتھ آخر تک قائم رکھا[1]۔

1 زرقانیؒ ص 73 ابن سعد ج 1' ص ص 72

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنو تغلب:

بنو تغلب کے چند افراد کا تذکرہ کتاب میں موجود ہے' مسند احمد اور طبقات ابن سعد میں، حرب بن ہلالؓ کی روایت سے یہ واقع درج ہے کہ ایک تغلبی بزرگ آنحضرت ﷺ کی خدمت بابرکت میں آئے' آپؐ نے انھیں شرائع اسلام سکھائے' اس کے بعد انھوں نے اسلام قبول کرنے والوں پر جزیہ لگانے کے متعلق دریافت کیا' آپ نے فرمایا کہ جزیہ یہود و نصاریٰ پر عائد ہوتا ہے' ان میں سے مسلمان ہوجانے والوں پر نہیں 1۔

ان بزرگ کے مذاہب کے متعلق کوئی تصریح نہیں مل سکی' مگر بنو تغلب کے متعلق آچکا ہو کہ یہ قبیلہ نصرانی تھا۔

دوسرے یہ کہ اسلام لانے کے بعد انھوں نے آنحضرت ﷺ سے اپنے اہل وطن مومنین اہل کتاب پر جزیہ لگانے کے متعلق استفسار کیا' جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ سمجھتے تھے کہ جو اہل کتاب اسلام قبول کرلیں' ان پر بھی جزیہ لگتا ہے' مگر آپ نے اس کی نفی فرمادی۔

❀ .... ❀ .... ❀

نمبر 16055

1 ابن سعد ج 6' ص 39' مسند احمد ج 5' ص 410

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ہماری دیگر کتب

تفسیر حقانی	مولانا محمد عبدالحق حقانی
علم القرآن	مرتبہ: سید قاسم محمود
سفرنامہ ارض القرآن	محمد عاصم الحداد
القرآن اور علم النفس	محمد عثمان نجاتی
فلسفہ سائنس اور قرآن	رائے خدا بخش کلیار ایڈووکیٹ
اللولوالمرجان	ترجمہ۔ سید شبیر احمد
اصول الحدیث	ڈاکٹر خالد علوی
حفاظت حدیث	ڈاکٹر خالد علوی
حدیث نبویؐ اور علم النفس	محمد عثمان نجاتی
سیرۃ النبی ﷺ	علامہ شبلی نعمانی
رحمۃ اللعالمینؐ	قاضی محمد سلیمان منصور پوری
النبی الخاتمؐ	مولانا مناظر احسن گیلانی
رسول عربیؐ	نور بخش توکلی
حیات محمدؐ	محمد حسین ہیکل
محسن انسانیتؐ	نعیم صدیقی
انسان کاملؐ	ڈاکٹر خالد علوی
سیرت قرآنیہ سیدنا رسول عربیؐ	پروفیسر محمد اجمل خان
حیات سرور کائناتؐ	مارٹن لنگس
سیرت طیبہ محمد رسول اللہؐ	مولانا عبدالمقتدر ایم۔ اے
نبی اکرمؐ بطور ماہر نفسیات	سیدہ سعدیہ غزنوی
اسوۂ حسنہ اور علم نفسیات	سیدہ سعدیہ غزنوی

الفیصل
ناشران و تاجرانِ کتب
غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
ISBN 969-503-354-7